قال رسول اللہ صلعم من انتقا الحق

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ از تصنیف جد امجد نا حضرت مولانا شاہ [illegible] محدث دہلوی

فیوض الحرمین

معہ

ترجمہ اردو

سعادت کونین

برای افادۂ ہر خاص و عام بسعی تمام فقیر پر تقصیر سید ظہیر الدین عرف سید احمد دہلوی

في المطبع الاحمدي متعلقہ مدرسہ عزیزی دہلی

رجسٹری شدہ

الکاتب دہلوی

قیمت فی جلد ۱۰/

فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انی احمدک واثنی علیک وابوء لک بالتقصیر فی الحمد والثناء واستغفرک واستعینک واعلم انہ لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعیننی غیرک فی الشدۃ والرخاء واوجہ وجھی الیک واسلم نفسی لک نسکی وصلوتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شرکۃ الشرکاء واعوذ بک من شرور نفسی ومن سیات اعمالی والح علیک فی سوال الھدایۃ لمحاسن الاخلاق ومکارم الاعمال واعتقد انہ لا یعیذنی من ھذہ ولا یھدینی لھذہ الا الذی فطرنی وفطر الارض والسماء واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ افضل الرسل والانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیھم وعلی الہ واصحابہ ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء

امابعد فیقول العبد الضعیف ولی اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی مین تیری حمد کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ تیری حمد وثنا مین قاصر ہون تجھی سے مغفرت چاہتا ہون اور تجھی سے مدد مانگتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہین بخشتا اور سوا تیرے کوئی میری مدد نہین کرتا رنج وراحت مین اور تیری ہی طرف متوجہ ہون اور تجھی کو اپنے تئین سونپتا ہون تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی اور موت تیری ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہین اور پناہ چاہتا ہون تجھسے اپنے نفس کی برائیون سے اور اپنی اعمال کی برائیون سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہون کہ اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہین برائیون سے بچانے اور بھلائیون کی ہدایت کرنیوالا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین وآسمان کو اور گواہی دیتا ہون کہ سوا تیرے کوئی معبود نہین تو وحدہ لاشریک ہے اور گواہی دیتا ہون کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہین سب رسولون سے افضل اور سب نبیون سے بڑھکر اللہ کا درود ہو ان پر اور انکی آل واصحاب پر جبتک کہ رات دن آگے پیچھے آتے رہین جبتک آسمان سایہ کئے ہے اور زمین اٹھائے ہے **امابعد** گذارش کرتا ہے عبد ضعیف ولی

بن عبد الرحيم الدهلوي ما ألهمنا الله تعالى
بلطفه ومننه أن جعله من أعظم نعم الله تعالى
علي أن وفقني لحج بيته وزيارة نبيه عليه أفضل الصلوة
والسلام سنة ثلث وأربعين والتي تليها من المائة
الثاني عشر وأعظم من هذه النعمة بكثير أن
جعل الحج الشهود والمعرفة لا الحج الحجاب والنكرة
وزيارة زيارة مبصرة لا زيارة عمياء فتلك نعمة
أعظم عندي من جميع النعم فأحببت أن أضبط
أسرار تلك المشاهد كما علمني ربي تبارك وتعالى
وكما استفدته عن روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم
تذكرة لي وتبصرة لإخواني عسى أن يكون ذلك أداء
لبعض ما وجب علي من شكرها وسميت الرسالة
بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل و
لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم **فمن**
تلك المشاهد أني رأيت في المنام
جماعة قليل من أهل الله شطر منهم أهل الأذكار واليا
داشت قد ظهرت على قلوبهم الأنوار وعلى
وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون
وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة
الوجود ويشتغلون بنوع من الفكر في سريان
الوجود ظهرت على قلوبهم خجالة وانجذام في
جنب الحق القائم بتدبير العالم عموما والنفوس
خصوصا وعلى وجوههم سواد وتحول فاحتج
الفريقان قال أهل الأذكار والأوراد للآخرين
هذه الأنوار والجمال علينا فنحن أهدى طريقة منكم

ابن عبد الرحیم الدہلوی کی خدا تعالیٰ جو مجھ پر اپنی مہربانی فرمائے
اور رحمت کرے کہ مجھکو اسکی نعمتوں سے یہ بڑی نعمت عطا
ہوئی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ ہجری اور ایک ہزار ایکسو چوالیس میں اور حج
یہ اور بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور حج
نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھوں والوں کی نہ زیارت اندھوں کی سی سو یہ میرے نزدیک
سب نعمتوں سے بہت بڑی نعمت ہے میں نے چاہا کہ میں کچھ
ان مشاہد کے اسرار جیسے مجھے اللہ نے معلوم کرائے ہیں اور
جیسے مجھے فائدے پہنچے ہیں روحانیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسلئے کہ یہ میرے لیئے یادگار رہے
اور میرے بھائیوں کے واسطے بصیرت ہو اس سے
امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہے ہمارا برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے
اون مشاہدوں سے **مشاہدہ اول** میں نے خواب میں ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کے دیکھے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا
اُن کے دلوں میں نور و چہرے تر و تازہ اور صاحب جمال تھے
اُن کا عقیدہ وحدت الوجود نہ تھا اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود
والے جنکا شغل فکر سریان وجود میں تھا اُن کے دل میں
شرمندگی و خجالت اِس حق امر سے کہ عالم
کے تدبیر عموماً اور نفسوں کی خصوصاً حق ہے اُن کے
چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے دونو جھگڑتے
ہیں اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تمکو ہمارا نور و جمال
نظر نہیں آتا ہمارا طریقہ تم سے بہت ہدایت پر ہے

وقال اهل وحدة الوجود ليس ان اضمحلال الوجودات في الوجود الحق امر حق مطابق للواقع فعلمنا سرًّا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما أكثر التشاجر بينهم حكموني ورفعوا الى مشاجرتهم فقمت بين هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم الصادقة ما تهذب بها النفس ومنها ما لا يتهذب به النفس وذلك لان الله تعالى خلق النفوس بالاستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح فهذه المسئلة وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليست هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة الجامعة بحسب تضرعات الملأ الاعلى اما اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لكنهم لحظوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا في المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم لما سرحوا افكارهم في مراعي السريان ضاع من ايديهم التعظيم والمحبة والتنزيه التي عرفت بها الملأ الاعلى ربها وورثتها من قوى الافلاك بحكم الفطرة فامتلاء العالم بعض فتهم وما ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ ما خلقت لاجله فانكم ايها القائلون بوحدة الوجود وسريان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدت الوجود والے کہتے ہین کیا سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق واقع نہین ہین وہ راز معلوم ہوا جس سے تم جاہل رہے پس ہمکو تمپر فضیلت ہی جب انمین تنازع پڑی مجہکو منصف بنایا پہر مین ان دو نو فرقون مین منصف بنا اور کہا بعض علوم صادقہ ایسے ہین جنسے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعضے ایسے ہین جنسے نفس تہذیب نہین پاتا اسواسطے کہ اللہ نے نفسون مین طرح طرح کی استعدادین پیدا کین ہین اور علوم حقہ مین ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس مین مستغرق ہوجاے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو مستغرق نہو مہذب نہین ہوتا ہے نہ اصلاح پاتا ہے سو تمہارا مسئلہ اگرچہ علوم حقہ سے ہے لیکن تم دونون کا یہ مشرب نہین تمہارا مشرب تو حقیقت جامع کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتون کی سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا نفس مہذب ہوگیا اور سنور گیا اور جس کمال کے واسطے پیدا ہوا تہا اسکو پہنچ گیا لیکن وحدت الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے لیکن اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہون نے اپنا فکر صرف کیا سریان وجود مین تعظیم ومحبت ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتون نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اس کے قوا افلاک بسبب سرشت کے اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب نہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے سو اے وحدت الوجود والو تمہارا وہ جزء گویا ہوا اور بولا

بهذا السر جزؤ ليس من شانه هذا العلم واما الجزء
الذی مشرابهذا العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ
لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وهي
العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال
انما الحری بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه
غضا طريا لم يخالف النشات المتراكمة ففهم
هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا امر
الاسرار التی اختصنی ربی بها احكم بها بينكم فيما
اختلفتم فيه والحمد لله رب العلمين ثم انتبهت

مشهد آخر رايت ببصر روحی تدليا
هو شئ واحد متصل فی ذاته سار فی العالم
كل كان العالم ستارة فوقه وهو الداخل فيه
وفطنت حينئذ ان هذا التدلی اذا توجه اليه
العارف وابصره ببصر روحه وفنی فيه قوی
تاثيره وارشاده وصح له التصرف فی الحق بالحق
وهذا التدلی له وجهان فوجه يحاذی وجود
الخارجی وهذا كانه لون منطبع فی الواح النفوس
يسمی بالنور والوجه الثانی يحاذی وجود
الذهنی وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم
والتدلی ولاجله يقال ان النقشبندية ادرجت
النهاية فی البداية ومن وصل الی الذات
بواسطة هذا التدلی لم يعلم الا الاختيار
والارادة وعلم نفسه مغمورا فی بحر لا ساحل

معرفة عظيمة ادراك الحق
المتدلی الی عباده باعظم التدليات ان

جو اس علم کے لائق نہین اور جس جزو کے لائق یہ مشرب ہے
وہ گونگا اور مسخ ہو گیا اور تم مین عناصر فلکیہ جو اجزا ر
فاطنہ اس کمال کے ہین بالکل نہین اس ستر کے لئے
وہ شخص لائق ہے جس مین یہ جزو بہت راسخ ہو اور اسکو
نکما نکر دے ظہورات گھیر لینے والے وہ دونون فریق
سمجھ گئے اور یقین کر لیا پھر مینے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا
ان اسرار سے جس مین تمہارا اختلاف تھا اُس مین مینے
منصفی کر دی الحمد للہ رب العالمین پھر میرے آنکھ کھل گئی

مشہد مینے اپنی روح کی آنکھ سے تدلّی کو دیکھا کہ
وہ ایک شے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم مین سرایت
کی ہوئی ہے گویا عالم اوس پر پردہ اور وہ بیچ مین ہے
اِس وقت مینے جانا کہ یہ وہ تدلّی ہے کہ عارف جب اسکی طرف
متوجہ ہو روح کی آنکھ سے اور اس مین فنا ہو جائے تو اوسکے
ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اُس کا تصرف حق خلقت
مین صحیح ہوتا ہے اور اس تدلّی کی دو جہتین ہین ایک وجود
خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے لوح نفوس مین
اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی
کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ
اسم اور تدلّی ہے نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہین
کہ ہم نے نہایت کو بدایت مین درج کیا ہے جو شخص اس
تدلّی کے وسیلہ سے واصل ذات ہوتا ہے نہین جانتا
سوا اختیار اور ارادہ کے اپنے تئین ڈوبا ہوا
جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار مین

معرفتہ عظیمہ اعظم تدلیات سے حق کے
بندون کی طرف متدلّی ہونے کا ادراک اگر

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذلك استماع كلامه ان كان بسمع الروح فهو من مقامات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام **تحقيق شريف** اعلم ان للنفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان هنالك لطيفتين احديهما القيومية الالهية المتعلقة بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة ولها في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صور مجردة من مبداء الصور وهو العلم وان تفضي الى شيء من الاشياء وتتصل به وهذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاك والملاء الاعلى وارواح من مضى من الصالحين وربما ينزل لون من رؤية الروح ربها الى النسمة ومن النسمة الى جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رايت ربي بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب ما ادعاه ابن عباس رضي الله عنهما من رؤية

روح کی آنکھ سے ہے تو کاملون کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اس مین عام بھی شریک ہین اور اسی طرح اسکے کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملون کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس مین عام بھی داخل ہین **تحقیق شریف** جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کے واسطے سوا ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اسکی تحقیق یون ہے کہ اس جگہہ دو لطیفہ ہین ایک تو قیومیہ الٰہی جو بدن سے متعلق ہے اور اوس مین حلول کئے ہوئے ہے قطع نظر نسمہ سے سو معرفت اشیاء مین اوس کی دو جہتین ہین ایک تو یہ کہ مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اس پر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسری یہ کہ کسی شے کا اشیا مین افاضہ کرے اور اوس سے متصل ہو جائے ۔ اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہین گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اللہ کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتین کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتون سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہون اُن کی ارواح سے باتین کیا کرتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اوس سے نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے اس وقت فرد کہتا ہے کہ مین نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اُس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

النبي صلى الله عليه وسلم ربه وكمن هذا الباب
كلام موسى عليه السلام واتصلت يوما بروح
الشمس ورأيتها وسمعت منها فقلت عجبا لك
ترين الناس استضاؤا منك واستفادوا منك ا
الغلبة والظهور على اطوار شتى ثم انهم ينكرون
عليك ويغيرون بك وانت لا تنقمين منهم ولا
تغضبين عليهم قالت اليس ان تكبرهم وابتها
جهم بانفسهم شعبة من ابتهاجي بنفسي فانا
في كل ذلك لا التفت الى صورة التكبر وانما
التفت الى حقيقة الابتهاج وانما الكل ابتهاج
بنفسي فهل يجوز لاحد ان يغضب على كمال
نفسه او ينتقم من نفسه ثم تم افضائي الى
الشمس فرأيتها فياضا بالطبع والجبلة وكذا
كل فلك ورأيت ارواح الافلاك ملتئمة ومتو
فقة في علومها وهممها **زيادة ايضاح**
ان شئت ان تلقى حقيقة هذا الوجدان
واصغ لما يلقى اليك اعلم ان علم النفس الناطقة
اعني بها نورا بسيطا مع تقييد القيومية
الجسد واحد وتنزل الطبيعة الكلية التي
هي النقطة الفعالة في الخارج بصورة
خاصة بمعلوم اي معلوم كان انما يكون
عندنا باتحاد المدرك والمدرك ثم ادراكها
اما ان يكون لنشأة كلية تشمل النفس او تشمل
جسمها كالصورة الانسانية والحيوانية
او الارض والماء وسائر العناصر او القوة

اور اسی وجہ سے حضرت موسی علیہ السلام کا کلام کرنا *
ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہوا مینے اُسے دیکھا اور اس سے
شنا مینے کہا بڑا تعجب ہے کہ لوگ تجھسے روشنی طلب
کرتے ہین اور فائدہ اٹھاتے ہین تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہین پھر تیرے منکر ہین اور تجھسے مقابلہ کرتے ہین
اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غضب کرتا ہے
تو اُس نے کہا کیا ان کا تکبر اور انکے اپنے نفسون سے
خوشی میرے جان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے مین اُن سب
حالتون کی طرف کچھ التفات نہین کرتا مین اس شادمانی
کی حقیقت کو دیکھتا ہون کہ یہ سب میرے ہی نفس کی
شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمالِ نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے
یا انتقام اُس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا
پس مین نے اُسے دیکھا کہ بالطبع فیاض ہے اور اسی طرح
ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہین اپنے علمون
اور ہمتون مین **زیادہ ایضاح** اگر تو چاہے اس
وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سُن جو
مین کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے
مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے
قیومیتہ کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل
طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج
مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم
ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے
پھر اوس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا
نفس کو شامل ہوگا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عنصر یا قوی

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس الى ان آلة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة يتجرد الى نقطة بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى بها
وتفنى عن غيرها فتستيقظ هذه النقطة بنفسها
ويتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرات الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة الّتي القوى على غيرها
اذا لم يكن هذه القوة منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
ولكنهما ان يتجرد نفس الى قوة موجودة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل والقوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة والمؤثرة بواسطة تلك القوة
وانصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الاخرى بحيث يكون مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اُس کا ادراک کسی خاص شئے ایسے
کے لئے ہوگا جو اس نفس دراک کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہی تو صفت ادراک کے واسطے
اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے طرف اُس نقطہ کی کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اُس کے ساتھ اور فانی رہیگی
اُس کے غیر سے اُس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اوس
حقیقت کے سب احکام روشن ہو جائینگے تجلی ذوقی تحقیقی یہ معنے
ہین ہمارے قول مدرک اور مدرک کے اس صورت مین ایک
ہو جائینگے اور اگر ہوگا امر ثانی تو صفت ادراک نفس کے واسطے اُس
حقیقۃ قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اُس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت مین
حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزر کی جہت سے جو اس جزر پر غالب ہے اور
اُس قوۃ پر جو دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر
قوتوں کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنہہ ان دو
وجہون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت امانت ہے
غالب یا مغلوب اوس مین کوشش کرے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالب یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوۃ ہے لیکن اُس کے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے - پس ادراک کیا موثرنے موثر کو
اور موثرنے موثر کو اوس قوۃ کے حس سے اور یہ
اُس سے ملگئے تو ظاہر ہون گے احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوۃ جو اس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہو جاتی ہے ان مین

فتنعزل عن احكامها وآثارها وانما يبقى حكم الغالب فيقال اثرت هذه النفس في تلك النفس وافادتها تلك الكيفية والحق انها ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجهها الى جزء منها وفي موضع منها حتى تلاشت احكام سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة والاستتباع من هذه والمحبة والتبعية من تلك لا بد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل من جهة قوة وجزء ولا في جميع المواطن بل في موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك في هذه الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى ملاحظة نفسها مغمورة في معنى الاتحاد فتتأثر بافضائها اليها مع انفكاكهما وشعورها انها ليست هي من جميع الوجوه بل من وجه دون وجه وهذه الحالة نسميها رؤية وثالثها ان يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم هذه القوة ويصير كالمستتر وحينئذ يظهر لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى الاتحاد وبالنسبة الى الرؤية فيكون انفصالها من جهة الغالب وقبولها من جهة المغلوب فمثال تحلي نفس زيد بنفس عمرو ومعت

تو معزول ہو جاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالب باقی رہجاتی ہے اُس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس مین اثر کیا اور اوس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اس نفس نے کچھ خارج سے نہین حاصل کیا بلکہ اپنی ہی جزو کی طرف توجہ کی ہے اور اپنی ہی اوس قوۃ کی طرف جو اُس مین امانت ہے اسقدر کہ سب قوتین اور اجزا نابود ہو گئے تو اس وقت غلبہ اور استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اُس طرف سے ہوئی تو ضرور ہے دو نفسون کا اتحاد سے سو مطلق نہین بلکہ قوۃ اور جزو کی جہت سے اور نہ کل جگہہ بلکہ طبیعۃ کلیہ کے کسی جاے مین - اور اوس کے یہی معنے ہین جو ہمنے کہا مدرک اور مدرک ایک ہو جاتے ہین اس صورت مین اور جب تمنے یہ جان لیا تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اُسکے حال ہین وضع ہین - اوّل یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہو جانا اوس مین اور اُس کے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ ہر نفس رجوع ہو طرف ملاحظہ اوس کی فنا کے درجا ایکے مستغرق ہو معنی اتحاد مین پس اثر ہوتا بسبب ملجانے کے اُس سے باوجود کسیقدر جدا ہونیکے اور شعور اس بات کے کہ وہ وہی نہین ہو گیا کل وجہہ سے بلکہ کسی وجہہ سے اس حال کو رویۃ کہتے ہین اور تیسرا یہ کہ غالب ہو جائین سب احکام ایسی طرح کہ غائب ہو جائے اس قوۃ کا حکم اور یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہوگی ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد اور بہ نسبت رویۃ کے تو انفصال ہوگا غالبیت کی جہت سے اور قبول کی [illegible] مغلوبیت کی جہت تو کہین گے [illegible] نفس نے [illegible] عمرو کے نفس اور [illegible]

هذه كلامها ولابعها ان تغيب احكام تلك
القوة غيبة اشد من ذلك فلا يبقى الاخيال
طفيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة
متميز عنها فيقال حينئذ حصلت صورة
في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة
في المرآة فهذه اربع حالات فلكل حكم فكن من
المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة
جلية من شانها الاتصال بالفعل فان قيست الى
السمع يسمى سمعا والى البصر يسمى بصرا والى
الذوق يسمى ذوقا والى اللمس يسمى لمسا ولعله
الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام
لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة
دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من الذوقات
فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس
ان يقرب من الانسان انسان بدغدغة ولما
يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام
السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة
القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ
ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق
فهذه الحاسة هي التي بها ادراكات الحواس
الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما
استقلت هذه الحاسة بما تدعو من حبال العرش
مواجيد ذات مثالية على حسبها كما يتشكل

کلام سُنا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت سے
غائب ہو جائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف
محفوظ اُس قوۃ کی ضدوں میں اور اُن سے جدا اُس وقت
کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہو گئی
ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہو جاتی ہے تو یہ چار
حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے
کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس میں حاسہ
جلیہ ہے وہ متصل ہو جاتا ہے اُسوقت اگر کان کا قیاس
کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائیگا
یا ذوق کی طرف تو نام اُس کا ذوق ہوگا جو لمس کی طرف
تو لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور اسی حس مشترک
سے ہر حاسہ کا احتلام ہوتا ہے آنکھ کو تو یہ کہ جوالہ کے نقطہ کو
دائیرہ جانتے سو دائیرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے
حس مشترک کا اور زبان کا یہ کہ کسی شے مرغوب کو دیکھ کر منہ میں
پانی بھر آئے اور قوت لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو
اور وہ اُس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن
ملے اُس کے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا
راگ کے سُر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ قویہ حواس ظاہر کی
طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسہ
لذت اٹھاتا ہے اور اگر تو سچ پوچھے تو اسی حس مشترک سے تمام
حواس ظاہر ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں
اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی
ہیں بسا اوقات مستقل ہوتا ہے یہ حاسہ اور
خیال عرش سے اپنے موافق موجودات
مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن متشکل

الجن والملائكة **مشهد آخر** رأيت لكل
من شعائر الله نورا يعلو فطنت بحقيقته
انما حقيقة النور مناسبة الشيء بالروحانية
وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات
فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة روحه
ادراكا انطباعيا بان ينشرح وينفسح ويز
داد مناسبة بالروحانيات والناس اذا
توجهوا الى شعائر الله صاروا احزابا فحزب
انما ينتفع بنيتها وعزيمتها حيث فعلوا هذا
الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله
وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتحس
بالنور فتغلب قوة الملكية على البهيمية وحزب
تمعن في هذا النور فتدرك التدلي الذي
هو اصل هذه الشعائر فيبهت امره

مشهد عظيم وتحقيق شريف اطلعني الحق تعالى على حقيقة
التدلي العظيم الجليل المتوجه الى نوع البشر
المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل
في عالم المثال المنفسر تارة بالانبياء عامة
ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين
خاصة وتارة بالكتب الالهية عامة والقرآن
العظيم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة
معرفة هذا التدلي الوحداني في ذاته
المتبرز في بروزات كثيرة بحسب المعدات
الخارجة اعني اوضاع البشر وعاداتهم

ہوتے ہین اور فرشتے **مشہد آخر** مین نے دیکھا کہ اللہ
تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور دریافت کے
حقیقت اُس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی
روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ اُس مین روحانیات
کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک
کرلیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی
اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے
روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ
ہوتے ہین تو گروہ ہو جاتے ہین ایک وہ گروہ ہے کہ اپنے
نیت اور عزیمت کے سبب نفع پاتے یعنے جو کام کرے اللہ کے
واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے -
ایک وہ گروہ ہے کہ اُس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نور سے
معلوم کرے اُس کی قوۃ ملکیہ غالب آجاوے قوۃ بہیمیہ پر ایک
وہ گروہ ہے اس نور مین غور کرے اور ادراک تدلی کرے
وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہو جاوے
مشہد عظیم و تحقیق شریف حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا
اُس تدلی عظیم و جلیل پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے
مراد اوس سے اللہ کا قرب آسان ہوتا ہے
وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال مین منفسر
ہے کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم اور کبھی منفسر ہے کتب
آسمانی سے دوسری عموماً کتابین اور خصوصاً
قرآن عظیم اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے
ساتھ تو پہچاننا اس تدلی وحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ مین
موافق معدات خارجیہ کے یعنی انسان کی وضعون کی اور عادتون کی

ومن أنوارات اذا هانهم التي اذا انتقلوا الى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لا تفارقهم فيعدون في حظيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلي الجليل
ثم ينزل في العالم الحسي متى اراد الله ومتى ما
استعد العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعني على حكمة الانفساد وعلى
تمايز كل انفساد عن الانفساد الآخر بخاصة
لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسادها اعلم ان الشخص
الاكبر لما انفرز في الخارج كان اول شيء منه ان
عرف ربه واحبه [illegible] في ملاء صورة
علمية لها وجهان وجه [illegible]
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه مجرد وبه حد و
الوجود الذهني ويصير نفس العلوم وهذا
الوجه الاخير تدلي من تدليات الحق جل
ومن وهذا النصيب يختص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
ما في جوفه وحيزه انما نصيبه من
معرفة ربه نازل في منازلات هذا التدلي
في منزل مقيد فينزل هنالك بقدر التجلي
الذي فيه ويراعي في هذا التنزل احكام التجلي
فهذه معرفة عظيمة [illegible] عليه [illegible]

اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہے ایسی چیزیں کہ جب برزخ میں جائیں
تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں ان سے جدا
نہوں آمادہ کریں حظیرۃ القدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کو
واسطے اس تدلی جلیل کے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اوس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے اور حق تعالی نے مجھے مطلع کیا انفساد کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے جدا پہنچانے پر اوس خصوصیت سے
جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اوسکے
لئے ہم بیان کریں گے تجھ سے انشاء اللہ تعالی اوس کی
وحدانیت کے او حقیقت اور انفساد کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے
پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اوس سے
تو اوس کے ادراک میں صورت علمیہ ہوئی جس کی دو جہتیں ہیں
ایک اوس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف یعنی نفس علوم ہو جائے اور اس
جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالی سے
اور یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب
کے معرفت کے سبب اور اوس کے لئے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ
جوف و حیز میں اوس کے ہے اوس کے نصیب
میں اپنے رب کی معرفت میں تنزل میں ہے
تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید میں یہاں
نازل ہوتی ہے بقدر تجلی کے اور رعایت کئے جانے میں اس
منزل میں احکام جانیں گے پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو خوب زہن میں بیٹھا

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان صورة خاصة في مداركه وهذه معرفة اخرى ثم لما انحازت المثل وهي التي تدعى بارباب الانواع تعين لكل نوع احكام متميزة عن احكام نوع اخر وكان ذلك في المثال وكان منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية يتميز هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الانحصارية كما ان صاحب الموسيقى يتفحص عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد ولا ينقص ثم يقول لو انا ركبنا نغمة بنغمة تحصل لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما تعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم ركب الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم الالحان محصورة في عدد خاص فيحفظها ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا يظهر فيه هذا اللحن في تلك الساعة في دار تجلس [illegible] اخرى في يوم وساعة [illegible] وهذه [illegible]

غرض جو فلک اور عنصر جبز ہوا روح ظاہر یا خفیہ کا اول اوس سے ظاہر ہوا یہ ہے کہ اوس نے اپنے رب کو پہچانا اور اوس سے خشوع کیا اور مدد چاہے مدد چاہنا طبعی و سرشتے شخص اکبر سے اس لئے کہ وہ اوس کی اصل اور مبدء وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اوس مین تدلّی منعقد ہے واسطے فیضان صورت کے ایک خاصہ اور یہ معرفت دوسری ہے پھر جب معین ہوئین مثالین جنکو رب النوع کہتے ہین تو تعین ہوئی واسطے ہر نوع کے اُس کے حکم ایسے کہ متمیز ہون دوسرے نوع سے اور یہ مثال مین تھی اور ان مین سے انسان ہے سو یہ سب نوعون سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل نچھوڑا گیا اور اس مین امانت رکھی گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یون ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کرین اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو یہ یہ پھر ابعاد حاصل ہون گے ایسا ایسا نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصر یہ عقلیہ سے بعد ابعاد کو ابعاد سے مرکب کرنا چاہتا ہے ہی طرح یہاں تک کہ لحن [illegible] لیتا ہے محصور [illegible] من [illegible] سے یاد [illegible] کہتا ہے اور [illegible] حکم [illegible] خاصیت اور وقت [illegible] اس مجلس کا [illegible]

الی غیر النهایة فلو ان عمره امتد الی الابد ما
تنقضی عجائبه وهی کلها انفسار لما علمته ولا
بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص
البشریة فی عالم الجسم واختلفت استعدا
داتهم وقواهم منهم الزکی ومنهم الغبی
ومنهم صاحب النفس القدسیة وجعت
الی الله هممهم ونفوسهم وخلاصة بشر
یتهم فی حظیرة القدس فصاروا هنالک
کالامر الواحد یقع علیهم اسم واحد وینسبون
الی مثال واحد هو الانسان الالٰهی ویتقارب
امورهم ومدارکهم تنزل هذا التدلی
الاعظم هنالک فصار ذلک فی عالم المثال
قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة
الیهم ونصیبا لهم من ربهم فکانت النفوس
الانسانیة اذا تجردت عن وسخ العادات
الحیوانیة والهیآت الفاسقة الجسمانیة
قطفت الی هذه الحظیرة فبرق هنالک
بارق جلال ثم تخمد وتبقی حائرة تهیئة لا
تدری من این الی این الی العود حیلة فاقتضی
تدابیر الحق ان یتحرک الیهم هذا التدلی وینزل
ویتشخص وینفسر حتی یتسهل قربهم الیه
وانصباغهم به فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فکان من تلک الانفسارات النبوة
وذلک ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینهم
سخر الاکمل الاعقل الاوثق من کان دونه

اسی طرح بے نہایت اگر اوس کو عمر ملے تو ابد تک
تمام نہوں عجائب اوس کے اور یہ سب انفسار
ہین جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب
ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اُن کی
استعدادین اور قوتین مختلف تھین کہ بعضے ذکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے نفس قدسیہ والے کہ
اُن کی ہمتین اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس مین تو ہو گئی
اُس جگہہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہو
اور نسبت کئے جائین مثال واحد سے وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہین اُن کے امورات اور
مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہان وہ عالم مثال مین قدم
صدق ہو گیا اُن کے واسطے اور مقام معلوم اُن کی نسبت اور
اُن کے نصیب مین اُن کے رب کی طرف سے تو جس وقت نفوس
انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ کی کثافت سے اور ہیئت
فاسقہ جسمانیہ سے تو اٹھائے گئے حظیرہ قدس مین اور ایک برق
جلال چمکے وہ بیخبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت مین پڑ گئے کہ کہان تھے
کہان ہین اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین
اُس وقت اقتضائے تدبیر حق سے اس تدلی کو حرکت
ہوتی ہے تنزل کرتی ہے اور مشخص ہو جاتی ہے
اور منفسر ہوتی ہے یہانتک اُس سے قرب آسان ہو جاتا ہے
اُسے رنگے جاتے ہین اُس وقت منفسر ہوتے ہین انفسارات
کہ موافق معدات کے پھر یہ انفسارات نبوۃ ہو جاتے ہین اور وہ یہ ہے
اشخاص جب آپس مین ملتے ہین اور ہم صحبت ہوتے ہین
تو جو اُن مین بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے وہ اپنے سے کم

فی التدبیر المنزلی والسیاسة المدنیة فکانت
دیدن البشر وخلقهم وامرًا متوارثًا فی اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلک فی صدورهم کالامور
المتلقاة الضروریة الاولیة من غیر تامل ولو
ماتوا جروا ذلک معهم الی برزخهم ومعادهم
فصار ذلک معدًا لانصبار التدلی بصورة
جسمانیة هی تقدم شخص النوع علی سائر
الاشخاص وصدورهم عن رایه ونفخت فی
هذه الصورة الجسمانیة روح الٰهیة وظهرت
برکاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنی
هنا من النبوة ما کان علی وجه الریاسة
والتقدم والمجادلة والتسخیر لا افیضان
العلوم فقط وان استتبع انقیادًا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة للتمهیدیات کما کان
لسیدنا ونبینا محمد صلی الله علیه وسلم وکان
من تلک الانصبارات الصلوٰة وذلک
لان کل خلق عند البشر له افاعیل هی تبینه
وهیکل فی المحسوس ینضبط السر المعنوی
بذلک الهیکل وینصرف الاحکام من المدح
والهجو الیه وهو الذی یذکر ویخبر عنه
ویشار به الی الخلق وهذا طبیعة البشر و
دیدنهم ومرکوز اذهانهم فاصطفی الحق
خلقا من اخلاق البشر وهیئة من هیئات
نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم
هو صورة انصباغهم بالمقام المعلوم

مرتبون کو مطلع کرتا ہے تدبیر منزلی وسیاست مدنی مین تو
ہوجاتا ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن مین جما ہوا
اگر زندہ رہین تو اوس کو پائین اپنے سینون مین مانند واقعات
ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مرجائین ساتھ لیجائین اپنے
برزخ اور معاد مین تو یہ امر ہوجاتا ہے مستعد اس تدلی کے
انصبار کی صورت جسمانیہ مین اور وہ تقدم شخص انسانی ہے
سب اشخاص سے اور اس کا صادر ہونا اس کی رائے
سے اور نفخ کی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ مین روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتے ہین اس کی برکتین کہ ہوجاتے ہین
نبوت و رسالت اور یہان میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت
اور تسخیر کی ہو ۔ نہ فقط فیضان علوم اور متابعت چاہیئے
انقیاد کی ان سے بالتبع اور نہ میری مراد ہے نبوت جامعہ
تمہیدیت کو جیسے کہ ہے واسطے ہمارے رسول اللہ
کے اور اون انصبارات سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلیئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہین
اور وہ کالبد یعنے جسم ہے محسوس مین اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہین اوس صورت مین اور اسی کی طرف احکام
مدح و ہجو کی منصرف ہوتے ہین اور وہی
ذکر کی جاتی ہے اور اس کے خبر کہے جاتی ہے
اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے یہی ہے طبیعت
اور دیدن بشر کا اور یہی ذہنون مین جما ہوا امر ہے حقتعالی
چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت
ہیئات نفوس سے اور رنگ ان کی روحون کے
رنگون سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ

فی حظیرۃ القدس واعنی بذلک الخلق والھیئۃ
الاحسان والخشوع لربہ والتنظف عن ھیئۃ
ظلمانیۃ فاسدۃ فھذا الخلق موجود فی حیز
امتزاج النفس بالحیوانیۃ لکنہ اشبہ الاشیاء
بالمقام المعلوم الذی فی عالم حظیرۃ القدس
فجعلہ کانہ ھو کما جعل البدن کانہ النفس
ثم اصطفے اعمالا واقوالا یکونون تفسیرا لذلک
الخلق وتنطبق علیہ فجعلہا کانہا ھو وکان
من تلک الانفسارات الکتب المنزلۃ وذلک
لان استخاص الانسان الھموا بالکتابۃ الکتب
وجمع الرسائل لینفعہم فی الازمنۃ المتطاولۃ
والاقطار المتباعدۃ ویبقی نص صاحب الکتاب
غضا طریا ولا یدخل غلط فی الروایۃ بالمعنی
ولا النسیان فلما کان ذلک فیہم فحرک ھذا
التدلی بصورۃ اخری حذو ما عندھم فصار
الرسول المحیط بالبوارق المختطفۃ لہ من
البشریۃ الی حظیرۃ القدس خادما لارادۃ
الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلی
مجادلاتہم للبشر فی شبہاتہم الفاسقۃ
ارادۃ رحمۃ ربہم والھام الخیر فی صدورھم
وحیا متلوا فی مدارک الرسول فنتظم
الکتب ومن کتب الکتب الالٰہیۃ التوراتیۃ وانما
قبلہ صحف تشتمل علی علوم قد درست
علی والیہ فی جمعہا ما شاء من الامۃ
وکان من ذلک الانفسارات المنیۃ وذلک

حظیرۃ القدس ہیں اور میری مراد اس خلق اور ہیئت
سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو
اور پاکیزگی ہیئات ظلمانیہ فاسدہ سے پس
یہ خلق موجود ہے حیز میں امتزاج نفس بالحیوانیہ
کے لیکن بہت مشابہ ہے اوس مقام معلوم
سے جو عالم حظیرۃ القدس میں ہے اور اوس خلق کو
کر دیتا ہے گویا یہ وہی ہے جیسا بدن کر دیا ہے گویا کہ
وہ نفس ہے پھر برگزیدہ کرتا ہے اعمال اور اقوال
کہ وہ اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور برابر کرتا ہے اُس
خلق پر گویا کہ ہو بہو ہیں اور انفسارات سے کتب آسمانی
ہیں اور یہ اسلیئے کہ اشخاص انسانی الہام ہوا کہ
کتابیں لکھیں اور رسالہ جمع کریں کہ زمانہ دراز تک
نفع دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب
کی نص باقی رہے بہت مضبوط اُس میں غلطی نہو روایت
بالمعنی کے اور بھول نجائیں اور یہ کتابت پھیل گئی
پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل
اس کے جو اشخاص انسانی میں تھا تو ہو گیا رسول بہرہ یاب
بوارق خاطفہ کے سبب بشریہ سے طرف حظیرہ قدسی
اللہ کے ارادہ کا خادم پھر منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور شبہ سے
مجادلہ ان کے شبہات فاسقہ میں رحمت رب کی ارادہ سے
اور الہام خیر سے ان کے سینہ میں وحی تلاوت ہوا
رسول کے [illegible] میں منتظم ہوگئے کتاب اور پہلے کتاب
اور اسی طرح توریت اور اُس سے پہلے صحیفہ تھی
کہ مشتمل تھی اُن علموں پر جو نبی کے قلب میں تھے پھر جمع
کر لیا جس نے چاہا امت سے اور ان انفسارات میں سے ہے

ولان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم
فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما
معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم
امرهم ودخل في ضروريات علومهم فجعل الله
قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه
روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن
تلك الانفسارات بيت الله وذلك ان الناس
قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد والكنائس
فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه
روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب
وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب بصا
حبها والتجى ذلك بالضروريات وصار التوجه
الى الامر البسيط الذي يتعين له جهة وموضع
كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم
حذو ما كان في زمنه واصطفى موضعا علم
مناسبا لهذا الامر ان يكون هنالك قوى الافلاك
والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة
الناس اليه وعيّن لتعظيم الناس اياه طرقا واوضاعا
وتدلى اليهم بايجابه عليهم واعلم ان الشرائع
لا تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله
فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان
منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقى ولذلك
الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات
والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك
اوحى الله الى العربي باللغة العربية والى السرياني

اور یہ یون کہ اشخاص بشر کو الہام ہوا آپس مین اسمین رسم
منعقد کرنے کا تو منعقد ہوئین رسوم منزلیہ اور مدنیہ
اور رسوم معاشیہ اور رسوم معاملیہ اور یہ امر ان کے
نہایت ضروری کام سے ہوا اور ضروریات علوم
مین داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد
ایسی رسم کا جسمین رضاء الٰہی ہو اور برکت اور نور ہو
سو وہ شرع ہے اور ملت اور انفسارات سے
کعبہ شریف ہے۔ اور یہ یون ہوا کہ لوگ پہلے زمانہ
حضرت ابراہیم سے مشغول ہوئے عبادت
گاہون اور کنیسہ بنانے مین بنایا مکان آفتاب کے
نام پر بیچ وقت غلبہ روحانیۃ آفتاب کے اور
اسی طرح ماہتاب اور باقی سیارون کے
اور یہ گمان کیا کہ جو شخص داخل ہو جس مکان مین
اوس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروری ہوگیا اور توجہ اسکی طرف
امر بے قید جبتک نہ مقرر ہوئے کوئی جہت اور کوئی جگہ ہے امر بعید کے
مانند تو نازل ہوا حضرت ابراہیم کے قلب پر مقابل مین اسکے [illegible]
تھا کہ انھون نے جو جاے اس امر کے واسطے
مناسب سمجھے کہ وہان قواء افلاک و عناصر بقا کے مقتضی ہون
اور جاذب ہون لوگون کی دلونکی اوسکی طرف اور مقرر کئے اوسکی تعظیم کیواسطے
طریقے اور وضعین اور تدلی کی اونکی طرف اوسکے لازم ہونیکے ان پر
یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات مین جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ
کی حکمت ہے کہ اللہ دیکھتا ہے کہ انکی عادتین کیا ہین جو بری ہوتی ہین
اونکو منع فرما دیتا ہے اسی طرح وحی تلاوت کی گئی منعقد ہوتی ہے
الفاظ اور کلمون اور اسلوبون مین جو ذہن مین اس شخص کے ہین
جسکی طرف بھیجا واسیواسطے اللہ نے عربون کو عربی مین وحی کی اور سریانی

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا يكون
الا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة ولذلك لا يرى
الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه
اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذي
ولد اصم لا يسمع في منامه صوتا وانما رؤياه
البصر واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا تنعقد
صورة ما بافاضة غيبية في نشأة سواء كانت هذه
الافاضة عادية او خارقة للعادة الا باحكام تلك
النشأة انما يكون مشخصاتها التي منعت الشركة
الوانا واشكالا خاصة بتلك النشأة كهذا الفرس
مشخصاته كلها داخل النشأة الفرسية كأن
الفرس يحتمل ان يكون طوله اربع اذرع وازيد
من ذلك وانقص فكان هذا اربع اذرع لا يزيد
ولا ينقص فهذا ليس الا في تلك النشأة لا غير
وكذلك مميزات النوع التي مايزت هذا النوع
من النوع الآخر كلها امور داخلة في النشأة
الجنسية فاذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصية
لا بد معد من تلك النشأة خصصه
بذلك الوضع بقي ههنا شيء وهو ان ايجاد الصور
امره على الامكان والتقدير والتدلي والتشعب
امرها على مسلمات والمشهورات والامور
التي تطمئن بها النفوس فلذلك كان كل تدلي
له معد من مسلماتهم فالمراد بالتدليات ان
يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدرون
على الزيادة عليه ثم يلتزمون جوارحهم على حسب

زبان والون کو سریانی زبان مین اور اسی طرح خواب صادق
منعقد ہوتا ہے اون صورتون اور خیالون مین جو ذہن
مین مخزون ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب مین رنگ
نہین دیکہتا اور نہ شکلین اوسکا خواب لمس اور سننا
اور چکہنا اور سونگہنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو
وہ خواب مین کچہہ سنتا نہین اوسکا خواب دیکہنا اور چہونا
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچہے تو کوئی صورت نہین منعقد
ہوتی افاضہ غیبیہ کے ساتہہ عالم مین برابر ہے کہ ہو یہ
افاضہ عادیہ یا غیر عادیہ مگر موافق حکمون اوس عالم کے
بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین
خاصہ ہین اس عالم کی جس طرح یہ کہوڑا کہ کل مشخصات اوسکے
داخل ہین عالم فرسیتہ مین گویا گہوڑا احتمال ہے یہ کہ طول
اوسکا چار ہاتہہ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتہہ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہونگے مگر اوسی عالم
مین نہ اور جای اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسے یہ نوع
دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور داخل ہین عالم جنسیت
مین پس اب ہر فائض ساتہہ اس وضع کے اپنی خصوصیت کے
ساتہہ اوسکے واسطے ضرور ہے معد اوس عالم سے جسنے خاص کیا
ساتہہ اس وضع کے باقی رہی یہان ایک بات وہ یہ ہے
کہ ایجاد صورتونکا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی او تشعب کا
امر مسلمات اور مشہورات پر اور اون امور پر جنسے طمینان نفوس ہو
اسی واسطے جو تدلی ہے اوسکی واسطے معد ہین اونکے مسلمات سے اور مراد
تدلیات سے یہ ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی
دل سے کرین اس طرح سے کہ اوسکے زیادہ کرنے پر قادر
نہون پہر اپنے اعضا کے اوس کے موافق عادت ڈالین

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان عشرة اذرع جعل كذالك لانه ممكن وان لم يكن مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرايع والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين الحق من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلى لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق المشهور فنقول لا نقف على الامر المجمل المطوى على غوره بل نفحص الامر فاصل الشيء على العادة لا يجاوزها فما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب عجيبا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه بركات لا توجد في غيره فبالبركات تخرق العادة لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول ياكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد فانما كانت صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك يشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبينين لها ولفروعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل كثيرة والحمد لله اولا وآخرا مشهد عظيم

پس جسوقت مقتضیات تقاضا کرین کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کرین کیونکہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہین دلون کو اطمینان آجاوے لیکن شرایع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہین ہان یہان برکتین ہین تمیز صدق کی جہوٹ سے اور حق کی باطل سے اور بسا اوقات تیرے دلمین کھٹکے یہ بات کہ ہر تدلّی مین ضرور ہے خرق عادت تو کیونکر مشہور کے موافق تو ہم کہتے ہین کہ امر مجمل پیچیدہ پر ٹہیر سنجا اوس کی پیچیدگی پر بلکہ کرید کر اوس امر کی پس اصل شے کی عادت پر ہے اوس سے تجاوز نہین ہوتا رسول فرشتہ نہین ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجبی اور نہ گہر نور کا لیکن اوسپر برکتین ایسی ظاہر ہوتی ہین کہ اوسکے غیر مین نہین پائی جاتین تو خرق عادت برکتون سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت نہ سمجھتے تھے ان دونو امرون کے فرق مین تو اعتراض کرتے تھے یہ کہ ہو رسول فرشتہ اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول کھاتا ہے طعام اور بازارون مین پہرتا ہے تو اللہ نے اون کے قول کو رد کیا اور اون کے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح نہین صورت رسول کے غلبہ کی یہ کہ فرشتہ اوسکے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو —
اور وہ آنکہون سے دیکہین سورہ فرقان وغیرہ مین جیسے اللہ نے اس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہون کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیون سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن وحدیث شریف کو پایا ہے اسکا بیان کرنیوالا اور اسکے فروع کا نہ ایک مسئلہ مین بلکہ بہت مسائل مین الحمد للہ اولا و آخرا مشہد عظیم

المشاہد الرابع عشر

نفث فی روعی من قبل الملاء الاعلی اسرار عظیمۃ
حتی امتلأت نفسی ونسمتی بها وها انا اذکرها لک
تفصیلا فعض علیها بنواجذک اذا اردت
ان یحصل لک کمال الملاء الاعلی التی اختصمین فلا
سبیل الی ذلک الا الدعاء وکثرۃ الاطراح بین
یدی ربک والسؤال منه بجهد عزیمتک وصدق
همتک لاسیما اذا سالت منه ما انت مشتاق الی
تحصیله عقلا وطبعا وکان فیه تکمل لک وتکمل للنا
ولطف بعامۃ خلق الله فاذا رسخت ملکۃ الدعاء
فیک وعقلت کیف تسال الله بصدق الهمۃ
انخرطت فی سلک الملاء الاعلی وقد اشار سیدنا
نا ونبینا محمد صلی الله تعالی علیه وسلم الی ذلک
حیث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنۃ
او الرحمۃ او کما قال ومن اراد ان یحصل له ما للملاء
السافل من الملائکۃ فلا سبیل الی ذلک الا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد المقدسۃ
التی صلی فیها جماعات من الاولیاء واکثار الصلوۃ
وتلاوۃ کتاب الله وذکر الله باسمائه الحسنی
او باربعین اسما مما هو مشهور فهذا کله
رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرۃ
الاستخارات فی الامور المهمۃ بان یجعل نفسه
سواء بالنسبۃ الی الفعل والترک ثم یسال الحق
تبارک وتعالی ان یبین له ما فیه المصلحۃ ویجلس
متطهرا جامعا للخاطر ینتظر لنزول خاطر
الی احد الجانبین ومن اعطاه الله تعالی فهم

میرے دل میں ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار آئے کہ میرا
نفس اور نسمہ ان سے بھر گیا اور وہ تجھسے بیان کرتا ہوں
تفصیل وار خوب مضبوط پکڑ ڈاڑھوں سے جب تو چاہے
کہ تجھکو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو مخصوص ہیں تو اسکا کوئی
رستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور
اوسے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصاً
جسوقت سوال کرے اوس شے کا جسکا تو مشتاق ہے
تحصیل کرنے کا عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اوس میں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور
عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا
اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے
تو پرویا گیا تو ملاء اعلیٰ کی لڑی میں اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہاں فرمایا ہے کہ جسکے
لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اوسکے لئے دروازہ
جنت کا کھل جاتا ہے یا فرمایا رحمت کا یا اور جو فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے تو اسکا کوئی طریق
نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں
جائے جنمیں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو اور کثرت سے درود
شریف اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کا اسماء حسنی
یا جو چالیس نام مشہور ہیں اونکا ذکر اور یہ سب باتیں ایک
ایک رکن ہوئیں اوس قصد کے اور رکن دوسرا یہ ہے
کہ کثرت استخارہ کے مشکل امروں میں اس طرح سے کہ اپنے
نفس کو برابر کرے اس کام کے کرنے اور نکرنے میں پھر اللہ سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمیں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت
خاطر جمعی سے انتظار میں کہ کس طرف دل منشرح ہوتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

نور الصلوٰۃ ونور الطہارۃ بحیث اذا بعد بُزُ
عہدہ عن الصلوٰۃ وتراکمت علیہ الاحداث
والجنابات وامتلأت حواسہ من الالوان المرئیۃ
والاصوات المسموعۃ حصلت لہ ہیئۃ یعقلہا
ویمیزھا ویتاذی منہا ویتنفر بجبلتہ عنہا ثم اذا
توغل فی الطہارات والصلوٰۃ وجمع الحواس فی
الذکر حصلت لہ ھیئۃ اخری یعقلہا ویمیزھا ویستحسن
الیہا ویستفرح بہا وکانت الحالتان معلومتین
متمیزتین بمنزلۃ المحسوسات فہو للمؤمن
بالایمان الحقیقی الذی یعبر عنہ بالاحسان لا شک
فی ذلک ومن عرف فی ضمن الدعاء والذکر
کیفیۃ الحضور وان لم یقدر علی تجرید الحضور
من اللفظ والحرف والخیال فقد اتی بما یہمہ
فی باب الاحسان **مشہد آخر** رأیت
فی المنام اللیلۃ العاشرۃ من صفر سنۃ اربع
واربعین والف ومائۃ بمکۃ المبارکۃ کان الحسن
والحسین رضی اللہ عنہما نزلا فی بیتی وبید
الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلم قد انکسر لسانہ
فبسط الیّ یدہ لیعطینی وقال ھذا قلم جدی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال حتی
یصلحہ الحسین فلیس ما اصلحہ الحسین
کما لم یصلحہ فاخذہ حسین رضی اللہ عنہ واصلحہ
ثم ناولنیہ فسررت بہ ثم جیئ برداء مخطط فیہ
خط خضر وخط ابیض فوضع بین یدیہما
فرفعہ حسین رضی اللہ عنہ وقال ھذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کا کہ جب وہ نماز سے
رہ جائے یا اوس پر بے وضو ہوتا یا جنابت ہوتا آجائے یا اوسکے
حواس بہر جائین رنگون سے جو نظر آئین اور آوازون سے
جو سُنے تو اوسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلے اور
اوس سے اذیت ہو اور نفرت کرے جبلہ سے اوس کے پہر مشغول ہو
طہارت اور نماز سے اور جمع کرے حواس ذکر مین تو دوسری
ہیئت حاصل ہو تو تمیز کرلے اوسکی اور اوسکو اچھا جانے اور اوس سے
خوش ہو اور یہ دونو حالتین ہون جدا جدا معلوم ہو جائین جیسے
محسوس تو وہ مومن ہے ایمان حقیقی سے جس سے عبارت احسان
ہے اس مین کچہہ شک نہین اور جو شخص دعا اور ذکر مین
کیفیت حضور پائی اگرچہ قادر نہو محض حضور پر بسبب حرف
ولفظ وخیال کے سبب وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے
باب مین **مشہد** مین نے خواب مین دیکہا ماہ صفر کے
دسوین تاریخ ۱۱۴۴ھ ایکہزار ایکسو چوالیس مکہ مبارکہ
مین کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے
گھر تشریف لائے ہین اور حضرت امام حسن کے
ہاتھ مین ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر
اونہون نے ہاتھ بڑہایا کہ مجھکو عنایت کرین
اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے پھر فرمایا تا کہ اسکو حسین رضی اللہ سنوار دے
یہ ویسا نہین ہے جیسا حسین رضی اللہ نے سنوارا تھا
پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پھر مجھکو عنایت کیا مین بہت خوش ہوا اوس سے پھر آئی
ایک چادر دہاری دار کہ سبز دہاری ایک سفید تہی پھر اونکے
روبرو رکہی گئی حضرت امام حسین نے اُٹھایا اور فرمایا یہ چادر

رداءه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم التي البستني
فوضعته على راسي تعظيما وحمدت الله تعالى فيه
انتبهت

مشهد عظيم في تحقيق شريف

اعلم ان الايمان بما انزل الله تعالى
على نبيه صلى الله عليه وسلم على ضربين ايمان
الرجل على بينة من ربه وايمان بالغيب اما الذي
ايمانه على بينة من ربه فمثله كمثل رجل شهد
الامير حين خلع على وزيره خلعة الوزارة
وولاه امور المملكة وبعثه الى الناس يخبرهم
بكذا وكذا وامثال الخفاء ببعثه وكلفهم بذلك
فكل هذا ابصره منه وسمعه ابصرته عيناه حين
خلع وسمعته اذناه حين قال ووعاه قلبه حين
كلف فهذا الحاضر لم يصر وزيرا لحضوره ولا
مبعوثا الى الناس ولكن صار مكلفا على بينة
ومامورا مشافهة واما المؤمن بالغيب فمثله
كمثل رجل اعمى اخبره بصير بطلوع الشمس
فاستيقن به حتى انه لا يجد في قلبه نقيضا ولا
احتمالا ضعيفا ايضا ولكن جزم قلبه انما انه
ان البصير اخبره بلا من دون توسط البصير
والكامل من الافراد من جمع الايمانين فله
ارتباط بالحق الاول لا يقبل التوسط من شيء
من هذا الارتباط جميع العلوم التي انزلها الله
تعالى على انبيائه فاستيقن بها بل اطمئن وكان
على بينة من ربه فليس له بحسب هذا الا
رتباط ناموس يحفظه ويمسك سيادته

ہمارے جدّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ مبارک مجھکو اوڑھایا
تھا اپنے سر پر رکھے تعظیم کے واسطے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا
پھر مین جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیئے کہ ایمان لانا اوس شئے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر
اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان بینہ
پر ہے اپنے رب کی اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار
مین جائے اوسوقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور
حاکم کرے امور مملکت کا اور اوسکو بھیجے کہ لوگون کو خبر کرے
ایسی ایسی اور اوسکو بھیجکر اور لوگون کو مکلف کرے وہ شخص یہ
سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے آنکھون سے دیکھا
خلعت دینے اور کانون سے سُنا جو بادشاہ نے کہا اور اوسی یاد ہے
جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہین ہو جانے کا وزیر حاضر
ہونے سے اور نہ مبعوث لوگون کی طرف لیکن مکلف ہو گیا
دیکھکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک اندھا ہے اوسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اوس نے
یقین کر لیا ایسے کہ اوسکے دل مین اوسکے عکس نہین اور نہ کوئی احتمال
ضعیف بھی لیکن اوسکے دل کو یقین ہے کہ آنکھون والے نے
خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھون والے کے اور کامل فرد وہی
وہ فرد ہے جسکو دو نو قسم کا ایمان ہو اوسکو ارتباط حق سے ہے
پہلے ہی سے جسمین توسط نہین اس ارتباط سے اوس پر ترشح ہوتی ہین
وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے اپنے نبیون پر اس نے
اون پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے
اس ارتباط کے موافق نہین کوئی اوس پر کوئی فرمان
کہ اوس کی حفاظت کرے اور اوسکو روکے رکھے آگے سے

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذی یمسك
بیدیه فهو یحس بهذا الحفظ ویری انه لو انقطع
لما کان مستقره الا الهاویة السفلی وهو بحسبه
صدق بالعلم الالهی ویعلم خلافه تنازلی بهذا و
حذو العوام کماله الایمان بالغیب والانحفاظ
بالنوامیس والجزم بواسطة الخبر والانقیاد
التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له
فالایمانان متحققان للفرد ولکن عند شعشعان
انوار الایمان الاول قد یخفی الثانی وکنت ذات
لیلة اصلی التهجد فی الحرم اذ تشعشع انوار الایمان
علی بنیته فغلبت وبهرت فتاملت الایمان
بالغیب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتی اتهمته
علیه وتاسفت ثم بعد حین ما ظهر هذا الایمان
واطمأن الخاطر فتدبر

تحقیق شریف

الاولیا کثیرة ما یلهمون بان الله تعالی اسقط
عنهم التکلیف وانهم مخیرون فی الطاعات ان
شاؤا فعلوها وان لم یشاؤا لم یفعلوها حکی
سیدی الوالد رضی الله عنه عن نفسه انه الهم
بهذا وانه دعا الله تعالی ان یقیم علیه التکلیف
وما اختار الا التمسك ولم یکن من مذهبه سقوط
التکلیف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا
بالغا فرایته یری الالهام حقا ویری مذهبه حقا
ویتحیر فی التطبیق واخبرت عن سیدی العم
قدس سره انه کان یخبر عن نفسه انه الهم
بسقوط التکلیف وقیل له ان عبدت خوفا

اوسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو روکے
ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے
کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم مین ہے ٹھکانا ہے اور
وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اوسکے
واسطے ہی تنزلی مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے
اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے
اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اوس سے محبت
صادق پس یہ دونون ایمان کی قسمین فرد کے واسطے
محقق ہین لیکن جب پہلے قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہین تو
دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین اور مین ایک
رات تہجد پڑھتا تھا حرم مین انوار ایمان علے بنیہ کے
چمکے اور غالب آگئے اور مین متحیر ہوا مینے سوچا کہ ایمان
بالغیب ہے تو نپایا اوسکو پھر سوچا مین نے تو اوسے
نپایا یہانتک کہ معلوم ہوا مین حسرت کرتا ہون اور
افسوس پھر کچھ دیر مین ظاہر ہوا یہ ایمان اور مجھے اطمینان آگیا
تو اسے غور کرو

تحقیق شریف

بہت اولیاؤن کو الہام
ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اونسے تکلیف شرعی معاف کی تمہین
اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نکرو حضرت قبلہ گاہ صاحب نے
اپنی حکایت بیان کی مجھسے کہ اونکو بھی یہ الہام ہوا اور اونہون نے
اللہ سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قائم رہے اور اونہون نے سوا شرع
کے نہ اختیار کیا اونکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونا کسی سے
جبتک عاقل بالغ ہو کوئی بھی اونہین دیکھا الہام کو بھی حق جانتے
تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اوس کی تطبیق
مین متحیر تھے اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان
کیا کہ اونکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی اگر جہنم سے ڈر کر

من النار فانا فعلنا ذلك عن النار وان عبدتنی
طمعا فی الجنة فانا وعدناك ان ندخلك ایاها
وان عبدت طلبا للرضا فانا فقد رضینا عنك رضا
لانسخط بعده فقال ربی انما اعبدك لاشئ دون ذلك
وکان قدس سره یمیل الی ان الکمل یسقط
عنهم التکالیف والله سبحانه هو الذی یقیم علیهم
النوامیس من غیر اختیارهم وهذا روی عن کثیر
من اولیاء الله تعالی والسر فی ذلك عندی ان الانسان
اذا انتقل عن الایمان بالغیب بهذه النوامیس
الی الایمان بها علی بینة ووجد هذه العبادات
والنوامیس فی نفسه مثل الجوع والعطش
مما لا یقدر علی ترکه ولا معنی لتعلق التکلیف
به لانها من الجبلة التی جبل علیها سواء کان
هذا السر واضحا منشرحا او مجملا ان شئ من ذلك
علی باطن خطاب من الحق انما اثناء هذه
الحالة الاجمالیة والتفصیلیة ان الله تعالی اسقط
عنه التکلیف وانه اختار بعد ذلك التلبس
من اختیاره وقصده وانما مثل هذه الامور عندی
مثل الرؤیا یحتاج الی تعبیرها وانما تعبیر هذا
الالهام حصول هذا المقام الذی هو مناط
الالهام والحق عندی ان الالهام کله حق لکن
منه الفائض عن لسان خاص ومتاد معلوم
ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاکم علی الوقت
الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثانی
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما یحتاج الی تعبیر

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کر لیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضا کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی غصہ نکرینگے
تو اونہون نے عرض کیا کہ یا الٰہی مین تیری عبادت کسی شے
کے لیے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے
اس طرف کہ کاملون سے ساقط ہوجاتی ہے اور اللہ تعالی
قائم کر دیتا ہے اُن پر فرمان و شریعت اُن کے بے اختیار
کے اور ایسا ہے بہت اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے
اور میرے نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے ایمان بالغیب سے اس نوامیس سے ایمان
علے بینۃ کی طرف اور پاتا ہے اس عبادات اور نوامیس کو
اپنے دل مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے قادر نہین
ترک پر اور کچھ معنی نہین اوس سے علاقہ تکلیف کے اسلئے کہ وہ تو
اوسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اوسپر
واضح ہو کھلا کھلایا مجمل ہو کہ اوسکے باطن پر ترشح ہو
اس سے خطاب اللہ تعالی کا کہ مطلوب اوسکا یہ حالت اجمالیہ اور
تفصیلیہ ہو کہ اللہ تعالی نے اوس سے تکلیف ساقط کی اور اوس نے بعد
اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی
حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کے حاصل ہونا اوس مقام کا ہے جو
الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہین
لیکن بعضے ان سے زبان خاص سے اور مطلوب معلوم سے فائض ہین
اور بعضے اونکے حکم حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق
بعضے مقام کے ہین کہ اون کا تابع ہو اور دوسری قسم
متبع مطلق ہین اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلا بد من استنباط رجل تام المعرفة ومن سوال
يحتاج فيه

تحقيق شريف ومشاهدة

اخرى اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها ضعفت
من القوى البهيمية اشياء وقويت الملكية واستقلت
بما حصلت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها
نور الاعمال وذلك لان الملكية اذا اوحت الى البهيمة
ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية
واجتمعت بشراشرها تحت تصرفها حصل
للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب الملكية
وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى
حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية
وكان خلقا لهذه النفس وديدنا وجبلة لا تنفك
عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان
اذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى ورحم لاجله
لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة
او لكونه سببا لتمام ما اراد الحق بتدليه الى الخلق
من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس
معدودة في عداد التدلي بان انبعثت هذه
النفس وطمحت بجهد همتها الى التدلي واندرجت
فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلاثة او وجود
واحد منها يشمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ
للنفس انشراح وانبساط ومنها ان النفس
اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالتخيل
كالاشغال القلبية او بالوهم المحاكي للجبروت
وهو الذي يسميها اكثر اهل الزمان بياد داشت

تو ضرور ہے اونمین استنباط کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے
الہام محتاج تعبیر کے نہین پس غور کرو

تحقیق شریف ومشاہدہ

اور جاننا چاہیے کہ جب ارواح اجسام سے جدا
ہوتی ہین بہت چیزین قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہوجاتی ہین اور
قوتین ملکیہ مستقل ہوجاتی ہین جو حاصل کیا تھا کمال اور یہ کمال کئی
وجہون پر ہے اونمین سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلئے کہ جب
ملکیہ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی عمل نیک اعمال سے کرے تو بہیمہ مطیع
ہوجاتی ہے بہیمیہ تمام اوسکے تصرف مین ملکیہ کو خوشی ہوجاتی ہی اور
بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ملکیہ کی اور یہی اوسکا
نہایت کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ مین
کمال حاصل ہوتا ہی اور جوہر بہیمیہ مین اور اس نفس کے واسطے یہ
خلق وعادت ہوجاتا ہے او دیدن اور جبلت ایسی کہ کبھی اوس سے جدا نہو
اور ایک ان مین سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان سے اللہ راضی
ہوتا ہے اور اوسپر رحمت کرتا ہے اسلئے کہ وہ انسان اور لوگونکی
سختی دور کرے سبکی یا اسلئے کہ وہ سبب ہوتا ہے اوسکے پورا
ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنے ہدایت اور
نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے اس نفس کے معدود شمار تدلی مین
کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو ہمت کی کوشش سے طرف
تدلی کے اور داخل ہو اس مین پس جب اہین یہ تینون وجہ جمع
ہوئین یا ان مین سے ایک تو اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے اسوقت
اس نفس کے واسطے انشراح کلی ہوتی ہے او خوشی اور بعض اونمین یہ ہے
کہ جب انسان نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا لفظون سے
یا خیال سے جیساکہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے
یا وہم جو جبروت کے حاکی ہو اور وہی
ہے جسے اہل زمانہ یاد داشت کہتے ہین

حصل للنفس وخلص الیها ملکة بسیطة تواتی
بعض قوی وکثیر ما یسمی ذلک نور یاد داشت ومنها
نور الاحوال وذلک لان النفس اذا کانت ممن
یتصدی لتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهیبة والتعظیم وغیرها
خلص الی جوهرها صفاء ورقة قوام فاذا انفکت
عن الجسد ولم یخففها ارادات متجددة
انطبعت فیها الوان اسماء الحق وانواره وحصل لها
رقایق کثیرة وابتهجت بکل رقیقة فهذا
حال اکثر الارواح وبتلک الانوار تکون کمرآة ملقاة
فی الشمس امتلئت نورا وضوءا او کحوض
ممتلئ ماء ضرب نور الشمس فی یوم الصیف وقت
الهاجرة فاکتسا الماء نور الشمس فاذا علمت ما قلنا
وفهمته فاعلم انی لما زرت شهداء بدر رضی الله
تعالی عنهم وقمت بحیال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الی فعاة فی اول الامر
کمثل الانوار المحسوسة حتی ترددت انی ادرکها
بالحس او ببصر الروح ثم تاملت فیها ای انوار هی
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذی
ینسب الی ابی ذر الغفاری رضی الله تعالی عنه
بصفراء والله اعلم بحقیقة الحال وجلست
حیاله وتوجهت الی روحه ظهرت لی کمثل
هلال الثالثة فتاملت فیها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جمیعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وکنت قبل ذلک بمکة المعظمة فی مولد

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہو جاتا ہے اوسکا ایک
ملکہ بسیطا ور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو کہتے ہین
نور یادداشت اور ان مین سے ہے نور احوال اور یہ اسلئے
کہ نفس جب ہو جاتا ہے اون مین سے جو تیزرو ہین واسطے
بدلنے حال خوف و رجاء اور قلق اور شوق و انس و ہیبت
و تعظیم وغیرہ کے دوست ہو جاتی ہے اس کے جوہر کی صفائی
اور رقت قوام جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اوسکو
گھیر لیا ارادون متجددہ نے تو اوس مین منطبع ہو جاتے ہین رنگ
اسماء الٰہی کے اور اوسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتی ہے ہر لطافت مین پس یہ احوال اکثر ارواح کا
ہے اور اون نورون سے ہو جاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دھوپ مین رکھا ہوا ور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک
حوض پانی سے لبریز کے جسپر آفتاب چمکتا ہوا ور ہوا ٹھیری
ہوئی ہوا ور دوپہر کا وقت ہوا ور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو
پس جب تمنے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جان لو کہ جب مین نے
زیارت کی شہداء بدر کے رضی اللہ اور مین ان کے مزارون کے
گرد کھڑا ہوا تو انکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور
کہ جیسے ان آنکھونکی آگے ہی یہانتک کہ مین تردد مین تھا کہ ان آنکھون سے
دیکھتا ہون یا روح کی آنکھون سے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم
کیا کہ یہ انوار رحمت مین اور جب مینے زیارت کی اوس مزار کی جو
ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ وادی صفراء
مین حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے جب مین بیٹھا گرد اوس مزار کے اور متوجہ
ہوا اونکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا مینے سوچا تو وہ نور
نور اعمال و نور رحمت دونو جمع تھے مگر نور رحمت کا غالب اور بہت
ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ مبارکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

النبي صلى الله عليه وسلم في يوم ولادته والناس
يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم ويذكرون
ارهاصاته التي ظهرت في ولادته ومشاهده
قبل بعثته فرأيت انوارا سطعت دفعة
واحدة لا اقول اني ادركتها ببصر الجسد ولا
اقول ادركتها ببصر الروح فقط الله اعلم كيف
كان الامر بين هذا وذاك فتأملت تلك الانوار
فوجدتها من قبل الملائكة المؤكلين بامثال
هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورأيت
يخالط انوار الملائكة انوار الرحمة

مشاهد اخرى بالاجمال لما دخلت المدينة
المنورة وزرت الروضة المقدسة على صاحبها
افضل الصلوات والتسليمات رأيت روحه
صلى الله عليه وسلم ظاهرة بارزة لا في عالم
الارواح فقط بل في المثال القريب من الحس
فادركت ان العوام انما يذكرون حضور النبي
صلى الله عليه وسلم في الصلوات وامامته بالناس
فيها وامثال ذلك من هذه الدقيقة وكذلك
الناس عامة لا يلهجون بشيء الا بما يترشح
على ارواحهم من علم فيأخذون اما حقيقته
واما شبحه فيختار واحد ويتلقاه الآخر بالقبول
لما ادرك ادراكا اجماليا ويسمعه ثالث فيقوي
يده بوجه آخر ورابع فيذكر شبحا مناسبا
وهلم جرا حتى يتفق امة من الناس على ذلك
فليس اتفاقهم في مثل ذلك سدى فلا تزدد

مولد مبارک مین تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے درود
شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو وقت
ولادت کے ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے
پہلے ہوئے تھے تو مینے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے
مین نہین کہتا کہ ان آنکھون سے دیکھا اور نہ کہتا ہون روح
کی آنکھون سے فقط خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھون سے دیکھا
یا روح کے مین تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائک کا ہے
جو ایسی مجلسون پر موکل ہین اور ایسی مشاہدہ پر اور مینے دیکھا
کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونون ملے ہوئے ہین -

مشاہدہ جب مین داخل ہوا مدینہ منورہ مین
اور زیارت کے روضہ مقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے آپ کی روح مبارک مقدس کو دیکھا ظاہر اور
عیان نہ فقط بیچ عالم ارواح کے بلکہ ان آنکھون کے قریب
قریب تو مینے معلوم کیا کہ وہ جو لوگ کہا کرتے ہین
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز مین اور آپ کی امامت لوگون کی
نماز مین اور اور ایسی باتین وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح
اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہین لاتے مگر جو انکی ارواح پر
ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتا یا اس کی
صورت پھر ایک اوس کو بیان کرتا ہے دوسرا
قبول کر لیتا ہے وہ ادراک اجمالی اور
تیسرا سنتا ہے وہ اور وجہ سے اوسکی
تائید کرتا ہے اور چوتھا اور صورت
مناسبہ اسی طرح اور یہان تک کہ اس
امر پر ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا
اتفاق ایسے امرون مین مہمل نہین ہے پس حقیر نسبجھ اکثر کے

المشهورات العوام ولكن تفطن باسرار يلهجون
ثم توجهت الى القبر الشريف المقدس مرة بعد
اخرى فابان صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد
رقيقة فتارة في صورة مجرد العظموت والهيبة
وتارة في صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح
وتارة في صورة السريان حتى تخيل ان الفضاء ممتلئ
بروحه عليه الصلوة والسلام وهي تتموج فيه تموج
الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله
تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذلك
من الدقائق ورأيته صلى الله عليه وسلم في اكثر
الامور يبدي لي صورته الكريمة التي كان عليها مرة
بعد مرة مع الحاح الهمة الى روحانيته لا
الى جسمانيته صلى الله عليه وسلم فتفطنت ان
له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه
الصلوة والسلام وانه الذي اشار اليه بقوله ان
الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم
وانهم احياء الى غير ذلك ولما سلمت عليه قط
الا وقد انبسط الي وانشرح وتبدى وظهر
وتجلى لانه رحمة للعالمين **مشهد آخر**
لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه
وسلم وعلى صاحبيه رضي الله عنهما ثم قلت
يا رسول الله افض علينا مما افاض الله عليك
جئناك راغبين في خيرك وانت رحمة للعالمين
فانبسط الي انبساطا عظيما حتى تخيلت كان
عطافه رداءه لفتني وغشيتني ثم غطني

مشہورات کو لیکن ہمین غور کر کے جو اون کی زبان پر آیا اوسکا
اسرار کیا ہے پہر متوجہ ہوا روضۂ مقدسہ بلند کی طرف بار
بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت
مین کبہی تو فقط صورت عظموت و ہیبت مین اور کبہی صورت جذبہ و
محبت مین اور انس و انشراح مین اور کبہی صورت سریان مین کہ
مین خیال کرتا تہا کہ تمام فضا بہری ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے روح مقدس سے اور روح مبارک موجین مار رہی ہے
مانند ہوائے تیز کے یہانتک کہ دیکہنے والا اوسکی تموج کو دیکہکر
عنقریب ہے کہ اپنے تئین بہول جاوے سوائے اسکے اور لطافتین
اور مینے دیکہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور مین اپنی
صورت مقدسہ مین ہمین آپ نے بار بار باوجودیکہ میری کمال
آرزو تہی کہ روحانیت مین دیکہون جسمانیت مین نہ دیکہون آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو مجہکو دریافت ہوا کہ آپکا خاصہ ہی روح کو
صورت جسم مین کرنا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہی بات ہے جو آپ نے
فرمایا ہے کہ انبیا نہین مرتے اور نماز پڑہا کرتے ہین اپنی قبرون مین
اور انبیا حج کیا کرتے ہین اپنے قبرون مین اور وہ زندہ ہین اور
جو جو فرمایا ہے اور جب مینے آپ پر درود پڑہا جبہی مجہہ سے
خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور بسط ہوا
کہ آپ رحمت للعالمین ہین **مشہد** جب تیسرا روز ہوا تب سلام
پڑہا آپ پر اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر
پہر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچہہ اوسمین سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے
ہم آپکے عطا کے شوق مین آئے ہین اور آپ رحمت للعالمین
ہین تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہانتک
کہ مین نے خیال کیا کہ گویا چادر مبارک کے
دامن سے لپیٹ لیا اور اوڑہا لیا خوب اچہی طرح

غبطة وبتدى لى واظهر لى الاسرار وعرفنى
بنفسه وامدنى امدادا عظيما اجماليا وعرفنى
كيف استمد به فى حوائجى وكيف يرد هو الى
من يصلى عليه وكيف ينبسط الى من اطنب
فى مدحه والح عليه فرأيته عليه الصلوة و
التسليمات قد صار من جوهر روحه وبدن
نفسه وجبلته وفطرته مظهرية للتدلى العظيم
المنبسط على وجه البشر حتى لا يكاد الظاهر
يتميز من المظهر وهذا التدلى العظيم هى
التى تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية
وهى التى يصفونها بانها قطب الاقطاب
ونبى الانبياء وكنهها ان ظهور هذا التجلى فى البرزخة
البشرية فلما انعقدت حقيقة فى المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية قطبا
ونبيا وهى تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم
امر البعثة توجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر عن
الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كان مندرجا فى اصل بعثته ان يكون
شهيدا يوم القيمة شفيعا يومئذ متوسلا من الله
للعصاة من خلقه لطف صنعه بالنسبة اليهم
لم يزح منه عليه الصلوة والسلام همة عظيمة
تقتضى شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم
عن بهيميتهم فيكون معه الرحمة الله وجوده
بالنسبة الى اولئك الاقوام وذلك كخلقه قوى
التناسل لتبقى النوع ولكن ذلك خلق فى كل نوع

اور ظاہر کئے مجھپر اسرار اور پہچنوائے مجھے خود اور امداد
کی مجھکو امداد اجمالی بہت بڑی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح آپسے اپنی
حاجتون مین مدد چاہون اور کسطرح وہ جواب دیتے ہین جب آپ پر
کوئی درود پڑہے اور کیسے خوش ہوتے ہین جو آپکی مدح مین کوشش
کرے یا آپسے الحاح کرے پس دیکھا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو کہ آپکے جوہر روح اور بدن نفس وجبلت وفطرت کے
سبب ہوگئے مظہر تدلی سے ایسے جو تدلی عظیم اور منبسط ہے
جہت بشریہ مین ظاہر اور مظہر کی تمیز نہین ہوتی اور یہی تدلی
عظیم ہے وہ جو صوفیہ کی رائے مین حقیقت محمدیہ ہے
اور اسی تدلی سے مراد ہوتے جو کہتے ہین قطب الاقطاب
اور نبی الانبیا اور کنہ اوسکا ہے ظہور اس تجلی کا بشریت مین
پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال مین متوجہ خلقت
کی طرف تو اوسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب
اور نبی اور وہ اوس سے متحد ہوتی ہے جو بہیجا جاتا ہے خلقت
کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے جدا ہو جاتی
اوس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو داخل تہی
اصل بعثت مین اس امر مین کہ قیامت کے دن شہید ہون اور شفیع
ہون گنہگارون کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کی
مقتضی ہے اون پر اور ملکیتہ حاصل کرنے کو بہیمیہ
سے تو کہ ہو رحمت الٰہی کے واسطے آپکا
وجود معہ نسبت اون لوگون کے
اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل کے
بقائے نوع کے واسطے اور اسیطرح خلقت ہر نوع مین

ما یفیده عند ما ینوبه النوائب لم یزل صلے الله علیه
وسلم ولا یزال متوجها الی الخلق مقبلا الیهم بوجهه
فلذلك کان احق الانبیاء بحلول هذه الحقیقة
المثالیة فیه واتحادها معه بحیث لا یتمیز الظاهر
من المظهر فکان عینها لا یطرء علیه الانفکاك
وهذا احد معانی هذا البیت المشهور ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقیقة ابصرته ببصر روحی وطلبت لمیة
الاتحاد فتفطنت بها ورأیته صلے الله علیه وسلم
مستقرا علی تلك الحالة الواحدة دائما لا ینزعج
فی نفسه ارادة متجددة ولا شیء من الدواعی
نعم لما کان وجهه صلے الله علیه وسلم الی الخلق
کان قریبا جدا من ان یتضرع الانسان الیه بجهد همته
فیغیثه فی نائلته ویفیض علیه من برکاته
حتی یتخیل انه ذو ارادات متجددة کمثل الذی یهمه
اغاثة الملهوفین المحتاجین وتاملته علیه الصلوة
والسلام الی ای مذهب من مذاهب الفقه
یمیل لاتبعه واتمسك به فاذا المذاهب کلها عنده
علی السواء لیس علم الفروع فی حالته هذه من دیدن
روحه الکریمة انما الداخل فی جوهر روحه اصل علم
الفروع وهو عنایة الحق بنفوس البشر من جهة
اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا الاصل له
فروع واشباح تختلف باختلاف الزمان فالداخل
فی جوهر الروح هذا الاصل فلذلك کان نسبة

اوس چیز کے جو اوسے مفید ہو بروقت پہنچنے حادثہ کے
ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہین خلقت کی طرف اور
منہ کئے ہوئے اونکی طرف اسی واسطے سب نبیون سے
حقدار زیادہ ہین واسطے حلول اس حقیقت مناسبہ کے
اپنی ہین اور اوسکے اتحاد سے اپنی ساتھہ اس حیثیت سے
کہ ظاہر اور مظہر مین تمیز نہین گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت
ہین کہ جدائی ہی نہین اور یہ ہی ایک معنی ہین اوس بیت
مشہور کے آفلت شموس الاولین وشمسنا ؛ ابداً علے
افق العلے لاتغرب ؛ تو اتحاد اسکا اس حقیقت سے مین نے
اپنی روح کی آنکہ سے دیکہا اور اوسکا سبب اور مین نے
معلوم کیا اوسے اور دیکہا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو قایم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہان سے نہین ہٹاتا
اونکو ارادہ متجددہ اور نہ کوئی داعیہ کسی شے کا ہان جسوقت
آپ متوجہ ہوتے ہین خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہین
کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی
کرین اوسکی مصیبت مین یا اوسپر برکتین فائض فرمائین ایسی کہ وہ
خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہین جیسے کوئی شخص مظلومون
محتاجون کی فریادرسی مین مصروف ہو اور مینے غور کی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ مین کس مذہب کیطرف مائل ہین کہ مین بہی
وہی مذہب اختیار کرون تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہین علم فروع
ایک حالت مین نہین آپکی روح مبارک کے دیدن سے آپکی جوہر روح مین علم فروع کے
اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق کی جہت سے اور
اوسکی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اسکے فروع اور صورتین ہین مختلف
ہوتی ہین وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جوہر
روح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ اصل ہے اسیواسطے دیگر

المذاهب على السواء لا تقرير عنده مذهب على مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجب من
امهات الفقه فى الدين المحمدى وان اختلف فان كان
احد لم يتقف واحدا من المذاهب لم يكن رسول الله صلى
الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض
وهو ان يتفق اختلاف فى ملته وتقاتل بين الناس
وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه
وكذلك رايت الطرق كلها عنده على السواء ثم تذكر
المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة
وهى انه رب رجل يكون عنده ان النبى صلى الله
عليه وسلم يختار المذهب الفلانى وانه الحق المطلوب
ثم يقصر فيه فينعقد فى قلبه اعتقادات قصر
فى جنب الله ورسوله فيأتى رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويقف عنده فيجد بينه وبين النبى
صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول
هذه معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على
تقصيرى والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلئ مخالفة
وانكباحا فانسد باب الفيض من جهة سوء
القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب
المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والا
نقياد لحكم الله وان ليس هنالك طريقة مضبوطة
غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا وملا
زما للخروج عن ربقة الانقياد فيفطن بان النبى
صلى الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه
الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہین ایک سے دوسرا جدا نہین معلوم ہوتا اسلیئے
کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اوس شے کا جو واجب ہے امہات
فقہ دین محمدی مین اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہو
مذہبون سے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکی نسبت ناراض
نہین مگر اوس صورت مین جب دین مین اختلاف اور جنگ وجدال اور
فساد کا موجب ہو لوگون مین آپس مین اور یہ امر آپکی نہایت
غصہ کا موجب ہے اور واجب ہے آگاہ کرنا اسکے بعد ایک نکتہ سے
وہ یہ ہے کہ بعض آدمیون کے یہ ذہن مین ہوتا ہے کہ وہ مذہب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے
پھر اوسمین قصور ہو جاتا ہی تو اوسکی اعتقاد مین جم جاتا ہی کہ معنی قصور
کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی حضور مین اور دیکھتا ہے اپنے مین اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین دروازہ بند ایسا کہ نہین کھلتا تو کہتا ہی کہ یہ عتاب ہے
آپکا صلے اللہ علیہ وسلم میری تقصیر سے اور تحقیق یون ہے کہ
وہ حاضر جو ہے ایسا ہوا ہے کہ سینہ مخالفت سے بھرا ہوا ہے
اور رکاوٹ سے پس بند ہوا ہے دروازہ فیض کا
قابلیت نہونے سے اور کبھی گمان کرتا ہی انسان
کہ تقلید کو چھوڑنا شرع کی پیروی کا چھوڑنا ہی
اور تابعداری نکرنی ہے اللہ کے حکم کی
اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہین
پس اوس سے نکلنا اوس کے نزدیک
برابر ہے شرع کے انقیاد سے نکلنے
کے اس سبب وہ جانتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اوسپر
عتاب ہے اور ایسے ہی ایسے شبہ بہت ہین کہ طالب
کے دل مین آتے ہین اور یہہ بھی ضرور ہے

ایضاً علمنا ان نا سًا یدخلون المدینۃ المنورۃ
فیرون اعمالہا علیٰ اعمال خالصۃ رضیۃ عندہم وفی
نفس الامر فیبغضونہم ویضمرون حقد الشر
ید خلون الروضۃ المقدسۃ ویواجہون فاذا جاء
وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارۃ فانکدر
حالہم فایاک ثم ایاک ان یصدک من ہذا النور
الاتم علیہ الصلوۃ والسلام امثال ہذہ الامور
ورأیتہ علیہ الصلوۃ والسلام لابسًا لباس العظمۃ
والتشبہ بالجبروت ولہ رقائق کثیرۃ بحسب
تعداد کمالاتہ وتوجہ الناس الیہ باستعداداتہم
وامدنی علیہ الصلوۃ والسلام فی ذلک المجلس مدداً
اجمالیاً تفصیلہ المجددیۃ والوصایۃ والقطبیۃ
الارشادیۃ واعطانی قبولاً وجعلنی اماما وصوب
طریقتی ومذہبی اصلاً وفرعاً لا لجمیع الناس
بل لناس مخصوصین فطرتہم فطرۃ التحقیق
بشرط ان لا یکون سبباً للاختلاف والتقاتل فہذہ
النکتۃ یجب ان یتنبہ بہا کل من اخذ مذہبنا
اصلاً وفرعاً وطریقتنا سلوکاً ثم اردت ان اسألہ
عن مسائل مبادی الوجود ومراتب الجود والفناء
والبقاء فاذا ہو علیہ الصلوۃ والسلام متوجہ
بالکلیۃ الی التدلی المذکور فکلما اردت ان
اسألہ منعنی استغراقی فی کیفیۃ حالہ وعلمنی
وعلمنی ان اجلس بین یدیہ فاسأل ربی تبلسانی
الذی یجد وجد والملأ الاعلیٰ ثم التفع بنور کہ
جدا ثم اسأل ثم التفع ثم اسأل وہلم جرا فعند

آگاہ کرنا کہ جب لوگ مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہین اور
وہان کے لوگون کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہین
یا وہ اعمال نفس الامر مین برے ہوتے ہین تو اونسے بغض اور کینہ
رکھتے ہین پہر جب روضہ مقدسہ مین حاضر ہوتے ہین اور ادہر
متوجہ ہوتے ہین اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اوس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اونکا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اوس نور اتم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے امور
روکتے ہین۔ اور مین نے دیکہا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو
عظمت کا لباس اور تشبہ بالجبروت کا پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتین ہین موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگون کا
متوجہ ہونا اپنی استعدادون کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اوس مجلس مین میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اوسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھکو امام اور اچھا فرمایا میری طریقہ
اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے نہین بلکہ واسطے
خاص خاص لوگونکی جنکی فطرت مین تحقیق ہی اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا اوسے
جو ہمارا مذہب اور طریقہ اختیار کرے اصلاً و فرعاً پہر مینے چاہا کہ
دریافت کرون آپسے مسایل مبادی وجود اور مراتب جود اور فنا اور
بقا تو مینے دیکہا کہ آپ بالکل متوجہ ہین اوس تدلی مذکور کیطرف
جب مین چاہتا تھا کچھ پوچھون تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال مین
مجھکو روک دیتا تھا اور مجھکو سکہایا آپنے کہ آپکے روبرو بیٹھ رہون
اور اپنے رب سے سوال کرون اوس زبان سے جو ملاء اعلیٰ کی طرف ہے
پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پہر سوال کیا پہر لپیٹ لیا
پہر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اوس وقت

ذلك يختلط سؤالي وهمته العليا فيصيب السهم
المرمى ورأيته مستقرا على حالة واحدة من حفظ
صورته الكريمة وكونه عيبة وكونه ستارا ووقاية ووكا
للتدلي المذكور متوجها الى الخلق لابسا لباس عظمة
فيه من القبول والجذب والالفة ما لا يحصى ولا
يدرك انتهاؤه فاذا توجه اليه انسان بجمع همته
ولا اريد الانسان العالي الهمة فقط بل كل ذي حس
يشتاق الى شيء ويتوجه اليه بقصده وشوقه فانه
يتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوات
يعني يحصل بسبب صنع هذا الانسان حالة
شبيهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظيما
وهو ان الحكمة في جعل هذه النسمة المباركة محلا
للتدلي ان يتقرب الحق جدا الى اهل الارض الى
سفلتهم ايضا وكان هذا الجود لا يتم الا بتوسط
النسمة ورأيته عليه الصلاة والسلام ينشرح
انشراحا عظيما لمن صلى عليه وعلم ورأيته صلى
الله عليه وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة
كمثل المشائخ الصوفية في مجالس الافاضة انا
بين يديه وكل ما علمناه مشهد واحد من مشاهد
وتفطن اخي محمد عاشق لسر عجيب لا اشك
انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من الكمالات
ولذلك يظهر في قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم
وتبجحهم وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق بنصب
الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها

مختلف ہوگیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پھر تیر نشانہ پر پہنچ گیا
اور دیکھا مینے آپ کو قرار کیے ہوئے ایک حالت پر صورت شریفہ کی
حفظ پر اور اوسکی تدلی مذکور کی طرف ہونے پر خلقت کی طرف
متوجہ پہنے ہوئے لباس عظموت کا کہ اوس مین قبول اور
جذب ہے اور الفت بے شمار کہ اوسکی انتہا نہین دریافت
ہوسکتی جس وقت متوجہ ہو آپکی طرف کوئی انسان کوشش
ہمت سے اور میری مراد انسان عالی ہمت سے فقط
نہین بلکہ کوئی ہو کہ مشتاق کسی شئے کا ہو اور آپکی طرف
متوجہ ہو اوس شئے کے قصد سے اور شوق سے تو آپ
تدلی کرتے ہین اوس کی طرف اور یہی ہی رد سلام اور اجابت
درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اوس توجہ کے ایک
حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد سے * اور مین بتاؤن تجھکو
ایک سر عظیم وہ یہ ہے کہ حکمت اس نسمہ مبارکہ کی ظرف
بنانے مین واسطے تدلی کے یہ ہے کہ اللہ کا بہت قریب ہو اہل زمین سے اور
جو ان سے نیچے ہین اور یہی ہے کہ یہ جود تمام ہونا تھا مگر واسطے
سے اسی نسمہ کے اور دیکھا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
بہت خوش ہوتے اوس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی
مدح اور مینے دیکھا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچانیوالا مانند مشائخ
صوفیہ مجلس افاضت مین اور مین آپکی حضور مین ہون اور یہ سب
جو مینے بتایا ایک مشہد ہے مشہدون مین سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم ہے
ایک سر عجیب مین یقین کرتا ہون کہ حق کی طرف سے ہے وہ یہ کہ حج ایک بڑا کمال ہے
اور کمالون سے اور اسیواسطے حاجیون کے دل مین بہت خوشی ہوتی ہے اور
اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالی کا وصول ہے تو کمال ہے اور
جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے
سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کا وصول اللہ کا

هو الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول
الى الله على وجوه والوصول بالمسافة ينتهي بالحجر

مشهد آخر

سألت رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل
بين الماء والطين وما كان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحي شوقا
وتوقا الى هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما
اقدر فامتلأت منه بصورة مثالية فارانى صورته
الكريمة المثالية قبل ان توجد فى عالم الاجسام
ثم ارانى كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم
المثال واراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف
افيض عليهم النبوة من حضرة التدبير حذوما
افيض عليه فى عالم المثال من تلك الحضرة واراني
اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم
والمعارف بعد ذلك فوضح لى الامر واستبان وعيت
عما افاض على من الصورة المثالية وفطنت
بما اراد فى تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت
اعلم ان الله تبارك وتعالى له تدليا اعظميا متوجها الى
الخلق به يهتدون واليه يلجأون وهذا التدلي له
فى كل برهة من الزمان شأن ومبادرة الى الخلق
برزة بعد برزة وكلما برزة ظهر فى العالم
عنوان لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق
بالامر والنهى والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان
وتلك البرزة حقيقة فاذا ابرزت برزة ظهر فى الناس
علوم ومعروف تناسب تلك البرزة وان لم يعلم

وصول ہوا بحسب مسافت اور وصول الی اللہ بہی بہت
وجہون پر ہیکن وصول بالمسافت حجر سے منتہی ہوا واللہ اعلم

مشہد

مینے سوال کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنے جو آپنے فرمایا ہے کہ ابہی آدم علیہ السلام
آب وگل تہے کہ مین نبی تہا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تہا
اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق وآرزو سے میری
روح بہری ہوئی تہی پہر مین چمٹ گیا اوس جناب سے بہت اپنی
طاقت کے موافق پہر مین بہر گیا اوس جناب سے ساتہہ صورت
مثالی کے پس آپنے دکہائی صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم
اجسام کے پائی جاتی ہے پہر دکہائی مجہکو کیفیت اس عالم مین آنیکے
عالم مثال سے اور دکہائین مجہکو صورتین انبیاء مبعوثین کی
کہ کسطرح اون پر افاضہ ہوئی نبوۃ حضرت تدبیر سے مقابل اوسکے
جو ملے آپکو عالم مثال مین اوس حضرت سے اور دکہائین مجہکو صورتین
اولیا کی اور جسطرح اونکو ملے علم اور معرفت بعد اوسکے تو مجہکو حال معلوم
ہوگیا اور ظاہر ہوگیا اور مین ظرف بنگیا اس چیز کا جو مجہکو ملا
صورت مثالیہ سے اور مینے جان لیا جو آپنے اس افاضہ مین چاہا مین
اب بیان کرتا ہون تمسے جو مین سمجہا جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک تعالے
کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہی اوسی سے سب ہدایت پاتے ہین اور
اوسی کی التجا کرتے ہین اور اس تدلی کی ہر ایک راز زمانہ مین شان ہی کہ
خلقت کی طرف ظہور کرتی ہی ایک بعد ایک کے اور جب ظاہر ہوتا ہی کوئی
ظہور تو عالم مین اوس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہی وہی رسول بہیجا گیا
ہوتا ہی خلقت کی طرف اللہ کے امر اور نہی شریعت کے ساتہ تو وہ
رسول اور وہ احکام عنوان ہین اور وہ ظہور حقیقت جب کوئی ظہور
ہوتا ہے تو لوگون مین علم اور معرفتین مناسب اوس
ظہور کے ہوتے ہین اگرچہ لوگ نجانین

ايها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة الربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا
او لم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لاخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم وما فوق ذلك اذا اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشري
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
ثم حركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اي هيكله المثالي امكن من نفسه الانطباق
هذا التدلي بحسب حد من البرزات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله بالناس ليوجد لهم غياث
يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ولعقد الشرائع
عليهم وذب دواعي الفساد عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل نشأة آدم عليه السلام
ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلفت طرقهم
فمن مفرط ومن مفرط واقتضى التدبير الالهي
ان يسوي امرهم فانطبق التدلي على رجل من
هؤلاء الاشخاص فاوحى اليه ما فيه صلاح قومه

تو وہ فائض ہیں اوس ظہور سے اور اوسکے مناسب ہیں اور
جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام
رسول سے استنباط کر سکتے ہیں تو اونکو احبار کہتے ہیں اور رہبان
کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور اون کی ہمت ہے علم
حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالی سے تو وہ لوگ حکما محدث اہل حکمت
ربانی ہیں تو دونو فرقے اوس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں
اس بات کو جانیں یا نجانیں اور یہی بڑا احسان ہے اخبار
رسول کہ اوسکو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے
چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے کہ وہ نوع بشر کے باپ
ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال مناسب کی طرف ساتھ اجسام کے تو ہیکل ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے
منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہوروں کے ظہورات میں سے
پس منطبق ہو گئی اس پر باز روئے تشبیہ کے جیسے کلی منطبق
ہوتی ہے جزئی پر اور بسبب اللہ تعالی کی سابق عنایت
کے ہے ان پر اور لوگوں پر تا کہ پایا جائے ایسا مددگار
کہ مدد ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی
شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے انسے
امراض فاسدہ جب انکو اسکے حاجت ہو بہت سخت حاجت
پس یہ معنے ہیں آدم سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور ان کے
طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر الہی نے چاہا تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص پر
اور وحی ہوئی اوس پر جس میں اوسکی قوم کی صلاح ہوئی انکی درستی کریں

وتبرز ببعثه برزة من البرزات فانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لذلك فيفاض ما استعد
له اما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية فلما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز بسبب وجوده برزة من برزات التدلي
وتلك البرزة كانت مشتملة على قوة مثالية فتلبست البرزة
لباس المثال وسدت الآفاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لابد منه في
الموجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوٰة
والسلام واما بعده فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارضون بالهيكل المثالي للتدلي فما من احد علم علما
او معرفة او حالا الٰهيا او كمالا الا وماخذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوٰة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لان حقيقته عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذون عن برزة مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام وما تبين لي شخص من اولئك
الاشخاص عن هذا السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في الروح انعقادا ضعيفا

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس جز این نیست
کہ منطبق اُس شخص پر اس نبی سے وہی وجود بشری ہے اور
بیشک وہ مثال میں حکایتا تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے
اُسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُسی وقت منطبق تھا حکایتہ نہ تھا
پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
اوس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور درست اور سد یہ
کر دیا آفاق کو اور پہلے تدلی کا بروز نہ تھا مثال کے لباس
میں اگرچہ نفس مثال موجود تھا اور تحقیق میری مراد یہ ہے کہ
مثال نہ تھی بسبب بروز اس تدلی کے پہلے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد میں پر
ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال اوسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہوگی آپکے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جبکہ مبعوث
مانند عنوان کے تھے نبوت کی وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ
جب تمنے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمت للعالمین
ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور سب انبیا کو فیض اس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور تحقیق
اولیا نے حاصل کیا فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت ہے آنحضرت کی اور مجھکو تمیز نہیں ہوا کوئی
اُن اشخاص میں سے اس راز کے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ اُن کی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف کے

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلى بعثة برزة روحه ظهورا ضعيف
من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث
الا في ملته ولما انقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت رأسا وافيضت
العلوم والمعارف فيضانا نجاجا لانها في الاكثر
منعقدة في المثال **تحقيق شريف قال**

قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن
الاول بعد آدم عليه السلام مائلين الى جمود الفكر
وخمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية لم
يستنبط احد منهم من الارتفاقات الا القليل ولا
من العلوم المحاضرة الطبيعية والالهية الا القليل
النادر مع طول اعمارهم وكثرة امعانهم وخوضهم
ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام يزيد قليلا
قليلا في اليونان والروم والفارس وبني اسرائيل
والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فتفجر بعده العلوم
تجاوتبع منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية
والمحاضراتية والعلوم الشرعية بحيث لا انتها
لها ولا ارجا **قلت** ان الله تبارك وتعالى تدليا
عظيما امتلأ منه السموات والارضون
وحقيقته معرفة الشخص الاكبر ربه فانما
عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي
من تصوره ارتسمت في مداركه صورة شا

انعقاد نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوا
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام سے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ بعثت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور
اسیواسطے نہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آن کی ملت مین اور
نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ
مثالیہ بہت روشنی او منقطع ہوگئی نبوت اور افاضہ ہوئے علوم
او معرفتین اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر مین منعقد تھے مثال مین
تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق مین
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع
وبہایم سیرت ہوئے کسی نے ارتفاقات کا استنباط نکیا
مگر قلیل آدمیون نے اور نہ علوم محاضرت اون کو
حاصل ہوا طبیعی اور الٰہی مگر شاذ نادر کو باوجودیکہ عمرین
بڑی پائین اور فکر وخوض بہت کے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب
اور عراق اور عرب مین یہان تک کہ پیدا ہوئے ہمارے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا روان
ہوگئے اور اُن سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ
اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے
نہ حد تو اوس کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک
تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور سب زمینین پُر
ہین اور اُس کی حقیقت یہ ہے کہ شخص اکبر نے جب اپنے
رب کو پہچانا جیسا اوس کی معرفت کا حق تھا
اور اوس کا تصور جیسا چاہیئے ویسا کیا اوس
شخص اکبر کے تصور سے اوسکے مدرکہ مین منتقش ہوگئی

تجلى جلال الله وبهائه على وجهه وهذه الصورة دائمة ما دام الشخص الأكبر وهي منطبقة على الله وحاكية له أتم حكاية وأوفقها بما في نفس الأمر ثم لما وجدت العناصر والأفلاك في الطبيعة الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة فيها كانحفاظ الطبيعة الأرضية في المعدن والنبات والحيوان والإنسان وكانت خواصها ومقتضياتها وقواها أيضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات والحيوانات والإنسان كانت طبائع العناصر والأفلاك محفوظة فيها وليست هذه الأكملية بالظهور خواص الأفلاك وحركاتها والعناصر وطبائعها وكانت الطبيعة الكلية بما معها من القوى محفوظة في الأفلاك والعناصر فكل فرد من الإنسان في جبلة فرده وجوهر نفسه واصل تحققه معرفة بربه الا انها في حجب كثيفة إذ لوح نفس الإنسان عرضة لظهور حكم كل طبيعة من طبائع الأمهات والمولدات وبقدر انطباع تلك الصور ينتقص صفائها ويختفي حكم نقطة التدلي التي هو الحبل الذي من تمسك به عرف ربه فتلك الحجب المتراكمة بعضها فوق بعض فمن رزق التنبه بحقيقة الحقائق وعرف انحسارها إلى الطبيعة الكلية وأجزائها فمثل نور الله عنده كمشكاة فيها مصباح المصباح في زجاجة الآية استنار هنالك كلها بنور الأصل واستضاءت حشاه وكانت له في معرفته تعالى عليه

ایک صورت عمدہ کہ یاد دلاتی اللہ تبارک تعالی کی عزت اور جلال اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت دائم ہے اور اللہ تعالی کو یاد دلاتی ہے بہت اچھی طرح اور بہت موافق ہے نفس الامر کے پھر جب پیدا ہوئے عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھے اوس صورت میں اس طرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے معدن اور نبات اور حیوان اور انسان میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ ہیں ساتھ انحفاظ اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو تھیں طبائع عناصر و افلاک محفوظ ان میں اور نہیں یہ مگر مانند مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اسکے طبائع کے اور تھی طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر میں محفوظ تو ہر فرد انسان کے اصل اور جوہر نفس اور بنیاد تحقق میں اپنی رب کی معرفت تھی مگر بہت پردوں اور حجابوں میں اسواسطے کہ لوح نفس انسان سزاوار ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع امہات و مولدات سے اور بقدر منتقش ہونے ان صورتوں کی ناقص ہو جاتی صفائی اس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی جو ایک ایسی رسی ہے کہ جو اسکو پکڑے سو اپنی رب کو پہچانے پس یہی حجاب متراکم ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہیں تو جس شخص کو نصیب ہو گیا تنبہ بحقیقت الحقائق پر اور جان لیا اسنے انحسار تدلی کا طبیعت کلیہ کیطرف اور اسکے اجزا کے تو اسکے نزدیک اللہ کی نور کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الآیۃ اوس شخص کے حجاب سب اٹھ گئے اور اوس کی روشنی سے روشن ہو گئے اور وہ حجاب اوسکو مفید ہو گئے

ومن لم يرزق النجاة لها لم يعرف انفسادها فمثل
ظلماتها المتراكمة كظلمات في بحر لجي يغشاه موج
من فوقه موج من فوقه سحاب الآية. واذا
تمهد هذا فاعلم ان بقدر اعداد المستعدات تظهر
هذه النقطة وآثارها وكلما كان الاعداد اتم واوفر
كان ظهورها اصرح وابين ومن المستعدات
الملأ الاعلى ولست اعني بهم الملائكة فقط بل
اعظمهم واشبههم نفوس الكمل حين طرحت
عنها جلابيب ابدانها الكثيفة فكل من مات
من الكمل يخيل الى العامة انه فقد من العالم
ولا والله ما فقد بل يجوهر فوقه فكل سيد من
سادات الملأ الاعلى يوفق لقدح الحجب المتراكمة
والوصول الى هذا التدلي فيدخل موج من هذا
التدلي في ترجمة هذه النفس فيمتلئ النفس بمعرفة
الله ثم يعرج الموج الى هذا التدلي فيتحقق لهذا
التدلي تدلٍ آخر الى ما يلي النفوس البشرية
المحبوسة في اجسادها ويعد العالم لتقريب آفاق
المعرفة على تلك النفوس وهكذا تتراكم انوار
الملأ الاعلى وتتزايد اعدادها بعضها يلي الاعلى
وبعضها الاسفل وبعضها بين هذا وذاك
حتى امتلأ الجو الذي بين ارض هذه النفوس
وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم
في آخر الزمان اسرع ما يكون واصح ما يكون
والى هذه الدقيقة اشار النبي صلى الله عليه وسلم
حيث قال اذا اقترب الزمان لم يكد رؤيا المؤمن

مصر نہوئی اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقایق پر
اور اُسنے نجانا اُسکے انفساد کو تو اوسکے ظلمات کی مثال ایسی ہی

جیسے کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ
سحاب الآیۃ جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ مستعدات کے
اعداد کی قدر وہ نقطہ تدلی کا ظاہر ہوتا ہی اور اوسکے آثار ظاہر ہوتے
ہین تو جسقدر کہ اعداد اتم و اوفر ہوگا اُتنا ہی ظہور بھی صریح اور
ظاہر ہوگا اور مستعدات ملاء اعلی سے اور میری مراد اس سے فقط
فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہین اُن سے جس وقت
انسے بدن کی کثیف چادرین اتار ڈالتے ہین اور جب کوئی کاملون
مین سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہین کہ وہ عالم سے گم
ہوگیا خدا کی قسم یون نہین ہی کہ وہ گم ہوگیا وہ گم نہین ہوا
پس ہر سردار بزرگان ملاء اعلی مین سے توفیق دیا جاتا ہی
واسطے قطع کرنے حجاب متراکمہ کے اور واصل ہونے اِس
تدلی سے پھر داخل ہوتی ہی ایک موج اس تدلی کی اس نفس کے
اندر ترجمہ کے تو نفس بھر جاتا ہے اللہ کی معرفت سے پھر عود
کرتی ہے وہ موج اس تدلی کی طرف پھر متحقق ہوتی ہے
اور تدلی واسطے اس تدلی کے طرف اوس چیز کے کہ
قریب ہے نفوس بشریہ محبوسہ فی الاجساد سے واسطے تقریب افق
معرفت کے اوپر اُن نفوس کے اسیطرح متراکم ہوتی ہین انوار ملاء اعلی کے اور
بڑہتا جاتا ہی اعداد اُن کا بعضے قریب اعلی کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے
اُن دونونکے درمیان یہانتک کہ پر ہوجاتا ہی جو درمیان ان نفوس کے
ارض کے اور معرفت سما کے تو اسیواسطے معرفت نفوس کی آخر زمان مین بہت جلد
ہوتی ہی اُس سے جو پہلے تھی اور بہت صحیح ہوتی ہی اوس سے جو پہلے تہا اور
اِس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث شریف
مین آیا ہی اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

يحتطى اى اذا اقترب من القيمة وكذلك فى الطبيعة
العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة
بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس و
الانواع فكل من برع فى استخراج الارتفاقات انما
استمطر الجود مما هنالك واذا ارتسخ هذا الفيض
فى قلب ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة
بحسب هذا الكمال تدلى الى سائر النفوس البشرية
وسهل انطباع تلك العلوم واذا مات هذا البارع
لا يفقد هو ولا براعته ولا هذا الشرح بل كل
ذلك بحاله وافراد هذه النفوس يعد بعضها
لبعض فى نسبتها فى الطبيعة الانسانية المتجسد
فى المثال لشخص واحد كنسبة القوى والصور
الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان
النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لمن كان نسبها
الناس وهذه المعرفة احد معانى قولى فى القصيدة اللامية

شهدت تداويها الوجوه جميعها
تدور كما دار الرحى المتمايل

مشاهدة اخرى على الاجمال لما توجهت

الى قبره عليه الصلوة والسلام اولا رأيته حاضرا
ظاهرا اما بان نفتح بصر روحى فرأيته على ما هو
واما ان تاثرت نفسى منه تاثرا فكان ذلك الاثر
حاكيا عنه فلما توجهت اليه ونفسى ملأى
من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت به من
معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرائع
من مدارك الناس حال النفوس فلصقت نفسى

يحتطى اى اذا اقترب من القيامة اور اسی طرح طبیعت
عرشیہ مین علوم ارتفاقات انسانیہ کے موضوع ہین
بلکہ ارتفاقات ہر نوع کے بلکہ احکام جمیع نفوس اور
انواع کے پس جو کوئی کامل و فایق ہوا استخراج ارتفاقات
مین اوس نے یہین سے فیض پایا اور جب راسخ ہوگیا
یہ فیض اوس کے قلب مین پہر عود کیا اپنے منبع کی طرف
تو ظاہر ہوا واسطے اسی طبیعت کے بموجب اس کمال
کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے طرف اور آسان
ہوگیا منتقش ہونا اون علوم کا پہر جب مرتا ہے
وہ کامل و فایق تو گم نہین ہوتا وہ اور نہ اسکا
کمال و فضل اور نہ وہ شرح بلکہ سب بحال خود
رہتے ہین اور ان نفوس کے افراد مستعد ہوتے ہین
بعضے واسطے بعضون کے اور نسبت ان کی بیچ
طبیعت انسانیہ متجسدہ فی المثال کے شخص واحد سے
ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کے
تو جیسے مقدمات فکریہ مستعد ہوتی ہین فیضان نتیجہ کی اسی طرح نفوس
زکیہ مستعد ہوتی ہین واسطے [illegible] کا تمام آدمیونکی اور یہ معرفت ہمارے قول کے
معانی مین سے ایک معنی ہے جو ہمارا قول قصیدہ لامیہ مین ہے اور وہ یہ ہے
شہدت تداویها الوجوه جمیعها + تدور کما دار الرحی المتمایل

مشاہدۂ اخری علی الاجمال مین جب متوجہ ہوا مین روضۂ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف جب ہی آپکو دیکھا حاضر ظاہر یا کہ میری روح
کی آنکھ کھلگئی ہو تو آپکو دیکھا اسی جیسے آپ ہین اور یا میرا نفس متاثر ہوا آپ سے
اور یہ اثر حاکی ہو آپکا سو ایک وقت مین متوجہ ہوا آپکی طرف درحالیکہ
میرا نفس شوق سے بہرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس مین خاص ہوا یعنی
معارف مراتب جود اور استنباط معارف شرایع قسم دریافت حال نفوس سے تو میرا نفس

المشاهدة [illegible]

بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلأت بهجةً
بتلك العلوم وثلجًا بها ويومًا افيض على نظر
الحق فانه شيء خصص به النبي صلى الله عليه
وسلم من بين الانبياء لما بيّنّا من هيكل التدلي
واقتصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت
فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا
النظر في نفسي فعرفت حينئذ نفسي كانها ينظر
اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص
هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان
يذكر فيه الا وتبعته السموات والارضون
لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو
الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن
من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة
انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل
في جوهر الروح وبدن النفس ويوما نبهت الى النور
كهيئة اهل الملأ السافل ورأيت ينبع من قبره
صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا **مشهد
آخر** بينما انا اصلي سبحة الضحى في مصلى النبي صلى
الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى السر الذي
استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو اقرب
الملأ الاعلى ومخ العبادة ففطنت حينئذ مراد
النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود
فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعض صحابته اعني
على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل
الا بالدعاء تضرعا والحاحا واطراحا بين يدي

آپ کے نفس سے ملصق ہوگیا اور پر ہوگیا اُن علوموں کی خوشی
سے اور ٹھنڈک سے اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی
نظر حق کی وہ ایک ایسی شئے ہے جس سے خصوصیت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل نبیوں سے بسبب
اُس شئے کے جو ہم بیان کرچکے ہیں ہیکل تدلی اور
اُس کا خاص ہونا اور منتقل ہونا ساتھ منتقل ہونے
آپ کی طرف ناسوت کی تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں
منطبع ہوا کون اس نظر کا تب پہچانا میں نے کہ گویا میرے
نفس پر اللہ تبارک تعالی نظر کر رہا ہے اور یقین کیا
میں نے کہ اس نظر کے خواص سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان
میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اُس کی پیروی کرتے ہیں
سب آسمان اور سب زمینیں خصوصاً اجزا زمین کے
نیچے تک اور اجزا جو کے ساتوین آسمان تک بلکہ
عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہوجاتا ہے اور میں نے دریافت کیا
کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و بدن نفس میں
اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملا سافل کے
اور میں نے دیکھا کہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ جوش کر رہا ہے
[illegible] مشہد آخر ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نمازگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ اسوقت ایک اسرار نے تجلی کی مجھ پر کہ اوس کی
اصل مستفاد ہوئی کعبہ شریف کی حقیقت سے وہ قریب ہے ملاء اعلی کا اور مغز عبادت کی
اسوقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حدیث شریف سے
جو آپ نے فرمایا ہے اما السجود فاجتهدوا فی الدعاء اور جو آپ نے فرمایا ہے
بعض صحابہ سے اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا
مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور اطراح کے آگے اپنے

للمولى وتذللا على بابه واعتصاما باعتابه فالا يحصل حتى يجتهد في الدعاء في السجود لان السجود شبح لهذا القرب ولكل شبح الى حقيقته منافذ من جواهرها والرحمة العامة اذا توجهت الى البشر وارادت الافاضة عليهم كان التعرض لنفحاتها والتميز لحلولها والتهيؤ لتحققها اعانة لها تتميما لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض لنفحات الرحمة امر النبي صلى الله عليه وسلم بالاكثار خاصة وتظهرت حقيقة قوله هل تضارون في القمر ليلة البدر قالوا لا قال فكذلك ترون ربكم فلا تغلبن على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة قبل غروبها وهي ان الذي يتجلى يوم القيمة هو الذي يكون قبل وجه المصلي اذا صلى وهو الذي يقاسم العبد في الصلوة ويجاوبه ولكن جلباب البدن يمنع الناس ان يبصروه ببصر الروح وان يغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان يوم القيمة وكشف الجلباب استقل بصر الروح واستتبع بصر الجسد وليست النشأة الاخرى الا من بقايا نشأة الدنيا ولا فرق بين الرؤية ببصر الروح التي ينقها الافراد في هذه الدار ورؤيته الاخروية التي تعم المسلمين الا انطراح الجلباب ثم رايت كل آية وكل حديث بحرا تموج فيه من الاسرار ولو كتبت شرح سر واحد منها في مجلدات لما حاطته ورايت الاسرار الخفية مبتذلة في اشارات القران والسنة فقضيت العجب كل

مولا کی اور اس کی دروازہ پر تذلل کرنی اور اسکے استانہ کے پکڑ لینگے اور نہین حاصل ہوتا جبتک کوشش کری سجدہ میں دعا کرنیکی اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا قالب ہے اور ہر قالب واسطے اوسکی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر اور رحمت عام جب متوجہ ہوئے انسان کی طرف اور ان پر افاضہ کا ارادہ کیا تو اوسکی خوشبو انکا پیش آنا اور اوسکی حلول کا متمکن ہونا اور اوسکی تحقق کا آمادہ ہونا مدد ہوا اوس رحمت کا اور اوسکی مراد کے پورا ہونیکا اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کثرت سجود کے خصوصا اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس حدیث شریف کی جو آپنے فرمایا ہے ہل تضارون فی القمر لیلۃ البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبہا اور وہ حقیقت یہ ہی کہ قیامت کے دن جو تجلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز مین مقاسم اور مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ سے دیکھنے نہین دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہین آتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی آنکھ مستقل ہوجائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم آخرت بقایا ہی نشا دنیا کا اور کچھ فرق نہین روح کی آنکھ سے دیکھنے مین جو دنیا مین افراد کو ملجاتی ہی اور عاقبت مین عام مسلمان دیکھینگے مگر پردہ کی اٹھ جانیکا پھر مینے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث شریف کو ایک دریا کہ موجزن ہی اسرار کا کہ اگر ان مین سے ایک سر بھی لکھا جائے تو بہت جلدوں مین نہ آسکے اور مینے دیکھے اسرار خفیہ اشارات قرآن شریف اور حدیث شریف مین بہت اور کمال تعجب کیا ہر

التجلی فتجلی عقیب ذلك التدلی الاعظم
فرایته غیر متناهی الارجاء ورایت نفسی غیر
متناهیة ورأیتنی قابلت غیر المتناهی بغیر المتناهی فابتلعته
کله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الی نفسی
وتحیرت من عظمها وکبرها وسعتها ثم تسترت
علی فاذا انا ملآن من النور یتنزل علی من فوقی
ومن تحتی وعن یمینی وعن شمالی بل رایته ینبع
من قلبی وعینی ویدی وسائر جوارحی وجوانحی
فکان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر**
غاب عنی الهیکل المثالی وتجلی حقیقة روحه
صلی الله علیه وسلم مجردة عن الالبسة التی کانت
لبسها حتی بعض اجزاء النسمة ووجدتها
حینئذٍ کما کنت وجدت بعض ارواح الاولیاء
المتقدمین جذافنی من روحی صورة مجردة
علی شاکلتها وشاهدت من الانجذاب والتمیز
ما لا یقدر اللسان علی وصفه **مشهد**
آخر استفدت منه صلی الله علیه وسلم ان
اتسعت نفسی حتی لحقت بوراثته بالبرزة
المثالیة للتدلی الاعظم التی انتقلت الی الناسوت
مع انتقاله صلی الله علیه وسلم الیه واتصلت
بها وافضیت الیها وخالطتها فرایتنی شبحا
من الشبحین احدهما الاتم الاعم القریب الی
حضرة الوجود الخارجی والثانی نسبته الی الاول
کنسبة مخرج المذهب الی صاحب المذهب
وهو قریب الی حضرة الوجود العلمی و

المشاهد الرابع عشر ۱۲

المشاهد الخامس عشر

اسکے بعد جلوہ گر ہوئے مجھپر تدلی اعظم اوسکو مینے دیکھا کہ اوسکی حد ہی
نہین ہے اور مینے اپنی نفس کو دیکھا غیر متناہی اور معلوم ہوا
کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے مین وہ سب نگل گیا
ایک ذرہ بھر بھی نچھوڑا پھر مین رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور
متحیر ہوا اوسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم
مجھسے پوشیدہ ہوگئے تو اوسوقت مین نور سے بھرا ہوا تھا
جو میری فوق اور میری تحت اور میرے داہین اور بائین سے
ٹپر رہا تھا بلکہ مینے اوسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے
آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا
اور یہ اس مشہد کے آخر مین تھا **مشہد آخر** غائب
ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اون لباسون سے
جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزائے نسمہ سے بھی اور مینے اسوقت پایا
اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر
میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اوسکی شکل کی
اور مینے مشاہدہ کیا انجذاب ملبند کو اسقدر کہ زبان اوسکی
وصف پر قادر نہین **مشہد آخر** استفادہ کیا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہانتک لاحق
ہوا مین آن کی وراثت کو واسطے اوس برزہ مثالیہ تدلی اعظم کی
جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور مین
متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اوس برزہ سے ایسا
کہ تو دیکھے مین ایک کالبد ہون دو کالبدون مین سے کہ ایک
آن مین کا اتم اور اعم قریب ہے حضرت وجود خارجی سے اور
دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے
مذہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

سميت حينئذ بالزكي وبآخر نقاط العلم وعرفت حينئذ
ان من خالطها او فض اليها كما خالطت في افضيت
اي حصلت في جوهر روحه كمثل دخول
الياداشت في جوهر النفس بان تنتهي الي النقطة
التي جبل عليها الانسان بفمن شعب مقامه

المشاهدة السادسة والعشرون ٢٦

المجددية والوصاية والقطبية وامامة الطريقة و
ان يكون كلمة باقية في عقبه والسر عميق فتدبر

مشهد آخر قمت بين يديه صلى الله عليه
وسلم وسلمت عليه وتكففت متضرعا لديه في الصفقة
روحي اليه فبرق منه بارق وتلقته روحي اتم تلقي
في لمحة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة
تلقيها والاحاطة باصلها وفرعها وجميع ارجاء
ها في آن واحد بل اقل من آن وذلك البارق تجلي
الحبل الممدود الذي شد به العالم باسره فرايت
هذا التجلي دخل في جوهر روحه واصل هذا

المشاهدة السابعة والعشرون ٢٧

الحبل الممدود التدبير الواحد الفايض من المبدأ
الذي تفصيله العالم باسره وفروعه التدبيرات
التفصيلية التي بها يقوم العالم وفطنت ان هذا
الحبل هو حقيقة الحقيقة المحمدية ومنه قطب
محدث ونبي مكلم الاول نصيب منه والله اعلم

مشهد آخر سلكني رسول الله
صلى الله عليه وسلم بنفسه وربانى بيده فانا او
يسيه وتلميذه بلا واسطة بيني وبينه وذلك انه
اراني صلى الله عليه وسلم روحه المكرم فعرفني
بها اذ معرفة المفيض قبل الافاضة وعند روحه

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اسوقت مینے
جانا کہ جو مخلوط ہوا اس بزرہ سے اور پہونچے اسے جیسا کہ مین مخلوط ہوا
اور فائز ہوا یعنے داخل ہوگیا جوہر روح مین اس کی مانند داخل
ہونی یاد داشت کے جوہر نفس مین تو اس پر کھل جاتا ہی وہ نقطہ جسپر
انسان مجبول ہوا ہے پس اوسکے مقام کے شعبے مین مجددیت اور
وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل ہوتی ہے
یہ بات کہ ہو جاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور سر عمیق ہے غور کر اسکو

مشہد آخر مین استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور سلام عرض کیا اور بکمال عاجزی ہاتھ پھیلا آپ کی حضور اور اپنی
روح کو ملا دیا آپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نور چمکا
کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک
لمحہ بھر کے عرصہ مین یا اُسکے قریب تو مینے بہت تعجب کیا کہ کسقدر
جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک
آن مین بلکہ آن سے بھی کم مین اور وہ نور ایک تجلی ہی اس حبل ممدود
کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس مینے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر
روح مبارک مین داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد
فایض ہے اُس مبدا سے جسکے تفصیل تمام عالم ہے اور فروع
اوس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ مین جنسے عالم کا قوام ہے
اور مینے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہی اور
اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ تربیت فرمائی میری پس مین
اویسی ہون اور شاگرد ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بلا واسطے کسی کے اور یہ بات یون ہی کہ آپنے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور
اسکی مجھے معرفت بنایا کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی پس حسنر دیک آپکی روح

صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات
ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علیّ تجلیاً من تجلیات
الحق وھو الذی ہو ابرزہ مثالیۃ ہو جودہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقبلت ھذا التجلی بجوھر روحی
واستغرقت فیہ وفنیت ثم تحققت بہ وبقیت
ثم افاض ثانیاً تجلیاً آخر ھو اصل ھذہ البرزۃ
المذکورۃ وھی نقطۃ فردۃ جل لافعال الحق
فی العالم واصل تدبیراتہ فیہ فقبلت ایضاً و
فنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثاً نقطۃ
الذات متلونۃ من الجبروت فقبلتہا وفنیت
وبقیت ثم افاض رابعاً نقطۃ منعقدۃ فی
الروحانیات اندمج النہایۃ فی البدایۃ فقبلتہا و
فنیت وبقیت ثم عرض خامساً نقطۃ من احوال
النسمۃ وکیفیاتہا محاذیۃ لتلک النقطۃ الروحانیۃ
کانہا ھی ففطنت ان من امکن منہا قوی علی التأثیر
فی التلامیذ وھی شبیہۃ بالعزم والجراۃ لا اقول
عزم شیء او جراۃ علی شیء بل نفس العزم والجراۃ
فتم الصعود والھبوط وھذا ھو السلوک المختصر
الذی یناسب الجذب وھو الاشبہ بحال
الانبیاء صلی اللہ علیہم وسلم **مشھد**
آخر اعطانی اللہ سبحانہ شبحاً من طریقۃ
فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وباشرت اعطاءہ روحہ الکریمۃ واطلعنی
علی حقیقۃ ھذا الشبح الذی اعطانی فعرفتہا
حق معرفتہا وعرفت انہ شبح منہا لا عینہا

مگر میں اعرف الاشیا ہے یہاں تک کہ محسوسات بھی پہر پہلے آپ نے
سلوک بتانا یہ تھا کہ افاضہ کی مجھ پر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ
ظہور ہے برزہ مثالیہ کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اسی میں
مستغرق ہو گیا اور فنا ہو گیا پہر میں متحقق ہوا اوس سے
اور باقی ہو گیا پہر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دوبارا ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے
اور وہ ایک نقطہ فرد اصل افعال حق کا ہے عالم میں اور
اصل ہے الٰہی کی تدبیرات کا عالم میں اوس کو بھی میں نے
قبول کیا اور اوس میں فنا ہوا اور اوس سے
باقی ہوا پہر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تیسری بار میں نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ
اسکو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں پہر چوتھی بار افاضہ فرمایا
نقطہ منعقدہ روحانیات میں اس سے نہایت مندرج ہو بدایت میں اسکو
قبول کیا اور اس سے فنا اور بقا حاصل کی پہر پہنچوایا مجھکو
پانچویں دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اوسکی کیفیات مقابل میں اس نقطہ
روحانیہ کی گویا کہ وہ وہی ہے تو میں نے معلوم کیا جو حاصل کرے
اسکو قوی ہوتا ہے اوسکی شاگرد پر اور وہ شبیہ ہے عزم اور جرأت کے
میری اس سے یہ مراد نہیں کہ عزم کسی شئے کا یا جرأت کسی شئے پر
بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری مراد ہے پس تمام ہو گیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک
سلوک مختصر ہے کہ مناسب جذب کے ہے اور بہت مشابہ انبیا علیہم السلام کے حال سے
مشہد آخر عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رستہ سلوک کا کالبد بواسطہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بنفس عطا کیا آپکی روح مکرم نے اور مجھکو اطلاع دی
اوس شبح کی حقیقت پر جو مجھکو عنایت ہوئی پس میں نے پہچانا جس قدر حق تھا
اوسکے پہچاننے کا اور میں نے جانا کہ یہ کالبد ہے اوسکا طریق فی السلوک کا نہ عین

بیان حقیقۃ الطریق

وسائل تلک ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمین

بیان حقیقۃ الطریق

اعلم ان الله تعالی یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء فیهب بحقیقۃ من السلوک وکم من عارف قد عجز عن هذہ النکتۃ علی وجهها فربما اطلعه الله علی اذکار وافکار یصل بها السالک الی الفناء والبقاء فیقول اعطانی ربی طریقه من السلوک وصدق فیما قال حسب ظنه ولکن التحقیق ان الطریقۃ لیست عبارۃ عن تلک الاذکار والافکار بل هی حقیقۃ منعقدۃ فی الملاء الاعلی یقضی الله بها من فوق السموات فینزل المقضی فی الملاء الاعلی فیتقرر هنالک ثم ینزل الامر علی حسب فی الناسوت فلله تعالی داعیۃ فی الملاء الاعلی لاتزال فی الناسوت تمثالها ووکرها ومظنتها ما دامت موجودۃ فاذا انسخت الطریقۃ واضمحلت الداعیۃ لم تر الناس لها تمثالا ولا وکرا ومظنۃ فلو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یعدموا هذہ الحافظ الذ قلنا انه وکر لها وما زالوا یقتلون اهلها وحفاظها لم یستطیعوا ان یعدموا ما دامت الداعیۃ موجودۃ ولو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یقیموا عوجها ویصلحوا ما فسد منها علی حین فترتها واضمحلالها لم یستطیعوا ان یقیموہ حینئذ ومثلها کمثل نجوم السماء لاتزال تنطبع اشکالها فی الحیاض والجواب اذا کان لیس فی قوی البشر ان یصد المیاہ عن ذلک وتلک الداعیۃ هی الطریقۃ منی ما اقتضیها

اور میں تجھسے بیان کروں گا کچھہ کچھہ جو میں نے پہچانا والحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیئے کہ ان اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء یعنی اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جسپر چاہے احسان کرے اولیا سے تو عنایت کرتا ہے اوسکو طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نہیں سمجھے بسا اوقات اللہ تعالے نے مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ اوس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ملاء اعلی میں منعقد ہے کہ اللہ تعالی حکم کرتا ہے فوق سماوات سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلی میں اور وہاں ٹھیرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اوسکے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالی کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلی میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جائے ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہو جاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جائے پس اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ معدوم کر دیں اوس آشیانہ کو جو ہم نے بیان کیا کہ آشیانہ اور جائے ہے اوسکی اور ہمیشہ اوسکی اہل سے اور نگہبانوں سے مقاتلہ کریں تو ہرگز نہیں معدوم کر سکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ اوس طریقہ کی کجی کو سیدھا کر دیں اور اوس کے بگاڑ کو سنوار دیں تو نہیں مقدور اونکو اوسکی سیدھا کرنیکا اور سنوارنیکا اور مثال اوسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ اون کا عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے کوئی بشر کی قوت ہی میں نہیں کہ پانی کو اوس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو

الله تعالى للعبد فقد قضى له بالطريقة ثم شرح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها
لا يمكن الا لفطن شديد الفطانة وهاك ما فصل
لي يجيء من مدد السماء الاولى نقول وتوسطات
وزي ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب
وتسطر وتعلم ثم تنزل كابرا عن كابر وتوقر الصدور
وتملأ به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطبايع
وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها و
يناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخير فيكونون مسخرا لها اكابر الناس واصا
غرهم علمائهم وامراءهم ومن السماء الخامسة
نكاية وشدة فلن ترى منكرا لها الا وقد امتحن
بالمحن وابتلى بالبلايا ولعن وعوقب كان
من الغيب ناصرا لها ومن السماء السادسة
هداية معظمة فيكون سببا لاهتدائهم ومنما
للناس الى كمالهم ومن السماء السابعة الثبات
اللازم الذي كالنقش في الحجر لا يزول حتى تتزعزع
اوصاله وتتقطع اجزاءه فهذه اركان سبعة
تلتئم في الملاء الاعلى فيكون جسدا مستويا فيهم
فينفخ من التدلي الاعظم جذب فيها بمنزلة
الروح في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
والافكار وتزين بذلك الزي شملته الرحمة
الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالی کا واسطے کسی بندہ کے پھر شرح اس حقیقت منعقدہ کی اور بیان
اس حقیقت کی اجزا کا اور اوسکی ارکان کا نہیں ممکن مگر واسطے
ذہین تیز فہم کے اور وہ جو مجھکو سمجھایا ہی تیرے رب نے وہ یہ ہے کہ
آتی ہے مدد آسمان اول سے نقلیں اور توسطات اور لباس اور آسمان
دوم سے قواعد منضبط پس لکھی جاتی ہین اور جانی جاتی ہین اور نقل
ہوتی چلی آتی ہین بزرگون کو بزرگون سے اور توقیر پاتی ہین
ان سے سینے اور صحیفے انسے پر ہوتے ہین اور آسمان سوم سے لون طبعی کہ
طبیعت ہوجاتا ہے اور اوسکی طرف طبیعتین مایل ہوتی ہین اور جوش
کرتی ہے حمیت لوگون کی وہ اوسکی حمایت کرتے ہین اور مدد کرتی ہین
اور اوسکے سوا دفع کرتے ہین اور اسے دوست رکھتے ہین مانند
جان و مال و اولاد کی اور آسمان چہارم سے غلبہ و قوت و تسخیر کہ
اس سے بڑی اور چھوٹی اور علما اور امرا تسخیر ہوتے ہین اور
آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اوسکا منکر ہو وہ
بلا مین گرفتار ہوا اور ملعون ہوا اور عذاب مین آجائے گویا کہ
ایک غیب سے مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ
سبب ہوتی ہے لوگون کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دایم ایسا کہ پتھر کی لکیر کہ نہین مٹتی
جبتک وہ پتھر ٹکڑے نہو جائے تو بس یہ سات رکن ہین کہ
ملا اعلی مین اکٹھے ہو جاتے ہین اور ان کا ایک جسم
مستوی بنجاتا ہے پہر اس جسم مین تدلی اعظم سے
ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ روح ہے
اس جسم کے پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان
اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے
مزین ہو شامل ہوتی ہے اوس کی رحمت
الہی اور آتا ہے اوس کو جذب فوق و تحت

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث
لا يحتسب تربي هذا الطفل سادات الملاء
الاعلى ويخدمه الملاء السافل فلا يزال يتقدم
امره ويزداد شانه حتى ياتي امر الله على ذلك
فهذه هي الطريقة وقس عليه المذهب في الفروع
والاصول فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه
طريقة ومذهبا ولم يكن الذي اعطى كما
وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه
ثم ليس كل احد يفضى له بالطريقة وليس
عند الله جزاف ولا تخمين في شيء من الاشياء
بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد
الافلاك السبعة والملاء الاعلى والسافل وله
رحمة خاصة من التدلي الاعظم فكم من عارف
عظيم المعرفة وفان باق شديد الفناء سابغ
البقاء ليس بمبارك زكي فلا يعطاها وكذلك
لا يعطى حفظها كل احد بل لكل امر رجل خلق
له ويسرت جبلته لذلك واما صورة ظهورها
فنشأة اخرى وراء النشأت المتعارفة فحقيقتها
بركة فايضة في الاعراض والافعال **مشهد
آخر** عرفني رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطرق
بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان
البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من اقوال
الثلثة قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك
يتبع اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين

ویمین و شمال سے اور وہاں سے جہاں اوسکا گمان نہو
پہر اس طفل کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلی اور
اوسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پہر ہمیشہ اوسکی شان
بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم الہی آوے تو بس یہی طریقت
اور اسی پر قیاس کر لو مذہب فروع و اصول مین پہر جو
شخص دعوے کرے کہ اللہ تعالی نے اوسے طریقت عطا کی
یا مذہب عنایت کیا اور اوسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین
نہ عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے
جیسے اوسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالی کا
حکم نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالی کے پاس بیکار نہین ہے
کوئی چیز بلکہ اوسکو عنایت ہوتا ہے جو اپنی سرشت
اور جبلت مین مبارک اور زکی ہے اوسکو امداد
افلاک سبعہ اور ملاء اعلی اور ملاء سافل ہوتی ہے اور آسکی
ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم کتنے ہی عارف عظیم المعرفت
یا فانی باقی شدید الفنا سابغ البقا ہین کہ مبارک و زکی
نہین آن کو نہین عطا ہوتی اور ایسیطرح نہین عنایت
ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر کار و ہر مرد ہر امر کے
واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اوسکے جبلت اوسکو واسطے ہوئی ہے اور وہ
کام آسان ہے لیکن صورت ظہور کی اوس طریقت کے عالم دوسرا ہے
سوائے ان عوالم متعارفہ کے اوسکا وہی عالم ہے کہ حقیقت اوسکی
برکت فایضہ ہے اعراض و افعال مین ۱۹ **مشہد آخر**
مجھکو پہنچوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین
ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اوس طریقہ سنت سے جو تنقیح
زمانہ بخاری اور اُنکے ساتھ والونکی اور وہ یہ ہے کہ اقوال ثلثہ یعنی امام
اعظم و صاحبین سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جاوے پہر اسکے بعد فقہائے حنفی کی پیروی کیجاوے

المشهد التاسع عشر ۱۹

كانوا من علماء الحديث قد رغب في شيء سكتت عنه الثلاثة في الاصول وما تعرضوا للنفي ودلت الاحاديث عليه فلا بد من اثباته ولكل مذهب حنفي

مشهد آخر ما بين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما ورد في الصحيح اما انيسه ذلك فما شاهدنا من الانوار الراسية على شكل قبة وان من صلى هنالك يستغرق في بحر النور وان لم يلتفت واما لميته فان الانسان اذا صار محبوبا اي دخل في جوهر روحه البرزة المثالية وهذه النقطة التدبيرية فكان منظور الحق وللملاء الاعلى عروسا جميلا فكل مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همة يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت مآثر الكمل من مآثر غيرهم

مشهد آخر استأذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم يأذن لي ورأيت العلماء العاملين دقق علمهم المستغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والله بل اقرب اليه واكرم عليه واحب عنده من هؤلاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء

جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت چیزیں ہیں کہ امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ اُن کی نفی کی ہے اور حدیثیں اُن پر دلالت کرتی ہیں تو اُن کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں

مشہد آخر درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو آنیت اوسکی تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نور روان پر فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح میں یہ برزخ مثالیہ اور یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منظور ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ کے واسطے ایک عروس جمیل تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلیٰ کے ہمتیں منعقد اور متعلق ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار کی موجیں اوسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصاً جب اوسکی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی اور جو عارف کامل معرفت و حال میں ہوتا ہے اوسکی ہمت میں نظر حق پڑتی ہے اور علاقہ رکھتی ہے اوسکی اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یاروں میں کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ میں اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا ہمنے کملا اور غیر کملا کی سیر میں

مشہد آخر ہمنے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکی رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں تو مجھکو اجازت ندی اور ہمنے دیکھا کہ علماے عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم میں قسم ہے اللہ کی بہت مقرب ہیں آپکے اور آپکو عزیز ہیں اور آپکے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ اہل فنا

والعشرون ٢١

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة
والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشاقة عند
الصوفية بيان هذا المجمل ان هنا طريقتين طريقة
انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم
بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
نشرا للعلم وامرا بالمعروف ونهيا عن المنكر و
سعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه
المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث اوجده فوجد وفاضه ففاض وليس في هذه
واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه
ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه
بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء و
الجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة
الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم
بعنوان هبة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام
عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعل الله في
الخلق وكرا لعنايته بافاضتها ومظنة لظهورها
والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه
ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي
يبغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الوجوه
التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا
فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة
الى سبب واحد اضمحل الفضل من وجه ويبقى

اور بقا میں اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ
مقامات بلند میں نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے
کہ دو طریقے ہیں ایک طریقہ وہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا
انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور
تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگوں کی
تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف ونہی منکر سے اور لوگوں کی
نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے
اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے میں ہے
کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے ایجاد کیا ویسا اسنے پایا اور جو افاضہ
کیا اوسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہیں ہے جسنے سلوک کیا
اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے
اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا
اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے
طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپکے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم عنوان ہیں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو وزانا
ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے
ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیا آپسمین فضیلت رکھتے
ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے
اوس شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو
محیط ہو کسی کو نہ چھوڑے تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہیں کہ
تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر انہیں اور منافست
منقسم ہوگی انمیں اور اگر تو اعتبار کرے کہ مضاف
ہیں سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل نہ رہیگا

من وجہ فکان احد الاشیاء عدیم الفضل اصلا
ثم لما انتقل ھذا النور الی الناسوت انتفع
السالکون بکلتی الطریقتین اما اھل الجذب فنفساً
التنبہ الاجمالی علیھم بسبب ھذا النور فانشرحت
علیھم المعارف ولذلک تری العرفاء ینقدح
معارفھم من الکتاب والسنۃ واما اھل السلوک
باجمعھم الی ھذا النور واندراجھم فیہ وتقومھم
بہ فتدبر فان المسئلۃ دقیقۃ **مشھد آخر**
ھل تعرف لم کان الشیخان رضی اللہ عنھما
افضل من علی کرم اللہ وجھہ مع انہ اول صوفی
واول مجذوب واول عارف فی ھذہ الامۃ وما
تری ھذہ الکمالات فی غیرہ الا قلیلا من قبل
التطفل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تبینت
ھذہ المسئلۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاظھر لی وذلک ان الفضل الکلی عند النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ما یرجع الی تمام امر النبوۃ
کاشاعۃ العلم وتسخیر الناس علی الدین وما اشبہ
واما الفضل الراجع الی الولایۃ کالجذب والفنا
فلیس الا فضلا جزئیا من وجہ ضعیف و
الشیخان کانا من المجددین للاول حتی انی اراھما
بمنزلۃ فوارۃ ینبع منھا الماء فالعنایۃ التی تعلقت
بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظھرت بعینھا فیھما
فھما بحسب کمالھما بمنزلۃ العرض الذی لیس
ھو الا قائما بالجوھر ومتمما لتحقق فعلی کرم اللہ
وجہہ وان کان اقرب الیہ بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نرہیگا آن یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقون سے سالکون کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انفسا تنبہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل
گئین معرفتین اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفون کو کہ اپنی
معرفتین کتاب اور سنت سے مطلوب رکھتے ہین اور اہل سلوک
اس نور سے تضرع کرتے ہین اور آرزو کرتے ہین اور اوس
نور مین مندرج ہوتے ہین اور قوام پاتے ہین اوس سے پس غور کرو
یہ مسئلہ دقیق ہے **مشہد آخر** کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کسلئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت مین
اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہین اور یہ سب
کمالات اور مین نہین مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مینے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
تو ظاہر ہوا مجھپر کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا پورا جیسے اشاعت علم کی
اور لوگون کی تسخیر دین مین اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجددین مین اول قسم کی یہانتک کہ مین اونکو دیکھتا ہون
بمنزلہ فوارہ کے کہ اوسمین سے پانی نکل رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مین
ظاہر ہوئی بحسب کمال اون دونون کے اس طرح جیسا عرض قایم ہوتا ہے
جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب حسب مین نسب مین

المشاهدة ۸ [illegible]

والجبلة والفطرة المحبوبة منهما واقوى بحالي واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذالك لو نرى العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما ولو نرى العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلون ولذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدا معنوى مثل هذا الذى اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك

مشهد آخر

رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذى يعنى من مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى تلك النظرة واعجبني اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة والتمست كنهها وصرت منظرا ومرآئى لها فاذا هي ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شأنه احبه ونظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشأن رجل واحد بل نشأة مبتدأة منبسطة على هياكل البشر والبشر نشأة منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سيل شوق

جبلت اور فطرت محبوبہ مین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب مین بہت قوی اور معرفت مین زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف بہت مایل تھے اور اسی باعث سے جو علما واقف ہین معارف نبوت سے آن کی تفضیل کرتے ہین اور جو علما معارف ولایت کے آگاہ ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہین اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا مینے تمسے اور مانند گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک

مشہد آخر

مینے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو اُس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس مین لاحق ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے او طفیلی بن گیا اور ہوگیا مین جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا مینے اُس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اُسکا اور ہوگیا مین اُسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اسلئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہین ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ئت منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہہ موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہین اور ظہور کے آخر نقاط ہین اور ہر موج کی حرکت ہے اوسکی منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے

المشہد الرابع والعشرون ۲۴

الی مبلغہ فقد بلغہ **مشہد آخر**
رأیت التشفع الیہ صلی اللہ علیہ وسلم والتوسل
لہ یسع علماء الحدیث والذی دخل فی عدادہم بعلم
الحدیث وحفظ علی الناس عروۃ وثقی وحبلا
ممدودا لاینقطع فعلیک ان تکون محدثا او
متطفلا علی محدث ولا خیر فیما سوی ذینک فیما
ارئ واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر**

المشہد الخامس والعشرون ۲۵

العارف اذا کمل التصقت روحہ بالملاء الاعلی
وہنالک حضرۃ عالیۃ شامخۃ ارتفعت ثم
ہممہم ولم ترتفع ثم اجسادہم ولکل ثم
علی ہمۃ رجل واحد راجعۃ الی تدبیر وحدانی
وان اختلفوا فی تفاصیلہا فتدلی ہنالک فی تلک
الحضرۃ رب العالمین فغشیہم من النور ما
غشیہم واختفت ہممہم تحت شعشعان
تلک الانوار حتی لاتکاد تتمیز منہا ولا تتمایز بینہا
وان انا ضربت لک لہم تلک مثلا فلا تعجل الی کل
غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من
جہۃ دون جہۃ ہم بمنزلۃ الہیولی الخفیۃ
التی لا تدرک الا من احکام وآثار تنبجس من ہذا
الموجود من جہۃ مسام الہیولی التی ہی ام القا
بلیات والنور الغاشی لہم الماحی ایاہم بمنزلۃ
الصورۃ التی تدرک اول ما یدرک وہی اصل الفعلیات
فتنبجس فی تلک الحضرۃ احکام وآثار متولدۃ من علوم
الملاء الاعلی وہممہم التفصیلیۃ تلطفت فیہم
وارتقت صفاوتہا معہم فمنہم مسامات

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہے
انکو جو علماء حدیث ہین اور جو انکی گنتی مین داخل ہین اللہ علم
حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتون کے سوا بہتری
نہیں ہے جو میری رائے مین ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف
جب کامل ہو جاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی مین جا ملتی ہے اور وہان
ایک درگاہ عالی بلند ہے اُن کی ہمتین وہان بہت مرتفع ہین وہان
اُن کے جسم نہین رفیع ہین اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر کہ جسکی
ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلون
مین مختلف ہین پھر تدلی کرتا ہے اُس عالی درگاہ مین رب العالمین
پس ڈھانک لیتا ہے اونکو نور مین جسقدر ڈھانک لی اور انکی ہمتین
چھپ جاتی ہین اُس انوار کی چمک مین یہانتک کہ تمیز نہین ہوتین
وہ ہمتین نہ آپسمین متمایز ہوتی ہین اور اگر مین اُن کے
اُس حال کے مثل بیان کرون تو جلدی مکار نہین اور خفا نہو مجھپر
ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہین کرتے
ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہین
جو دریافت نہین ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہین اس موجود سے
جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ
اونکو ڈھانکے ہوا ہے اور اُنکو محو کئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس
صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ
صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہین اُس درگاہ عالی مین
احکام و آثار جو ملاء اعلی کے علوم سے متولد ہین اور انکی ہمتین تفصیلیہ لطیف
ہو جاتی ہین انمین اور بلند ہو جاتی ہے اُنکی ہمتونکی صفائی پھر انکی ہمتون کے مسامات سے

همهم بالتجسس في حظيرة القدس فيضها الذي
ولا يتركها كما هي بل يصير اسا فيها من جوهره
فتختلف حالات الحضرة القدسية فرحا وسخطا
وحزنا وتبسطا وقبضا واعراضا ونزولا في
اوقات او حال وتردد في القضاء ولعن لاقوام
وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة وعرف احاديث انها وانشراحها
عن عيتها وتجليها كل يوم في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ه ولم يبق الاشكال اشكالية
ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا تفويض
هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملاء الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله في سابق علمه ان يحصل له تعرفا وبقاء
ربما انمحل هنالك فلست روحه تحرس جسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي
المفهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاساد هاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة
حضرة اخرى اسفل منها هي مرمى همم الملاء السافل
ومجمع امرهم وموضع الهامهم ومحكمة قضائهم
ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة
المقدسة الا انصف الحق بواسطة تدلية هنالك
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے تغیر و قدس میں پھر اوس سے نور نکلتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے خوشی غصہ
خوشی وقبض اور روگردانی اور نزول بیچ اوقات یا بیچ الحال
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے شاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اوسکے ناز اور
انشراح اور عزیمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ہ ولم یبق بالاشکال
اشکال ربتیہ اور جسنے اوس درگاہ کا شاہدہ نہیں کیا اوسکو
صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلیٰ کی ہمتوں کا اور مناط توجہ
ومعقد نواصی اُن کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم آسکے لیئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتی ہے وہاں تو اوسکی روح اوسکی جسم کی نگہبانی نہیں
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی تفہیم اور میں طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجکو اسکا ایک جام بسر شار پس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نزد بان ملا سافل کی ہے اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جلائے ہے اور انکی احکام کا
محکمہ اور اونکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان شبیہ ہیں اوس
درگاہ کی شان کی وہاں حق متصف بواسطہ تدلی کی اپنے
بندوں سے محبت رکھنے سو اور انکی خوشنودی کے بیچ بعض امور
میں اور دونو درگاہوں کی معرفت نہایت ادق ہے

واجل من ان یعالجہا العقول العامیۃ واللہ الموفق

مشہد آخر انقدح علی من فیض صحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم کثیرۃ من حال التام معرفتہ باللہ منہا ان ھذا الشخص یمتاز من سایر الناس بان الاجزاء الفلکیۃ فیہ قویۃ الظہور نافذۃ الحکم وانہا یقوم بہا صبغ الٰہی یجعل جمیع معانیہا مناسبۃ بمعانی جناب الحق ومنہا ان تام المعرفۃ لابد ان یکون فیہ نفض التعلقات الدنیویۃ والاخرویۃ والجسمانیۃ والروحیۃ فخاطر بالی بطریقۃ سریان الوجود فی الموجودات وتوجہ المبداء بالارادۃ الحیۃ الی تلک النشأت ففطنت انہ معنی من معانی جزئیۃ الذی یحاذی وحاذی زحل فلما حل بہ صبغ الٰہی صار ھذا النفض محبۃ ذاتیۃ تتوجہ الی نقطۃ الذات فمن صدہ عن النفیض والتخلی عن الکل البقاء باللہ والتصرف بالحق فی الخلق وطلوع الارادۃ الحیۃ من المبداء من طریق کوۃ تشخصہ فلیس بتام انما التام من حمل ھذا النفض فی وعایہ غضا طریا لم یدنسہ حب مظہر ولو بالحق بحیث یکون عنوانا للمحبۃ الذاتیۃ وجسدا لروحہا وشبحا لحقیقتہا وحمل حب المظاہر لا بنفسہ بل بالحق للخلق لا لانفسہم بل بالحق فی وعایہ ومنہا ان کل عارف تام المعرفۃ فانہ لا یاخذ شیئا الا من نفسہ ومما یشاہد المعلات ان یلتبس ھذا الفرد علی جزء موجود بہ بیشتمل علیہ معناہ فیظہر علیہ ما لم یکن یتنبہ فمنہ استفاد من خاص شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عام پہنچی اوسکو واللہ الموفق

مشہد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئی بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کی ایک اُن میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزائی فلکیہ کا اسمین ظہور قوی نافذۃ الحکم ہی جنسے صبغہ ہائے الٰہی قوام پاتی ہیں واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شے کے جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور جسمانی وروحانی اوس سے شدت سے دور ہوں اور اوسکو بیکار نکردے سریان الوجود فی الموجودات کا سر اور توجہ مبدا کے بارادہ حییت اون عوالم کے اور میں نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اوس جزو میں سے جو مقابل ہو زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اوس بے تعلقے سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور خلوت کل سے بقا باللہ ہی اور تصرف بحق خلقت میں اور ارادہ طلوع حییت مبدا کا کیا راہ روزن تشخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے پورا پورا وہ شخص ہے جسنے اوس بے تعلقے کو اپنی ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اوسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ اُن کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو اونکی ظرف میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل المعرفت ہوتا ہے وہ کسی شی کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنی نفس سے ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی معلات سے یہ ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اوس جزو سے جو اوسمیں موجود ہے اور اوسکے معنے اس پر کشف ہو جائیں پھر اوسکو ظاہر ہو جائے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے

من خاف هذا الوجه فليس بتام المعرفة جملة كاف
ما سعت تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر هذا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من النشأة هذه العارف
التي البست فوق جامعيته وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهيمية مختلطة بالملكية تقوى
بقوية او ضعيفة بضعيفة او ضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيوثث تلك عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعانى واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية سر المناسبة انما ينشأ من جزء فى العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه بين عروق
ممتدة وما سار يقا اصله من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا اتوجه العارف الى ذلك الجزء
اشتد توجهه حرك بتلك الخيوط المشتركة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية نعم هنالك حب
بازاء محبوبية فتحرك المحبوبية ويتحرك الحب ازاءه ويتحرك
التدلى والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره فى نفسه فليس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير
معنى من معانى جزئه الذى يجذ وجذ والسمه
لما انصبغ بصبغ الحى صار يتسخر الذى فيه
هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة لا يوجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل مسخر ہوتا ہے
اوسکو سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا بقہر و سختی سو یہ اوس صورت میں ہے کہ حال ادنیٰ اور قوت
ناقص ہو عارف کے اوس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور
کردیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتی ہیں احکام و آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اوس عارف کامل کے بسبب تحقق
مناسبت کے اور یہ اوس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اوس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اوس جزو سے جو عارف میں ہے
کہ قائم مقام ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اوس کی تسخیر کی تو
درمیان اوس عارف اور اوس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور
ما سار یقا اور وصل اوس تسخیر کی جہت سے اوس سر عالم مشترک سے جو
اوس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اوس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہیں آن خیوط مستنزہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما و تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونو جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور نہ اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی میں سے ہے اوس جزو کی جو مقابل شمس کے ہے جب تنور رنگا جاتا ہے سنگ آہنی سے
ہوتا ہے وہ جزو تسخیر جسمین مستطیر ہے اور انمیں ایک یہ ہے کہ کامل المعرفت غیر کی تسخیر

كانوا من علماء الحديث فرب شيء سكت عنه
الثلاثة في الاصول وما تعرضوا لنفيه ودلت
الاحاديث عليه فليس بد من اثباته والكل مذهب
حنفي **مشهد آخر** بين قبره صلى الله
عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما
ورد في الصحيح اما انيته فلك فما شاهدنا من الانوار
الرابية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق
في بحر النور وان لم يلتفت واما لميته فلان الانسان
اذا صار محبوبا اي دخل في جوهر روحه
البرزة المثالية اوهذه النقطة التدبيرية فكان
منظور الحق وللملاء الاعلى عرسا جميلا فكل
مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم
للملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج
النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا
المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همة
يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته
ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشتمل المال
والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت
مآثر الكمل من مآثر غيرهم **مشهد آخر**
استأذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده
علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن
لي ورايت العلماء العاملين وفق علمهم
المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين
للعلم والدين اقرب اليه واكرم عليه واحب عنده
من هؤلاء الصوفية وانكانوا اهل الفناء

المشهد العشرون

المشهد الحادي والعشرون ٢١

جو علمائے حدیث سے ہین کیونکہ بہت چیزین ہین کہ امام
اور صاحبین نے اصول مین نہین بیان کین اور نہ اُن کی
نفی کی ہے اور حدیثین اُن پر دلالت کرتی ہین تو اُن کا اثبات
ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہین **مشہد آخر**
درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے
جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف مین سو انیت اوسکی
تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نورون پر
فائق ہے اور جو وہان نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور مین
مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے
کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح مین
یہ برزخ مثالیہ اور یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو
اللہ تعالی کا منظور ہو جاتا ہے اور ملا اعلی کے واسطے
ایک عروس جمیل تو جس مکان مین جاتا ہے ملا اعلی کے
ہمتین منعقد اور متعلق ہو جاتے ہین اور ملائکہ کی فوجین اور
انوار کی موجین اوسکی طرف چلی آتی ہین خصوصا جب اوسکی
ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی اور جو عارف کامل معرفت
و حال مین ہوتا ہے اوسکی ہمت مین نظر حق پڑتی ہے
کہ علاقہ رکھتی ہے اوسکی اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور
قرابت اور یارون مین کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ
مین اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا مینے کملا اور
غیر کملا کی سیر مین **مشہد آخر** مینے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے اوسکے رد کرنیکی جو علما حرمین نے بعضے صوفیون پر اعتراض کیے ہین تو مجھکو
اجازت نہ دی اور مینے دیکھا کہ علمائے عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم و
دین کرنے ہین آپکی بہت مقرب ہین اور آپکو عزیز ہین اور آپکی محبوب ہین ان صوفیون سے اگرچہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشي من صميم النفس الناطقة
والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشائعة عند
الصوفية بيان هذا المجمل انهما طريقتان طريقة
انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وعلى آله
بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
نشرا للعلم وامرا بالمعروف ونهيا عن المنكر و
سعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه
المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث اوجده فوجد وافاضه فتفاض وليس في هذه
واسطة اصلا ومن سلك [illegible] فاسماء شانه
ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه
بالحق وينشعب من ذلك الفناء والبقاء و
الجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة
الثانية انها ليست عن النبي صلى الله عليه وسلم
بعنوان هذه ولا من عنه لانه عليه الصلوة والسلام
عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعله الله في
الخلق وكرا لعنايته بافاضتها وموطنا لظهورها
الاشياء يتفاضل فيما بينها بوجهين وجه
ان اعتبرتها هي في ظرف الوجود العام الذي
لا يغادر جهة الا احاط بها حصلت الهيئة
التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا
فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبر انها مضافة
الى سبب واحد اضمحل الفضل من وجه وبقي

اور بقا مین اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ
مقامات مشہورہ مین نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے
کہ دو طریقے ہین ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا
انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور
تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگونکی
تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف ونہی منکر سے اور لوگونکی
نفع رسانی مین کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے
اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے مین ہے
کہ جسطرح اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اوسنے پایا اور جو افاضہ
کیا اوسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہین ہے جسنے سلوک کیا
اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے
اور اس تنبہ کے ضمن مین حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا
اور بقا اور جذبہ اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے
طریقہ مین یہ ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
خالی نہین اور نہ زوجہ آپکے استعداد کی [illegible] صلی اللہ علیہ
وسلم عنوان ہین فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالی نے آپکو دیا
ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے
ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیا آپسمین تفاضل رکھتی
ہین ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے
اوس شے کا کہ طرف وجود عام مین ہے ایسا کہ سب جہات کا
محیط ہو کسی کو نہ چھوڑے تو حاصل ہونگی وہ ہیئت جن سے
تفاضل واقع ہوا ہوگا تفضل دایر ان مین اور منافسہ
منقسم ہوگی ان مین اور اگر تو اعتبار کرے کہ منسوب
ہین سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہیگا

من وجه فكان احد الاشياء على الآخر الفضل اصلا
نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلتي الطريقتين اهل الجذب بنفس
التنبه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح
معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك
بانجماشهم الى هذا النور واندراجهم فيه وتقويهم
به فتدبر فان المسئلة دقيقة

مشكل آخر

هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما
افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي
واول مجذوب واول عارف في هذه الامة ولا
ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل
التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما بها
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء
فليس بالا الجزئي [illegible] من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجذوبين للاول حتى اني اراهما
بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية المتعلقة
بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
[illegible] كمالها بمنزلة العرض الذي ليس
[illegible] بالجوهر ومنها التحقق فعلي كرم الله
وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

المسئلۃ الثالثۃ والعشرون

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نہ رہیگا ہان یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقون سے سالکون کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انفسا تنبہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل
گئین معرفتین اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفون کو کہ اپنی
معرفتین کتاب اور سنت سے مطون رکھتے ہین اور اہل سلوک
اس نور سے تضرع کرتے ہین اور آرزو کرتے ہین اور اوس
نور مین مندرج ہوتے ہین اور قوام پاتے ہین اوس سے غور کرو
یہ مسئلہ دقیق ہے **مشتبہ آخر** کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کسلئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت مین
اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہین اور یہ سب
کمالات اورون مین نہین مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے مینے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
تو ظاہر ہوا مجہپر کہ فضل کلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا اور جیسے اشاعت علم کی
اور لوگون کی تسخیر دین مین اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجذوبین مین اول قسم کی یہانتک کہ مین اونکو دیکھتا ہون
بمنزلہ فوارہ کے کہ اوس مین سے پانی نکلتا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مین
ظاہر ہوئی بسبب کمال اون دونون کے اس طرح جیسا عرض قایم ہوتا ہے
جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب ہین نسب مین

والجبلة والفطرة المحبوبة منهما واقوى جذبا
واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم
بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لو نزل
العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما و
لو نزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه
وكذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى
الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ
معنوي مثل هذا الذي اشرت اليه ومثل جعل
الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم
وكذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم
لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونه **مشهد**
آخر رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى
الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذي يعني مز
مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى
تلك النظرة واعجبتني اشد عجب فلصقت بالنبي صلى
الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض
بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة والتمست
كنهها وصرت منظرا ومرآة لها فاذا هي ارادة
الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شان
احبه ونظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم
ليس بشان رجل واحد بل نشأة مبتدأة
منبسطة على هياكل البشر والبشر نشأة
منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله
عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور
ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سيل شوق

المشهد السادس والعشرون

جبلت اور فطرت محبوبہ مین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور
جذب مین بہت قوی اور معرفت مین زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم بسبب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما
کی طرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علما رواقف ہین
معارف نبوت سے اُن کی تفضیل کرتے ہین اور جو علما معارف ولایت
کے آگاہ ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہین
اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ
مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا
مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا مینے تمسے اور مانند
گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور بھید
ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللھم
لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونہ **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص سے
گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو
اُس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس مین لاحق
ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا مین
جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا مینے اُس نظر کا اور دریافت
کیا کنہ اسکا اور ہوگیا مین اسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ
ظہور تھا اور یہ اسلئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا
ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف
نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مرد واحد کی شان نہین ہے بلکہ ایک عالم مبتدائت
منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہہ
موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہین
اور ظہور کے آخر نقاط ہین اور ہر موج کی حرکت ہے اوسکی منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے

المشاهد الرابع والعشرون ۲۴

الی مبلغ فقد برقا السر دقیق **مشهد آخر** رأيت التشفع اليه صلى الله عليه وسلم والتوسل لديه بعلماء الحديث والدخول فی عدادهم وبعلم الحديث وحفظه على الناس عروة وثقى وحبلا ممدودا لا ينقطع فعليك ان تكون محدثا او متطفلا على محدث ولا خير فيما سوى ذينك فيما اری والله اعلم بالصواب **مشهد آخر** العارف اذا كمل التصقت روحه بالملاء الاعلى

المشاهد الخامس والعشرون ۲۵

وهنالك حضرة عالية شامخة ارتفعت تلك هممهم ولم ترتفع تلك اجسادهم وتلك على همة رجل واحد راجعة الى تدبير وحدانی وان اختلفوا فی تفاصيلها فتدلی هنا العرف فی تلك الحضرة رب العالمين فغشيهم من النور ما غشيهم واختفت هممهم تحت شعشعان تلك الانوار حتى لا تكاد تتمیز منها ولا تتمایز بينها وان انا ضربت لها لهم تلك مثلا فلا تعجل الى كل غلو ونجد فان الامثال لا تفسر الاشياء الا من جهة دون جهة هم بمنزلة الهيولی الخفية التی لا تدرك الا من احكام وآثار تنبجس من هذا الموجود من جهة مسام الهيولى التی هی ام القابليات والنور الغاشی لهم الماحی اياهم بمنزلة الصورة التی تدرك اول ما يدرك وهی اصل الفعليات فتنبجس فی تلك الحضرة احكام وآثار متولدة من علوم الملاء الاعلى وهممهم التفصيلية تلطفت فيهم وارتقت صفاوتها مع هممهم فتنبجس من مسامات

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** مینے دیکہا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شفاعت اور توسل ہی اونکو جو علماء حدیث ہین اور جو اونکی گنتی مین داخل ہین اور علم حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کرلے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتون کے سوا بہتری نہین ہے جو میری راے مین ہے واللہ علم بالصواب **مشہد آخر** عارف جب کامل ہوجاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی مین جا ملتی ہی اور وہان ایک درگاہ عالی بلند ہے اُن کی ہمتین وہان بہت مرتفع ہین وہان اُن کے جسم نہین رفیع ہین اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر ہیکی ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلون مین مختلف ہین پہر تدلی کرتا ہے اُس عالی درگاہ مین رب العالمین پس ڈہانک لیا اونکو نور مین جسقدر ڈہانک لی اور انکی ہمتین چھپ جاتی ہین اُس انوار کی چمک مین یہانتک کہ تمیز نہین ہوتین وہ ہمتین نہ آپسمین متمایز ہوتی ہین اور اگر مین اُن کے اُس حال کے مثل بیان کرون تو دہوکا نہین اور خفا نہو تجھپر ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہین کرتے ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہین جو دریافت نہین ہوتا مگر احکام وآثار سے جو جاری ہوتے ہین اس موجود سے جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ اونکو ڈہانکے ہوا ہے اور اونکو محو کئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہی پہر جاری ہوتی ہین اُس درگاہ عالی مین احکام وآثار جو ملاء اعلی کے علوم سے متولد ہین اور اونکی ہمتین تفصیلیہ لطیف ہوجاتی ہین انمین اور بلند ہوجاتی ہی اونکی ہمتونکی صفائی پہر انکی ہمتون سے مسامات سے

حسبهم تنبجس في حظيرة القدس فيضا بها النور
ولا يزال كذا هي بل يصير اهاقوبها من جوهره
فتختلف حالات الحضرة القدسية قبضا وبسطا
وحزنا وتبشبش وقبض واعراض ونزول في
اوقات او حال وتردد في القضاء ولعن الاقوام
وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة وعرف احتزازها وانشراحها
عن نعمتها وكل ما يحل يوم في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ۵ ولم يبق الاشكال الاشكال الربوبية
ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا تفويض
هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملاء الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله في سابق علمه ان يحصل له ثم فنا وبقا
ربما فحل هنالك فليست روحه تسوس جسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المشيئة وهي
الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة
حضيرة اخرى اسفل منها هي مرقى همم الملاء السافل
ومجمع امرهم ومواضع الهامهم ومحكمة قضائهم
ومناط توجههم ثم شبه شانها بشان هذه الحضرة
المقدسة الى صف الحق بواسطة تدلية هنالك
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اوس سے نور نکلنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے غرضا غصہ و بسط اور
خوشی و قبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی الحال اور
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اوس کے اہتزاز اور
انشراح اور عزت نعمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ۵ ولم یبق بالاشکال
اشکال ربیہ اور جسنے اوس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اسکو
صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاکے جب تحسنے یہ جان لیا
تو بس وہ درگاہ قبلہ ہے ملا اعلیٰ کی ہمتوں کا اور مناط توجہ
و معقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم اسکے لئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتی ہے وہاں تو اوسکی روح اوسکی جسم کی نگہبانی نہیں
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور میں طفیلے بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجھکو اسکا ایک جام بسر شار بس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ ترو بازہ [illegible] کی ہے اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی [illegible] حکم کا
محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان [illegible] ہے اور
درگاہ کی شان کی وہاں حق تعصعت ہو جاتی [illegible] کہ بچے
بندوں سے محبت رکھتے ہو اور انکی خوشنودی کرنی [illegible]
میں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت [illegible] ادق ہے

واجل من ان يعالجها العقول العامية والله
الموفق **مشهد آخر** انفتح علي من فيض
صحبته صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة من حال التام
معرفة بالله منها ان هذا الشخص يمتاز من ساير الناس
بان الاجزاء الفلكية في قوية الظهور نافذة الحكم
وانها يقوم بها صبغ الٰهي يجعل جميع معانيها مناسبة
بما الى جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لابد ان يكون
فيه نفض التعلقات الدنيوية والاخروية والجسمانية
والروحية غضا طريا لم يخلق من سريان الوجود
في الموجودات وتوجه المبداء بالارادة الحبية
الى تلك النشأت فطنت انه معنى من معاني
جزئية الذي يجد وجد وتحل فما حل بصبغ
الٰهي صار هذا النفض محبة ذاتية تتوجه الى نقطة
الذات [illegible] عن التفيض والتخلي عن الكل
البقاء بالله والتصرف بالحق في الخلق وطلوع الارادة
الحبية من المبداء ومن [illegible] تشخصه فليس
بتام انما التام من حمل هذا النفض في وعاية
غضا طريا [illegible] حب مظهر ولو بالحق حيث
يكون عنوانا للمحبة الذاتية وجسدا لروحها
وشبحا للحقيقة وحمل حب المظاهر لا بنفسه
بل بالحق المخلوقة لانفسهم بل بالحق في وعائه ومنها
ان [illegible] تام المعرفة فانه لا ياخذ شيئا الا
من [illegible] المعدات ان يلقى هذا الفرد
على [illegible] ويكشف عليه معناه فيظهر
عليه [illegible] فمن استفاد من غيره شيئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عامہ پہنچیں اوسکو واللہ الموفق
مشہد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
مجھ پر کھل گئی بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک
ان میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں
کہ اجزائی فلکیہ کا اسمین ظہور قوی نافذ الحکم ہی جنسے صبغہ کہ
الٰہی قوام پاتی ہین واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شے کے
جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے
واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور
جسمانی و روحانی اوس سے شدت سے دور ہون اور اوسکو بیکار نکردے
سریان الوجود فی الموجودات کا سر اور توجہ مبدا کے بارادہ
حبیت اون عوالم کے اور مینے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہین
اوس جزو میں سے جو مقابل ہو زحل کے پھر جب رنگ آلہی آتا ہو تو
وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے
پس جو شخص اوس بے تعلقے سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور
خلوت کل سے بقا باللہ ہی اور تصرف بحق خلقت میں اور ارادہ
طلوع حبیت مبدا کا کیا راہ روزن تشخص اپنے سے وہ پورا پورا
نہین ہے پورا پورا وہ شخص ہے جسنے اوس بے تعلقے کو اپنی ظرف مین
بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب نے
اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور
اوسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا
حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ ان کے
نفسوں سے بلکہ بالحق ہو انکی ظرف مین اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
وہ کسی سے کچھہ نہین حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی اخذ کرتا اور تحقیق آمادگی معدات
یہی کہ وہ فرد آگاہ ہو اوس جزو سے جو اوسمین موجود ہی اور اوسکے معنے اس پر کشف
ہو جائیں پھر اوسکو ظاہر ہو جائے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے

من نال هذا الوجه فليس بتام المعرفة فحصل انّ كامل
المعرفة تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر فهذا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي البست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهيمية مختلطة بالملكية فقوة
بقوة او ضعيفة بضعيفة او ضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيوجد نكرة عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية فسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبين عروق
ممتدة وما ساريقا اصله من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حرك بتلك الخيوط المستترة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية نعم هنالك حب
بازاء محبوبية فتحرك المحبوبية وتحرك الحب بازائه ويتحرك
التدلي والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه فليس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير
معنى من معاني جزئه الذي يجد وجدا والتسمية
لما انصبغ بصبغ الحق صار التسخير الذي فيه
هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة له وجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل کو حاصل ہوتا ہے
اوسکو سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا تو قہر و سختی سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنیٰ اور قوت
ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور
کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتی ہیں احکام اور آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سبب تحقق
مناسبت کے اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے
کہ قائم مقام ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اس کی تسخیر کی تو
درمیان اس عارف اور اس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور
ما ساریقا اور اصل اس تسخیر کی جہت سے اس سر عالم مشترک سے جو
اس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہیں ان خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونو جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی میں سے ہے اس جزو کی جو مقابل شخص کے قوت زنگ جاتا ہے رنگ الٰہی
ہو جاتا ہے وہ جزو تسخیر جس میں یہ مستطیر اور منجملہ ایک یہ ہے کہ کامل کی معرفت کی روح ہیں

فقد يقع عناية بكل شيء من طريقته ومذهبه وسلسلته
ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينسب اليه وعنايته
هذه يختلط بعناية الحق وذلك لان نفسه اذا
تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملأ الا
على وتجلى هنالك الحق وانما يكون التجلي بحسب استعداد
المتجلى له وهذه النكتة هو الذي قصدناه في ضرب
المثل بالهيولى والصورة فيتلون تلك النفس بلون
الحق وتصير كانها تدلى من تدليات الله تعالى الى
خلقه لذلك الانصباغ والامتزاج والاختلاط المشار
اليه فعند ذلك يقع توجه نفسه الى هذه الامور
معدة لانعطاف جناب القدس اليه فاذا تمكن
هذا السر في اضلاع النفس وشعوبها وشؤونها وجميع
قواه اختلط النظر الالهي بكل ذلك فصار كالاكسير
يستشفى به وانما اريد بشؤون النفس وشعوبه
ما يتوجه اليه النفس من غير جمع الهمة بعادة
او ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا
السر آثار واحكام كثيرة وفطنت بان هذا المعنى
من مخارجه الذي يحذو وحذو زحل مختلط بالمشتري
حين حل به صبغ الهي ومنها ان تام المعرفة منعم
بجميع النعم التي انعم الله بها على السموات والارضين
والمواليد وكل ما في بين ذلك من الملائكة والانبيا
والاولياء والملوك وغيرهم وذلك ان فيه اجزاء
كل منها بحذاء شيء من الموجودات فهي
نسخة اجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء
منه اذا تتبعنا تفصيله نفسه بتلك النسخة

تیز نظری اور محو اور عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور
مذہب اوسکے سلسلہ اور نسبت اور قرابت اور جو اوس کے قریب ہے اور اوس سے
نسبت کسی سبب سے رکھتا اور اوس کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اسکا
کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ اوسکا نفس جب
کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی سے مل جاتا ہے
اور وہان تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ تجلی حق کے موافق استعداد
اوس شخص کی ہوتی ہے اور یہ وہی نکتہ ہے جسے بیچ ضرب المثل کے
ہیولی اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس بلون حق سے
اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو واسطے
خلقت کے ہین بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور کے پس
اسوقت اسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی
توجہ مُعِد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اسکی طرف تو جب قرار
پذیر ہوگیا یہ امر اسکے پہلو کی ہڈیوں مین اور اسکے شعبون اور
رگون مین اور پٹھون مین تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الٰہی ان سب مین
تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے جس سے لوگونکو شفا ہوا اور میری مراد نفس کی
رگون اور شعبون سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کی متوجہ ہو از قسم
عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اوس کامل کے اوس سِرّ کے
احکام و آثار بہت ہین اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی مخرج سے ہے
اوس جزو کی جو مقابل زحل مختلط بالمشتری کے ہے بروقت حلول
کرنے رنگ الٰہی کے اور انہیں سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب
نعمتیں ملتی ہین جو اللہ تعالی نے دی ہین سب آسمانون اور سب زمینون اور
موالید کو اور جو ان مین ہین ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور
بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اوس کامل معرفت مین اجزا ہین تمام
موجودات کے مقابل مین گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام
موجودات کا اور اوسکی ہر جزو کا ایسا کہ جب اسکی تفصیل کرین تو نکلے یہ عالم

المشاهدة السابعة والعشرون

بل ما وقع من تعينه فانما لعلها الجزء من الاجزاء
وهو مطلوب بشكل كل هذا التعين ولايسكالى
منا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التى
ليقيا ورها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الكلى
المنبث فى جميع المخلوقات حضر هذا السر فاذا
انحدر الى مايليها التشخصات الجزئية استتر عنه

مشهد آخر فيه منتظر المعنى حديث
سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا
قبل ان يخلق خلقه قال كان فى عماء الخ فافيض على هذا
السر فتمثل لى نور عظيم فى اعالى بعد هيولانى
قد احاط بمجامع هذا البعد تدبيرا بخطوط شعاعية
ممتدة منه الى جميع نواحيه فقيل هذا هو المشار
اليه بقوله عليه السلام كان فى عماء هذا البعد الهيولانى
هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية
هى القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى وهو القاهر
فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبى كان لا اجد
شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك
انحدرت الى حيز الفكر ففطنت ان الذات الالهية
اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت
مندمجة فيها فظهرت هنالك فى صقع الوجوب
ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهذا الظهور
اعيان الممكنات وشئون ظهور الواجب فى كل
نشأة وتدليه فى كل برزخ واقتضت الذات الا
الهية باتصافها بهذه الظهورات عدما ومادة
وخارجا فاظهر فيه ما كان منطويا فى جوهرة

تو جو قسمت واقع ہوئی اوسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزامین سے
اور یہی مطلوب تھا اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجوز سے
نہین ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہان یہ سر جب میسر ہوگا
کہ جسوقت مجرد ہوجائے واسطے تشخص کلی منتشر کے بیچ مخلوقات
کی اور جب پستی مین چلا جاے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر پوشیدہ
ہوجائیگا اوس سے

مشہد آخر مین اس حدیث شریف کے
معنی کا منتظر تھا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان
ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر فائض ہوا
یہ سر کیا دیکھتا ہون کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی مین اور
اوس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر اون
خطوط شعاعی سے جو اوس نور سے ممتد مین اوسکے جمیع نواحی
کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف مین کان فی عماء یہ بعد
ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے
جو قرآن شریف مین ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جسوقت یہ سر
ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا اور قلب مطمئن ہوگیا کچھ شبہ ہی
نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھون بعد اسکے مین دھس گیا حیز
فکر مین تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ظہور کے
اون استعدادات کی جو اوسمین مندرج تھین تو ظاہر ہوئے
ناحیت وجوب مین از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئین اس ظہور سے
اعیان ممکنات اور شانین ظہور واجب کے ہر عالم مین
اور اوس کی تدلی برزخ مین اور اقتضا کیا ذات اللہ نے
اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم
اور مادہ اور خارج کے تو اوس مین
ظاہر کردیا جو منطوی تھا پیچیدگی

الاعيان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الٰهى
اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه فهو
قائم مقام الذات الالٰهية وهو قديم بالزمان لان
الزمان والمكان والمادة عندنا شئ واحد هو هذا
الاستعداد الذى سميناه بالعدم والخارج وفيه
الارادات المتجددة وهو اول شئ نطق بشأنه
السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن
اين ولم يكن حينئذ يصلح للجواب الا ما ظهر فى الخارج

مشهد آخر فاض علىّ من جناب القدس
صلى الله عليه وسلم كيفية ترقى العبد من حيزه
الى حيز القدس فيتجلى له حينئذ كل شئ كما اخبر
عن هذا المشهد فى قصة المعراج المنامى فربما
رجع نظره قهقرى الى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا مما كان
من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما صحيحا
ما يكون ما يتداولها الملاء الاعلى من العلوم الناموسية
والانذار بالوقائع الآتية وبمخاصمة الناس تأتيا
الى مداركهم واحتيالا لفك عقدتها مما يناسب
تلك العلوم فى تلك النشأة ومن هيآت الملاء
الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة وارواح
الاولياء والانبياء والملاء السافل وما يضاهى ذلك
وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرأيت
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا
عظيما ثم قيل لى هذه حضرة رؤية لا حضرة كلام

اعیان ہیں اور اسماء ہیں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے
مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہو گیا اور وہ
قائم مقام ذات الٰہی اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمانہ
اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد کہ
جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اوس میں ارادات متجددہ
ہیں اور وہ اول شے ہے جسکی شان زبان شرائع ناطق ہیں اسواسطے
کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اسکے جواب کی صلاحیت
وہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو **مشہد آخر** افاضہ
ہوئے مجھ پر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت
بندہ کی ترقی کے اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف اسوقت اوسکو
روشن ہو جاتی ہے ہر شے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد کے قصہ معراج
منامی میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے پھرتی ہے الٹے پاؤں اون
وقائع کی طرف جو اس پر گذری ہیں تو جان جاتا ہے جو اوس میں
الہام حق تھا اور جو تقریب بھی طبیعت سے اور تسویل شیطانی تھی
اور اکثر اوقات اوسکو علم صحیح ہو جاتا ہے جو برتتے ہیں ملاء اعلیٰ علوم
ناموسیہ سے اور آنے والی وقعے سے ڈرنے کا اور لوگوں کے جھگڑنیکا
از روئے تنزل کے ان کی مدارک کی طرف اور ازروئے حیلہ کے واسطے
اس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب اون علموں کے ہے
اوس عالم میں اور ہیئت ملاء اعلیٰ کی اور ان کے مقامات
ملائکہ اور ارواح اولیا و انبیا اور ملاء سافل اور جو اسکی
مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں
تو میں نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے سے
اور تجرد سے مالوفات اور عادت اور محسوسات کے
اور منصبغ ہونے سے اس درگاہ کے رنگ سے ایک امر عظیم
اور مجھسے کہا گیا کہ یہ درگاہ روئیت ہے نہ درگاہ کلام

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله
البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذه الرؤية بالنسبة اليه كلاما ثم رايت
كيفية انحداره الى حيز الطبع والعادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملأ الاعلى
فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيله ثم رايته ذكرا
من بعد غيبه وربما وجد من تطلب الملاذ و
الاسباب ما كان سلب عنه او نهي عنه وبين
ترقيه والانحدار حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد فمنها ما هو قريب الى الاعلى ومنها ما هو قريب
الى الاسفل فيتولد له من تلك الحالات ما اقول
لك يتولد له هاتف ويتولد له الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس
يتجرد اليها له بالة فيجدها اذن منه ومسمع ويتولد
خيال حق يمتلاء منه دماغه ويتولد فراسة صادقة
الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجب بين الحضرة
التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتاكد من كل وجه
ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا
ووجدت لكل مظنة توجد هنالك ولكن لم اتفرغ
في هذه المشهد لاحاطة تلك الموازين والمظان و
الكشف باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة
في ثاني الحال

المشاهدة التاسعة والعشرون ٢٩

مشهد آخر العارف اذا كان
في حيز يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الالهام بهاجس من
من النفس وحالة الهيئة بامر طبيعي ويكون حادثة

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف تدلی کرے ساتھ نزول
کتاب کے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے
پھر یہ دیکھنا اوسکی نسبت کلام ہوجاتی ہے پھر مینے دیکھی اسکی انحدار یعنی اترنے کی
کیفیت حیز طبیعت اور عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اوسکی
چشم طبیعت اور بند ہوجاتی ہے چشم ملاء اعلی تو ہوجاتا ہے اوسکے
روبرو ایک خیال جسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اوسکو یاد کر رہا ہے
اسکے غایب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب ملاذ و اسباب سے
وہ شے جو اس سے سلب ہوگئی تھی یا اسکو اس سے منع کر دیا تھا
اور درمیان اوسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ ہیں جو مینے
مشاہدہ کئے ہیں اس مشہد میں بعضے انمیں سے وہ ہیں
جو اعلے کے قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے قریب ہیں
پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے وہ جو میں تمسے بیان کرتا ہوں
پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب
اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے
کہ مجرد ہوجاتا ہے اونکی طرف مثلاً کہ تو پاتا ہے مرایا اور مسمع ہیں
اور پیدا ہونا خیال حق کا جس سے اوسکا دماغ بھرجاتا ہے اور پیدا
ہوتی ہے فراست صادقہ علی ہذا القیاس اور بھی یہ سب چیزیں حجاب میں
ہیں درمیان اس جگہ کے جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من
کل وجہ کی اور مینے ہر شے کی انمیں سے میزان اور مقدار کو پایا
اور مینے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں فارغ ہوا
اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزان اور مقداروں کی اور کشف
کرتا ہوں انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو توفیق دے
اونکی احاطہ کی ثانی الحال میں مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے
اس حیز میں جو قریب طبیعت کے ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے
مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے الہام ساتھ خطرہ

لا یعلم ما حکم اللہ فیہا فیتردد ویکون فی ذلک برھۃ من الزمان ثم انہ ینجذب الی حین الحق فیصیر عبد اللہ فیتجلی لہ کل شیء فیرجع نظرہ القھقری الی تلک الامور المشتبھۃ والشکوک فینکشف ما ارادہ الحق وقضی فکانہ یری رأی عین فان کان مکلما کلم کلاما سویا وان کان مفھما لقن فھم ولقن وذلک عبرۃ بسورۃ الانفال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الانفال فبین ما حکم الحق فیہا وکیف تقسم وساق المؤمنین الی ذات الشوکۃ لیمحق الکفر بھم فلما اجتمع الرکب وذات الشوکۃ اختلف الآراء فالھام الحق یجذب الی ذات الشوکۃ ومیل الطبایع یجذب الی الرکب ثم ھدوا الی الحق ونزلت الامنۃ والمطر واھتزت القلوب الی الحرب لا یدری مبدء ذلک ارادۃ الحق بھم ام امور طبیعیۃ فلما انجذب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی حین الحق کلم بحقیقۃ الامر فی ذلک فان قلت اخبرنی عن ھذا الحین الذی تقول انہ حین الحق ما ھو قلت ھم الملاء الاعلی وعظماء المؤمنین وسطح بصایرھم یجمع فی تجلی من تجلیات الحق وھو حظیرۃ القدس وھو الذی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان آدم احتج موسی عند ربھما وھو قدم صدق عند ربھم ومن وجدہ فھو علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ای یدخل نفسہ لون من تلک الحضرۃ ھی داعیۃ الحق فی قلب المؤمن فتدبر فان المسئلۃ دقیقۃ

مشھد آخر رأینا انا متوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حادثہ نفس کی اور حالت آپہنچا تقاضا طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اسمیں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اسمیں ایک زمانہ گزر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف حضیرۂ حق کے پھر ہو جاتا ہے عبداللہ تو منکشف ہوتی ہے اوسپر ہر شئے پھر اوسکی نظر پیچھے ہٹتی ہے اون امور مشتبہہ کی طرف اور اون شکوک کی طرف تو اوسکو کشف ہوتا ہے ارادہ حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھایا گیا سمجھنے والا تو سمجھایا جاتا ہے اور تعلیم کیا جاتا ہے اور یہ پیدا ہے سورۂ انفال سے سوال کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے اوسمیں اور کیونکر تقسیم کیجائے غنیمت اور رواں کیا اس حکم کو حق نے طرف ذات شوکت کے تاکہ کفر مٹ جائے پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت دونوں تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر ہدایت کی گئی وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئی امن اور مطر اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسکا مبدا ارادہ اللہ کا ارادہ اون کی مدد کا تھا یا امور طبیعتہ تھی پھر جس وقت منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضیرۂ حق کی طرف تو اون سے حقیقت امر کی اون سے کلام کی گئی اس میں پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حضیرۂ حق کہتے ہو وہ بتاؤ کیا ہے تو سنو ہمتیں ملاء اعلیٰ اور عظماء مومنین کے اور اونکے سطح نظر جمع ہوئیں اسکی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہی قدم صدق عند ربہم اور جسنے اسے پایا وہ ہی علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ یعنی اسکے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اوس درگاہ کا وہ داعیہ حق ہے مومن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے

مشہد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ طلع نور عظيم املأ خيالي بعد بهت حيطانه من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفته حقيقة لا يتم الا بمعرفة هذا النور ثم رغبت الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب الدر المنثور في قصة حزقيل من روية نور العرش وانعقاد رسالته على لسان هذا النور

مشاهد اخرى بالاجمال

سألته صلى الله عليه وسلم سوالاً روحانياً كما نبهنا عليه مرارا عن التسبب وتركه ايهما احسن لي فنفح الى نفحة برد منها قلبي عن الاسباب والاولاد والمنزل ثم كشف لي فشاهدت طبيعتي تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه وشاهدت ان بينهما مدافعة والمرضي هو ان يهمل الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر منه غير اختيار ونفح نفحة اخرى فبين ان مراد الحق فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا حتى يقول له الف صديق انه زنديق واياك ان تخالف القوم في الفروع فانه مناقض لمراد الحق ثم كشف انموذجا ظهر لي منه كيفية وتطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ باقوال احد الثلثة وتخصيص عموماتهم والوقوف

کہ ایک ایسا نور طلوع ہوا عظیم کہ میرا خیال تیرہ ہوگیا اوسکی چمک سے تحیر ہوگیا تو میرے باطن سے آواز آئی بطریق فراست کے اور تفطن کہ یہ نور عرش کا ہے اور اسکو نبوت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین دخل عظیم ہے اور اونکی حقیقت کی معرفت پوری نہین ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہو پہر مین نازل ہوا طرف حیز فکر و رویت کے تو مجہے یاد آیا جو کتاب منثور مین روایت ہے حزقیل کے قصہ مین رویت نور عرش سے اور اوسکی نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے

مشاہد اخری بالاجمال

مینے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا مین آگاہ کر چکا ہون کئی بار کہ میرے واسطے تسبب اچہا ہی یا ترک تسبب تو مجہے ایک ایسی خوشبو آئی کہ میرا دل سرد ہوگیا اسباب اور اولاد اور گہر سے پہر مجکو کشف ہوا تو مینے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف اور اسے ڈہونڈہتی ہی اور اوسکا مزہ چاہتی ہی اور میری روح راغب ہے طرف تفویض کے اور اوسکی لذت چاہتی ہی اور اوسی ڈہونڈہتی ہے تو مشاہدہ کیا مینے مدافعہ اور پسندیدہ مراد روح کو پہنچ ہی اللہ کے لطف خفی بے اختیار ظاہر ہوجاتے ہین پہر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجہہ مین جمع کری وہ شیرازہ جو امت مرحومہ سے چہٹ گئی ہے تو خبردار اس سے بچو جو کہا گیا ہی کہ صدیق نہین ہوتا ہے صدیق جب تک اوسے ہزار صدیق زندیق نکہین اور خبردار کبہی قوم کا مخالف فروع مین نہونا اسلئے کہ یہ مناقضہ ہے حق کی مراد کا پہر کہلا ایک نمونہ اوس سے ظاہر ہوئی کیفیت وتطبیق سُنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے اخذ کرنے سے ایک کے قول کے قول ثلثہ یعنے امام اعظم اور صاحبین سے اور کشف ہوئی تخصیص انکی عمومات کی اور انکے مقاصد کا وقوف

على مقاصدهم والاقتصار على ما يفهم من لفظ
السنة وليس فيه تاويل بعيد ولا ضرب بعض
الاحاديث بعضا ولا رفض الحديث صحيح بقول
احد من الامة وهذه الطريقة ان اتمها الله واكملها
فهي الكبريت الاحمر والاكسير الاعظم ثم نفحت نفحة
اخرى فظننت فيها وصاة منه باخذ طريقة الانبياء
والتحمل لاعبائهم والتصدي لخلافتهم في الشفقة
على الناس تعليما وارشادا ودعاء لهم وطلب
طلب ما يكون فيه صلاحهم ظاهرا وباطنا وفقنا
الله سبحانه للاخذ بسنة نبيه عليه الصلوة والسلام

المشاهدة الثانية والثلاثون ۳۲

مشهد اخر توجهت الى قبور ائمة اهل
البيت رضوان الله عليهم اجمعين فوجدت
لهم طريقة خاصة هي اصل طرق الاولياء وانا
ابين لك تلك الطريقة وابين لك ماذا انضم معها
حتى صار طريقة الاولياء فاقول طريقتهم الا
لتفات الى ياد داشت اعني التيقظ الاجمالي الى
المبدء ولو من وراء الحجب ولكن مع الذهول
عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التيقظ
من جوهر النفس او من العلم الحصولي وبالجملة
تيقظ بسيط والتفات الى هذا التيقظ بنوع
ما فهذه طريقتهم ولما فني جوهر النفس من الاولياء
في هذه النقطة صار لفنائهم هيئة اخرى وراء
الالتفات ثم الهموا سبيلا يهتدون بها الى الفناء
فظهر الولايات بطولها وعرضها

المشاهدة الثالثة والثلاثون ۳۳

مشاهد اخرى استفدت من جناب النبي صلى الله عليه وسلم

اور اقتصار اوسپر جو لفظ سنت سے سمجھا جاتا ہے اور
اوسمین نہیں تاویل بعید اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر
اور نہ ترک کرنا ہر حدیث صحیح کا ساتھ قول کسی کے امت مین سے
اور یہ طریقہ اگر پورا کر دے اور کامل اللہ تعالی تو کبریت احمر
اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اسمین مینے دریافت کیا
وصیت کو اوس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیا کا اور تحمل کرنا
ان کی طرح سختیون کا اور متصدی ہونا اُن کی خلافت کا اور
لوگون پر شفقت کرنا انسے تعلیم و ارشاد کے اونکی دعا و طلب
کرنے اور صلاح اُن کی واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ
سبحانہ ہمکو توفیق بخشی سنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

مشہد آخر متوجہ ہوا مین طرف قبور آئمہ اہل بیت کے
رضوان اللہ علیہم اجمعین تو مینے پایا اونکا ایک طریقہ خاص
کہ وہی ہے اصل طریقہ اولیا کا سو مین تمسے بیان کرتا ہون
وہ طریقہ اور تمسے بیان کرتا ہون جو اوس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے
یہانتک کہ وہ ہو گیا ہے طریقہ اولیا کا سو تم سنو وہ اونکا طریقہ
یاد داشت ہی کے طرف التفات ہے یعنے ایک تیقظ اجمالی مبدء کی
طرف اگرچہ پردون کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردون سے اور ذہول
اس امر سے کہ یہ تیقظ جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے بغرض تیقظ
بسیط ہے اور التفات اس تیقظ کے کسی نوع سے ہے
پس یہ طریقہ ہے اُن کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس
اولیا سے اس نقطہ مین تو اُن کی فنا کی اور رہی
صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر اُن کو ایسے
رستے الہام ہوئی جنسے ہدایت پائین طرف فنا کے
پس ظاہر ہوئین ولایتین معہ طول اور عرض کے تمام

مشاہد اخری مستفید ہوا مین درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ان كل من حصل منه قصد في نقض العلاقات الجبلية من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفي خلوة الغير والسوى كما قال سيدنا ابراهيم عليه السلام فانهم عدو لي الا رب العالمين والاكباب على الطيران بتحقق الامر فقط فانه مغرور كائنا من كان سواء منعه عن هذه الحالة العلاقات الطبيعية والاستغراق في مشاهدة سريان الوحدة في الكثرة بحيث يصير محبا لكل شيء لما فيه من سريان محبوبه او غير ذلك من الموانع واستفدت منه صلى الله عليه وسلم ثلثة امور خلاف ما كان عندي وما كانت طبيعتي تميل اليه اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين الحق تعالى علي احدها الوصاة بترك الالتفات الى التسبب فاني كلما انحدرت الى الطبيعة غلب على العقل المعاشي فصرت احب التسبب ويجول فكري في تمهيد الاسباب التي يحصل منها الاولاد والاموال وكلما لحقت بالنبي صلى الله عليه وسلم وبالملاء الاعلى جردت عن هذه الرذيلة اخذ مني العهود والمواثيق ان لا اتسبب حتى صارت متناقضة هذه الالات المحسوسة بمنزلة الظلمة والنور او نسيم الطيب والحر والبرد واكثر ما في من الامور لا مناقضة فيها بل هي على سنن الصواب بحمد الله تكون الطبيعة مستسلمة للالهام ولكن ابقي على شيء من مناقضة في هذا الامر لسر عجيب وثانيها الوصاة بان لا اتقيد بهذه المذاهب الاربعة

ترجمہ جس شخص سے قصد ہوا اوسکے دل سے نقض علاقات جبلیہ اور اسباب محبت حق تعالیٰ مین اور اوسکے غیر و سوا کی عداوت مین

جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب العالمین اور منہ کے بل گرنے مین اُس کی سرگشتگی عشق مین اور آرزو تحقق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے ایسا مین کوئی برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت یا استغراق نے مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے اسلئے کہ اوسکے محبوب کا اُس مین سریان ہے یا سوا اسکے اور کوئی موانع مین سے اور استفادہ کیئے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اُس کے خلاف جدہر میری طبیعت بہت مائل تہی تو یہ استفادی ہو گئی میرے واسطے برہان حق تعالیٰ کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف تسبب کے کیونکہ جب مین نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف تو مجہپر عقل معاش غلبہ کرتی تہی مین دوست رکھتا تھا تسبب کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب مین جس سے حاصل ہو مال اور اولاد اور جب مین لاحق ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ملاء اعلیٰ سے اس رذیلت سے مجرد اور آزاد ہو گیا اور مجہسے عہد و پیمان لے لیا کہ چہوڑ دون تسبب کو یہان تک کہ تناقض ہوا ان دونون امرون مین محسوس بمنزلہ ظلمت اور نور یا اچہی ہوا اور سرد گرم ہوا کی اور اکثر مجہہ مین جو امر تہے اُن مین مناقضہ نہ تہا بلکہ وہ بطریق صواب کے تہا الحمد للہ کہ طبیعت سلامتی طلب تہی واسطے الہام کے لیکن باقی تہی ایک شے مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے وہ وصیت تقید ان مذاہب اربعہ کے

لا الخروج منها والتوفيق ما استطعت وجبلتي تأبى التقليد
وتأنف منه رأساً ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف
نفسي وهنا نكتة طويت ذكرها وقد فطنت بحمد الله
بسر هذه الجبلة وهذه الوصاة وبالتي الوصاة تفضيل
الشيخين رضي الله عنهما فإن طبيعتي وقربي إذا تركتها
وانفسها لفضلت علياً كرم الله وجهه وأحببته أشد
محبة ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف المشتهى
وهيهات هذه المناقضات مني لولا أن شدة الجامعية
هي التي أوقعتني في ذلك **مشهد آخر** رأيت
وأنا أطوف بالبيت العتيق لنفسي نوراً عظيماً يغشى
الأقاليم ويبهر أهلها فتفطنت أن القطبية أعني الإرشاد
إنما يصح بمثل هذا النور الذي يبهر ولا يبهر ويغلب
ولا يغلب وأن من شأنه الا يأتي عليه ولا يؤثر فيه قدح
مشهد آخر هذا البيت العتيق والبناء
الشامخ رأيت فيه همم الملأ الأعلى والملأ السافل
ملصقة به متعلقة تعلقاً يشبه تعلق النفس
بالبدن ورأيته محشواً بهممهم وأرواحهم
كالورد يكون محشواً بماء الورد والقطن يخالطه
الهواء ورأيت انبعاث دواعي الناس إلى هذا
البيت لانتياطهم بحضرة فيها الملأ الأعلى والنظر
مشهد آخر أطلعني الله سبحانه على ما هو
فاعل بي وما نحلني من النعم الظاهرة والباطنة وأعطاني
العصمة من المؤاخذة دنيا وآخرة فكل ما يجري
علي من الشدائد فإنما هو من مقتضيات الطبيعة
لا من باب المؤاخذة ثم من علي بهذا وأخبرني

المشاهدة الرابعة والثلثون ٣٤
المشاهدة الخامسة والثلثون ٣٥
المشاهدة السادسة والثلثون ٣٦

کہ میں نہ نکلوں اس سے اور موافقت کروں تا مقدور اور میری جبلت (سرشت)
انکار کرتی تھی تقلید کا اور اس سے انکار کرتی تھی لیکن ایک شی طلب کی گئی تھی
مجھ سے اسطے عبادت کے موافق اسکے بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے
کہ مینے اسکا ذکر موقوف کیا اور الحمد کہ مجکو دریافت ہو گیا اس جبلت اور وصیت
کا بھید اور میرا امر وصیت اس امر کے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کے کیونکہ
میری طبیعت اور فکرت جب چھوڑی جاتی تھی تو تفضیل کرتی تھی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور انسے بہت سی محبت رکھتے تھے لیکن آپ یہی
ایک شی مجھسے تعبد کراتی تھی اسکا خلاف خواہش کے افسوس یہہ مناقضے
مجھے اگر نہوتے شدت جامعیت کے جسنے مجکو اسمین ڈالا **مشہد**
آخر مینے دیکھا جسوقت میں طواف کر رہا تھا کعبہ شریف کا ایک نور عظیم کہ
اسنے ڈھانک لیا شہروں کو اور روشن کر دیا ہے اونکے اہل کو مینے
دریافت کیا کہ قطبیت یعنے ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ
سب پر غالب ہے کسیکا مغلوب نہیں اور سبکو روشن کرتا ہے اور آپ روشن
نہیں کیا جاتا اور ہر شی اسپر آتی ہی اور یہ کہیں نہیں جاتا پس غور کر
مشہد آخر اس بیت عتیق یعنے کعبہ شریف کو اور اس بناے بلند کو
مینے دیکھا کہ اسمین ہمتین ملا اعلے کے اور ملا سافل کے ملصق ہیں اس سے
اور اس سے ایسے متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور مینے دیکھا اسکو بھرا ہوا
انکی ہمتوں اور اونکی ارواحوں سے جیسے پھول میں گلاب کے عرق گلاب اور
روئے میں ہوا اور مینے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگونکے دواعی کا اس بیت شریف
کیطرف بسبب وابستہ ہونے انکی ہمتوں کے ساتھ اس درگاہ کے جسمین ہے ملا اعلے اور
ملا سافل **مشہد آخر** اطلاع دی مجکو اللہ سبحانہ نے اوپر
اوس شے کے جو وہ مجھسے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے مجکو
نعمتیں ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجکو عصمت دنیا و آخرت کی
مواخذہ سے پس جو سختیاں کہ مجھپر گذرین وہ مقتضیات طبیعت سے
تہین نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھپر احسان کیا اور خبر دی مجکو

انه شئ قل ما يسمح به لاوليائه وقد اعطاني به العيش ويجعل لي من كل سعادة نصيبا معتدا به وكساني خلعة الخلافة الباطنة فظهر هذا السر دفعة وذهل عقلي ثم رجع نفسي علي بعد فهمت الامر على ما هو عليه

تحقيق شريف قد يكشف على العارف ما سيأتي من نعم الله سبحانه واهل الله على طبقتين في كشف هذه الامور فاصحاب الكشف الالهي يرون تلك الواقعة في مرآة الحق لعلهم يرون محل نظر الحق بهذا العبد ويعرفون انعقاد الارادة في الملأ الاعلى بايجاد كذا او كذا وتقريب كذا وكذا وليس نظرهم مصروفا الى نفس تلك الواقعة ولذلك لا يستطيعون ان يخبروا عن تفاصيل تلك الواقعة كما يخبر عنها صاحب الكشف الكوني وربما انكشف لهم خزائن تلك الافاضات من الملأ الاعلى وينابيعها كما قال عز من قائل وان من شئ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم فيتحير الحواس الظاهرة والباطنة التي هي اجزاء بهيمية منه في بعض الاحيان ما يتشعشع عليه من انوار الخزائن والمنابع ولا يدري ما هذا المقدار الذي ينزل وهذه حضرة عجيبة ينبغي ان يحتاط فيها لا يختلط بتلك الحضرة رؤية وتفكر وحديث نفس فيرى الصغير كبيرا والحقير عظيما لمعنى في المرآة فيخبر بكبر هذا المقدار النازل وعظمه فيكذب وهذه المظنة من قوله تبارك وتعالى وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیا کو اور عطا کی مجھکو خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجھکو اچھا حصہ دیا اور مجھکو خلافت باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ سر ایکدفعہ اور متحیر ہوگیا میں پھر ظاہر ہوا مجھپر اسکے بعد تو سمجھ گیا میں جو تھا

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہوتی ہیں وہ امور جو آنے والے ہیں خدا تعالی کی نعمتوں میں سے اور اہل اللہ کے دو گروہ ہیں ان امور کے کشف میں تو اصحاب کشف الہی تو دیکھتے ہیں اوس واقعہ کو مرآت حق میں یعنے دیکھتے ہیں حق کی نظر اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے منعقد ہونیکا ارادہ ملاء اعلی میں ساتھ ایجاد کذا و کذا اور تقریب کذا و کذا کی اور ان کی نظر نہیں پھرتی اس واقعہ کی نفس کی طرف تو اسی واسطے وہ خبر نہیں دے سکتے تفصیلوں کی اس واقعہ کے جس طرح خبر دیدیتے ہیں صاحب کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتی ہیں خزانے افاضات ملاء اعلی کے اور اونکے چشمے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے ۔

وان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم پس متحیر ہوجاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی ایسے وہ حواس جو اجزائے بہیمیہ ہیں بعضی اوقات جب چمکتے ہیں انوار خزاین اور چشموں کے اور نہیں دریافت ہوتا کہ کسقدر ہے جو نزول ہوگا اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیئے کہ احتیاط کرے اس میں تا مخلوط نہو جاوے یہ درگاہ رویت و تفکر اور حدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اوس مقدار نازل کی اور عظمت اوسکی تو پھر جھوٹا ٹھیرے اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول تبارک و تعالی کے

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ اور اصحاب

انكشفت الحقيقة يطلعون على تلك الواقعة بمثل
رؤيا وهاتف من غير معرفة الخزائن والمباحث
فان كانوا ممن لا يحتاجون الى تعبيرها لفقه نفس بر
خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية لمعنى مثالي بجسد
ارضي جسم او جسماني كان الامر على ما رآه ومن غير
تفاوت والا احتاجوا الى التعبير وكان الوقوف على
حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد **ايضاً**

تحقيق شريف للامة المرحومة اسوة
حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب
الخلافة الظاهرة اعني المعتنين باقامة الحدود واعداد
ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود و
جباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها
وفصل الاقضية والنظر في اليتامى والوقف
للمسلمين وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الامور
فمن كان مشتغلا بهذه الامور نسميه بالخليفة
الظاهرة لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم
قياس من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب
الحديث ولاصحاب الخلافة الباطنية اعني المعتنين
بتعليم الشرايع والقرآن والسنن والآمرين بالمعروف
والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم نصرة
الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة كخطباء
الاسلام او بصحبتهم كمشايخ الصوفية والذين
يقيمون الصلوة والحج والذين يدلون على طريق
التماس الاحسان والمرغبون في التنسك والزهد
والقائمون بهذا الامر هم الذين نسميهم

حقیقت کو نے مطلع ہوتے ہیں اوس واقعہ پر مانند خواب یا
ہاتف کے بے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں ایسے
جو تعبیر کے حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے اونکے خیال کے
تصویر کے ساتھ تصویر طبیعت کلیہ کے واسطے معنے مثالی کے
جسد ارضی میں جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہی جیسا
اونہوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے
تعبیر کے اور واقف ہونا حقیقت امر پر اوس وقت بہت دشوار
ہوتا ہے ہاتھ پھیرنے سے اوپر درخت خاردار کے **تحقیق
شریف** امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو جو حدین جاری
کرنے اور اسباب جہاد طیار کرنا اور سرحدوں ولایت نگہبانی کرتے اور
ایلچیوں کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا
اور اوسکو اوسکے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصلہ کرنے
اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کی اوقاف اور رستوں کی
حفاظت اور مسجدوں کی خبر گیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور سے
مشتغل ہو اوسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اوسکے واسطے
پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اوسکی تفصیل کتب
حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع کی تعلیم
کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور امر معروف و نہی
عن المنکر کرتے ہیں اور جنکے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی
ہے یا تو ساتھ مجادلہ کے جیسے متکلمین یا ساتھ نصیحت کے جیسے
واعظین یا ساتھ صحبت کے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں
نماز اور حج اور ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طرف تو حاصل
کرنے کی ترغیب کرتے ہیں عبادت اور زہد کے ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول
الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب
بالتفصيل الذي دوّن في كتب الحديث فهذه المقالة
بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء ياخذون
بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشياء هذا
المظان ويتمسكون بها في ذلك ولما اصّلنا هذا ا
الاصل قلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا
هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل
وقلنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الاقطار
والقبايل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله
ويبلغهم الشرايع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه
الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى غفار
واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامر
الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب
بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض
اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شانهم
دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنة
فرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من
حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم و
تنازع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة
وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون
عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي
ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك و
يرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جو فرما دیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل
مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے
اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثواب ہمارے واسطے ہے
کہ ہم تفریع کرین اسپر بہیجنا داعیون اور نایبونکا کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہیجتے تہے اطراف مین اور قبایل
مین ایسے لوگ جو داعی ہون ایمان کے اللہ اور
اوسکے رسول پر اور اون کو احکام شرع پہنچائین
چنانچہ آپنے بہیجا ابو موسے رضی اللہ کو قبیلہ اشعری
مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین
اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ کو طرف جہینہ کے
اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس
کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے
اور اون کو کچھ تفویض نکیا امور خلافت ظاہر
مین سے پس اونکا یہہ کام تہا کہ لوگون کو اسلام
کیطرف داعی ہون اور تعلیم کرین قرآن شریف
اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور خلیفہ باطنی مین
یہہ ہے تعدد اہل باطن کا مفضی الے المنازعت
نہین ہوتا انکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف
اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی
کے اور ایلچی کے یہہ ہے کہ خلیفہ کو چاہیے عالم
وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھدیا جائے
ایک دستور العمل اوسپر عمل کرے اوسکے سوا جو
اشکال ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

× [illegible] اور سند لیتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

والرسل توخذ من بعث النبي صلى الله عليه وسلم
اياهم الى قبل مهم قبل الهجرة فتدبر

مشهد آخر

وجدت روحي تضاعفت وعظمت
وسيغت واتسعت فتاملت في هذا الوجدان
ففطنت بان شيئا يجده العارف وسره حلول اسرار
الحضرات الالهية المنعقدة في الملأ الاعلى بروحه
ونزول بركات الاسماء الالهية المنعقدة في المدارك
الجبلية اولا والمنقسمة بآيات متلوة منزلة على قلب
رسول الله صلى الله عليه وسلم واسماء مشهورة صار التعبير بها
عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلتهم
وطبيعة وديدنا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات
والبركات بروحه يورث فيه سعة وقوة فلن ترى
احدا يحدق في مثل هذا الرجل الا امتلأ منه
رعبا وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرام
ذاته وظهرت البركات في فراسته وهمته فهذا
سر هذا الوجدان واصله

مشهد آخر

رايت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية كنسبة
قوة الارادة والعزم المقرونين بالتحريك من طبيعة
فرد من افراد الانسان فكما ان خيال الانسان
يتمثل فيه لذة جلب نفع او دفع ضر ثم يصطفي
الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها في تلك
القوة فتنبعث القوة فيحصل العزم فيحصل تحريك
العضلات الى الفعل المطلوب فكذلك النفس
القوية المجردة يتمثل عندها همة ظهور
واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصو

اور رسول بھی ہیں کہ اخذ کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کرو
مشہد آخر میں نے اپنی روح کو پایا کہ دوچند ہو گئی اور عظیم
اور فراخ اور وسیع ہو گئے تو میں نے تامل کیا اس وجدان میں
تو دریافت ہوا کہ عارف اس شئے کو پاتا ہے اور سر یہ ہے کہ
اسرار حضرات الٰہیہ کے جو منعقد ملأ اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح
میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات الٰہی کا جو منعقد ہیں
مدارک جبلیہ میں اولاً اور منقسم ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ کے
قلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے مشہورہ جنکو تعبیر کرتے ہیں
حق سے موافق صدور ان آثار کے اوس سے از روئے سرشت و جبلت
اور طبیعت اور دیدن فی الناس کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا
اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی
اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسیکو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اسکے
رعب میں نہ آجاوے اور اسکی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آئے اور ظاہر
ہوتا ہے اوسکے جلالت چہرہ سے اوسکی ذات کا کرم اور اسکی فراست و ہمت میں
برکتیں پس یہ سر ہے اس وجدان کا اور اسکی اصل **مشہد آخر**
میں نے دیکھی ایسی درگاہ کہ اوسکی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے
نسبت قوت ارادہ و عزم کو درحالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے
کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جسطرح انسان کے خیال میں لذت نفع
حاصل کرنیکے یا ضرر دفع کرنیکے متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ
اوس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اوسکو ڈالتا
ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے
پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے اسیطرح
نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے
بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتے ہے خلاصہ اس صورت

الى مطلوبة فعليه انه مجمع همتها بمطالبة المطلوب المستحق
فينبعث الاقتضاء من قلب الطبيعة الكلية و
تحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت
حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله
كما خلقها في المثال وفطنت ان تأثير الهمة بالوجه
الذي ذكرنا هي كمال الانسان وانه معنى صيرورة
النفس جارحة من جوارح الحق في البرازخ

تحقيق شريف

قد ينكشف على العارف
ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو
كذا وكذا وان القدر في ذلك مبرم فيرد على الله
هذا العارف بجهد همته ويلح في الدعاء حتى ينقلب
القضاء قضاء بايجادها على نحو آخر فيجيء حسب
المستدعى ذلك كما روي عن سيدي عبد القادر
الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب
حماد الدباس وكما وقع لسيدي الوالد رضي الله عنه
في قصة مرزا هدايت الله وغيرها وفيه من الاشكال
ما لا يخفى والحق عندي انه يكون على وجهين احدهما
ان بعض الاسباب العالية اقتضى هذا الامر
اقتضاء متأكدا وكل اقتضاء فانما فيه شيء واحد
وليس فيها احتمال نقيضه واما فيه صورة
الواقعة كاملة وافرة من غير تعارض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المتأكد
بصورته وهيئته ورأى منبع القدر المبرم من
كوة هذا الاقتضاء ولم يره من حافظ انه
القدر المبرم ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

مطلوبیکا اوسد[illegible] ہوجاتی ہے ساتہ معرفت اپنے رب کے
اوس وقت اوسکا دہیان پہر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے
اور عالم مثال مین صورت واقعہ آتی ہے پہر جسوقت ہوتا ہے
موقع اوس واقعہ کا عالم ناسوت مین اللہ اوسکو پیدا کر دیتا ہے
جیسے پیدا کیا تہا عالم مثال مین تو مینے دریافت کیا کہ ہمت کی
تاثیر اسوجہ سے جو مینے بیان کی یہی کمال ہے انسان کا
اور وہ سبب ہی اس بات کی کہ نفس جارحہ ہو جاوے حق کی جوارح
برزخ مین

تحقیق شریف

کبہی منکشف ہوتا ہے عارف کو
کہ قضا ضرور متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے مین اس طرح
اور اس طرح اور یہین تقدیر مبرم ہے پہر وہ عارف عمل کرتا ہے
کوشش ہمت سے اور دعا مین بہت الحاح کرتا ہے یہان تک کہ وہ
قضا منقلب ہو جاتی ہے ایجاد مین دوسری طرح پر اور پایا ہی
اوسکو حسب ہمت چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان مین ایک سوداگر کی حضرت
حماد دباس کی اصحاب مین سے اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ
عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت وغیرہ کے اور اس مین جو اشکال ہے
وہ مخفی نہین ہے اور حق میرے نزدیک یون ہے کہ یہ امر دو وجہون
پر ہے ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہین اس امر کے
ازروے اقتضائ متاکد کے اور بیشک ہر اقتضا مین ایک شے واحد ہے
اوسکی نقیض کا احتمال اوسمین نہین ہے اور بیشک اوسمین صورت
واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی تعارض کے جو اوس پر وارد
ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائ
متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا
روزن سے اس اقتضا کے [illegible] اوسکو نہین دیکھا پس گمان کرتا ہے کہ
قدر مبرم ہے پہر اوسکی ہمت بہت ہو جاتی ہے اسباب

المعدة لنزول القضاء فسند مزاحمتها تلك
الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا كان
عليه ويبسط امرا مما كان عليه فيظهر للحد
والثاني ان الله سبحانه خلق صورة تلك الواقعة
في عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل
ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها
الى الدنيا فتصير متحققة بالواقعة الناسوتية
وهذا معنى انزال الانعام وانزال الميزان والحديد
وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فتهدم الصورة
المخلوقة في عالم المثال ويمحوها اي محو كان عن
من قبل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب
والمحو هو الذي يسمى ردا للقضاء في قوله صلى الله عليه وسلم
لا يرد القضاء الا الدعاء فينكشف على العارف
وجوه تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء
المبرم ثم يصادمه الهمة فيتحول له عن سنن طبيعته
والله تعالى اعلم

تحقيق شريف ايضا

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا
ثم لا يظهر الامر على ما وعد معه كما كان لا الرؤيا
حقا فيشكل هذا على كثير من الناس وتكلم المشائخ
في دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا
العبد ان يعده بوعد هو غير غيب فيه فينتظره
ثم لا يوفى بالوعد فيترقى من حب النعمة الى
حب المنعم ومن حبه لانعاله اي حب الذات
والصفات. تريدون ان نترك الوفاء بالوعد
نقيصة يجب تنزيه الله سبحانه عنها بالاطلاق

مستعد ہین سے واسطے نزول قضا کے پس بسبب مزاحم ہونے
ان اسباب کے اوس وقت اللہ کی حکمت ایک امر قبض کر لیتی ہے
اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو امر اوظاہر ہو جاتی ہے اور
دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اوس
واقعہ کی عالم مثال مین قبل اجزاء جسمانیہ سے پھر اوسی دنیا کی طرف
نازل کرتا ہے تو متحقق ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ
اور یہ معنی ہین نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے
اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اوسکا دعا پھر یہ
صورت مخلوقہ نے عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالی نے
یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے
جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ لا یرد
القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اوس
واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اوسکو قضائے مبرم پھر مصادم ہوتی ہے
اوسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اوسکی طبیعت کے سنن سے واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی سبحانہ
کسی اہل اللہ سے پھر نہین ظاہر کرتا اوس امر کو اوس وعدہ پر
باوجودیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگون پہ
اس اشکال کے دفع کرنے مین مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے
مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الہی اوس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک
اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اوسکا انتظار کرتا ہے
پھر وہ وعدہ وفا نہین ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت
سے ترقی کرکے منعم کے محبت کرتا ہے
اور افعال کی حب سے حب ذات صفات
کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نہ کرنا
نقص نہیں ہے . جسسے اللہ تعالے کے تنزیہ مطلق

بل ربما يكون ضمنا وغير مراد فليس التخلف من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وربما
يكون لطفا بالعبد وسببا لترقيه وتقريبا له فيكون
من صفات الكمال ولهذا نظائر منها تقديم كلمة
او تأخيرها من محلها للضرورة رعاية الفاصلة و
كذلك التكلم بالمجاز لضرورة مقدكلمة مثلها من
الحقيقة في العذوبة ومثل ذلك فان اخذناه
بمعنى الاضطرار وعدم القدرة كان نقيصة و
ان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش
وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعذوبة كما نزل وفق لغتهم من غير اضطرار
له الى ذلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب بلغتهم
التي يعرفونها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات
الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه وتقريره لكنا
نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا
بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلهم علومهم التي
خزنتها صدورهم فنحت منها تاويل وجدانهم
ونزل الطمينان قلوبهم بالوجدان اطمينانا بهذا
التاويل المنحوت من حيث لا يشعرون وكثيرا
ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه
فكما ان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك
التعليم حق وفيه تاويل منحوت فتدبر وان الحق
الصراح ان الالهام ضرب من تجلى الحقايق
للعبد على ما هي عليه قد ما اسدال بينه وبين حالة
التجلى الصراح حجاب وضاق بينه وبينها المجال الا قدر

بلکہ ضمنا اتفاقیہ غیر مراد ہو تو تخلف وعدہ کا اور تدلیس نہیں تو یہ
نقص ہوا اور اللہ تعالی نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر
لطف اور اوسکے ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت
ہوئے کمال کے اور اسکے واسطے نظیرین ہین اور نظیر انمین
سے ہے تقدیم کلمہ کے یا تاخیر اوسکے اوسکے محل سے واسطے ضرورت
رعایت فاصلہ کے اور اسیطرح کلام کرنا مجاز سے بسبب ضرورت
فی ہو کہ مثل اسکے حقیقت مین عذوبت مین یا مانند اسکے تو اگر ہم لیوین
اضطرار اور عدم قدرت جانین تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ لیوین
کہ قرآن شریف لغت قریش مین نازل ہوا ہے اور اونکے لغت مین
تقدیم وتاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت
کے یہ انکے لغت مین نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہین بلکہ
اون پر لطف کرکے کہ کتاب انکے لغت مین ہے جسے پہچانتے
ہین تو وہ اسمین تدبر کرین جسقدر تدبر چاہئے تو صفات کمال
سے ہے بس یہ قول انکا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اوسکی
لیکن ہم کہتے ہین یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر رجوع کیے
وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے انکے وہ علوم
جنکا خزانہ سینہ مین انکے کہل گئے اونسے تاویل اونکے وجدان کے
اور انکے قلوب کو اطمینان حاصل ہو گیا اطمینان سے اس
تاویل تراشی ہوئی سے اوس جائے سے کہ انکو خبر نہین اور ایسا
اکثر اتفاق ہوا ہے اور یہ بعینہ ہماری اس مسئلہ کی نظیر ہے بس
جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہین ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم
حق ہے اور اوسمین تاویل تراشیدہ ہے فتدبر اور حق صریح یہ ہے
کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقایق کی واسطے بندہ کے علی ما ہی علیہ
جسوقت چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے حجاب
اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلي خطابا
والهاما وخاطرا وهذا نظرا على اختلاف استعداد
القوى المدركة والاسباب الحاكمة في الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من
سادات الملاء الاعلى مما لو خلى الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
آخر مثله او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين
بتحريك العضلات ان يقضي بنحو آخر ويجعل
في المثال صورة اخرى فهذا العبد لا يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما تخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار ماوى العناصر والمواليد حتى يفضي
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها شفاها بل يصل
الى خلاصة سيد وصفاوة همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئي في الحس ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى جميع هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اذ همة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المضادة لها وليس الجمع والمنع فيه من حيث
لا يدري ثم ينقلب هذا الانكشاف خطابا بالاسباب

حلقہ انگشت ابہام و سبابہ کے تو ہو جاتا ہے تجلی خطاب بے الہام اور
خاطر بیا تفق حسب خلاف استعداد قوت مدرکہ کے اور اسباب حاکمہ
فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اسطرح تو سبب عدم وقوع
موعود کا دو باتین ہین ایک تو یہ ہے کہ ان دونون مین سے
کہ منکشف ہو بندہ کو اقتضا کسی سید کا سادات ملاء اعلے سے اس
حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھہ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے
اللہ کی حکمت مین یہ کہ قبول ہو دعا اوسکی اور زیادہ کیا جائے
اوسکے واسطے اوسکا اقتضا لیکن وہان ایک اور اقتضا ہے دوسرا
اسکے مانند اور اس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت مین جب وہ
دونو اقتضا جمع ہون اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرین قوت مین جو قوت
کہ طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے بمنزلہ قوت ارادہ عزم مقرونین کے
عضلات کے تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پایا جائے مثال مین
دوسری صورت تو پس یہ بندہ بسا اوقات نہین پہنچتا اوس صمیم
قوت عازمہ کو جو قلب مین ہے طبیعت کلیہ کے اور بیشک مین خیال
کرتا ہون کہ وہ مرکز عرش مین ہے اور تحقیق مرکز واسطے اسکے
ہوگیا ہے تہکانا عناصر و موالید کا تا کہ پہنچا ہوا ہو اسکی طرف بلا واسطہ
اور اخذ کرے اس سے طرف اسکے بلکہ پہنچے طرف خلاصہ سید اور
صفا ہمت کو اور دیکھے اس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہو جاوے
رنگ آئینہ کا اور مرئی کا آنکہہ مین اور قاصر ہوا اوسکا علم احاطہ
اسباب سے اور پہنچنے سے تہہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانی
وہ بندہ مگر یہہ اقتضا اور اسکا حکم اسواسطے کہ ہمت
اس سید کی جامع ان احکام مانع ہے اوسکے احکام
مضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اوس مین
اس حیثیت سے کہ نہین دریافت کرتا پھر منکشف
ہو جاتا ہے یہہ انکشاف خطاب سے ساتھ ان سببونکے

ما ذكرنا وما طوينا ذكره وليس هذا اخبارا
شفاهيا حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف
له امر مجمل ويحتمل هذا الانكشاف الاجمالي الهاما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرحه
شرحا من حيث لا يدري وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منبعث من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر
نظره عن التمييز فبقي الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد الموعود ومن رأى كل شيء متميزا
من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفى به ولو في
نشأة دون نشأة وشبح دون شبح والصورة
منبعثة اما بما هو تفسير له محتاج الى التعبير
ولو يعبر حق التعبير واما يخلط تلوثه الصدق
ولو يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا
انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم
بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير
ولكنهم لبحرهم في احكام النشآت لا يعمى عليهم
الامر والله اعلم

تحقيق وتمثيل

اعلم ان الارادة هي مرقى على صدور الخلائق

جو ہمنے ذکر کئے اور جنکا ذکر نہین کیا اور نہین ہوتی یہ خبر دینی
سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری یہ ہے
ان دو باتون سے کہ اوس شخص کو ایک امر منکشف ہو مجمل اور محتمل
ہو جائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل مین مبادرت کرین اسکی
سینہ کی علوم مخزونہ اور اوسکی شرح کرین اوس حیثیت سے کہ وہ نہ جانتا ہو
جیسا کہ اوسکی علوم شرح کرتے ہین انکشاف اجمالی کے سوتے مین اور
وہ ہو جاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح یہ
مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر ترشیدہ علوم
مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اسوقت کچھ اعتبار نہین
ٹھنڈک اطمینان کا اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ ویسی تسلی ہے
ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح مین
اور کبھی اوسکی طرف متبادر ہوتی ہین خطرات نفس اور استعجال
طبیعت اور تسویل شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے
تمیز سے تو وہ امر اوسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو
دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا
اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسری سے وہ کہیگا وعدہ
اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ کسی عالم مین ہوا اور کسی قالب مین
ہوا اور صورت ترشیدہ یا ساختہ اوس شے کے کہ وہ اوسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کے تھی اور تعبیر نپائی جیسے چاہیئے تھی اور یا مخلوط
ہوگئی اوس سے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت
پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دو تو وجہین عاری
رکھتی ہین متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہین مگر یون کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہیں لیکن ان پر اپنی
تبحر کی سبب احکام عالم مین امر چھپا نہین رہتا واللہ اعلم

تحقیق و تمثیل

جاننا چاہیئے کہ تحقیق ارادہ ہی نردبان ہی علتون صدور خلایق کا

ولكن الارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات بها ويستلزامها اياها لا يتخلج في ذلك احد لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات الواجب بقي ههنا شيء مشكل جدا هل تعلق الارادة بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا وتعينه واجب بذات الارادة لا يرقى لذلك وجوبه الى الذات الواجبة او يرقى وجوبها من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرقى وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده من جهة ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذي تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الا حذو انبساط الاستعدادات الاسمائية المسماة بالاسماء والاستعدادات التأثيرية المسماة بالاعيان من جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط تينك القبيلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص ناشئ من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا أليس ان الحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فتق منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان وفتق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر فحدث ثلاثة وبالجملة فاذا تعلقت ارادته بضم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه حدث مراتب الآحاد والعشرات والمئات والالوف ثم جمع بعضها ببعض بقدر ما يسعه فرض العقل حدث امور غير متناهية

لیکن ارادہ کے ایک محل علت جہان سے وہ صادر ہوتا ہی اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اوس ارادہ کے واسطے اور ذات کے مستلزم ہونیکو اوس ارادی کو اس امر مین کسی کو شک نہین اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہین ہی لیکن وہ ارادہ واجب بذات الواجب ہے باقی رہی یہان ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ ایا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے نہ اسکی ضد سے بسبب خصوصیت اسکے اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہین مرتفع ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہی وجوب اوسکا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہی وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس پوشیدہ ہی یہ سر اکثر لوگون پر اور حق یہ بات ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب ذات اوسکے اور اوسکے وجود کی اصل اوسکی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اوسکے بعد اوسکے وجود اور وجود کے باعتبار اوسکی ذات کے جز این نیست کہ اوسکو آراستہ کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اوسکو ساتھ وجوب کے اوس سے تو پس نہین ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی استعدادون تاثیریہ کے جنکا نام اسما ہی اور استعدادون تاثیریہ کی جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اوسکی مستلزم ہونے کی اور فراخی ان دونو استعدادون تاثیریہ کے واسطے اوسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہی زیادتی کو اور نقصان کو جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کرین کیا یہ بات نہین ہے کہ محاسب کے جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اوس سے واحد اور واحد دو کرنے نظر سے تو حادث ہوئی دو اور پھر نکالا اس سے ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئی تین غرض اور جس وقت متعلق ہوا ارادہ اوسکا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنیکا بقدر وسعت اوسکی علم کے تو حادث ہوئے مراتب

فی انفسها محصورة بالاضافة الی الواحد فانها
يشتق منه دون غيره ومتميز بعضها المراتب من
بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذت هذه ظهور
هذه الصور العددية المتكثرة تعلق الارادة
بظهور كمال الحاسب ومنشأ تعين تلك المراتب
بالترتيب والانحصار والانضباط بحيث لا يزيد و
لا ينقص هو الطبيعة العددية المحفوظة قبل الارادة
كان الارادة حكاية لطبيعتها ومنصة لظهور
احكامها فنسبة الجعل والايجاد الى الماهيات
كنسبة تاثير الحاسب فی الاعداد من جهة
ظهور صورها بعد ما لم يكن ونسبة الماهيات
ولوازمها الى مفيضها قبل الجعل كنسبة مراتب
الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها على بعض
ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبيعة
العددية فقط وهذا معنى قولهم الماهيات
غير مجعولة والجعل والايجاد هو الظهور والفيض
المقدس وارتباط الماهيات بمفيضها كارتباط
المراتب العددية بالواحد وتعينها بخواصها
كتعين تلك المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعين
وجودا وهو الفيض الاقدس فكما ان للعدد
سلسلة مترتبة بعضها بعد بعض ممتدة من
الواحد الى ما لا يتناهى كامنة فی الواحد من جهة
الفرض والتقدير لا من جهة التقرر بالفعل
فكذلك للطبيعة الكلية بما فی حيزها من اركان
ومواليد سلسلة مترتبة بعضها بعد بعض

بذاتہا خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ مشتق
ہوتی ہین اُس سے نہ اُسکے سوا کے اور متمیز ہین بعضے مراتب
بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اُسوقت ہوگی علت ظہور
ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھہ ظہور کمال محاسب
اور منشا تعین ان مراتب کا ساتھہ ترتیب و انحصار و انضباط کا
اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے
جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہی واسطے
اوسکے طبیعت کے اور منصہ ہے اُسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت
جعل اور ایجاد کیطرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر
محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور اونکے صورتون کی
بعد اُسکے کہ نہ تہے اور نسبت ماہیات اور اونکے لوازم کے
طرف اونکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہی جیسے نسبت
اعداد کے طرف واحد کے اور تقدم اونکے بعض کا بعض سے
اور لزوم خواص اُن مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے
ہے فقط پس یہ معنے ہین اُنکے قول کے الماہیات غیر مجعولہ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور ہے کہ اور فیض مقدس اور ارتباط
ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب
عددیہ کا ساتھہ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھہ خواص
اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اون مراتب کا اپنے خواص سے
فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجوداً اور وہ فیض اقدس ہے تو
پس جیسے واسطے عدد کے ہی سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ
ممتد ہے واحد سے طرف نا متناہی کے کامن بیچ واحد کے جہت فرض سے
نہ جہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھہ
اوس شے کے جو اوس کے حیز مین ہے ارکان
ومو الید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے ؛

معلومة الخواص والمراتب كما قال عز من قائل حكاية
عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منقسمة
الى الانواع انقساما حاصرا لا يزيد ولا ينقص ولو
لا يمكن ذلك ابدا ثم تنقسم تلك الانواع الى الافراد
بضربها في الاتصالات الفلكية والارضية وملا
حظات الوضع السابق المعد للوضع اللاحق
الى غير النهاية ممتدة هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة
في حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة
الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل
ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه صورة
حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق
كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا
التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة
هي كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج القبيلتين المواليد
وادرك هذا الشخص الواحد ربه المفرد الصمد
في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية
باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم
باعتبار وهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم
نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات
منها حظيرة القدس وغيرها **مشهد**
اخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت
الصالح حقيقته تيقظ النفس الناطقة باعمالها
واخلاقها التي هي فيما بينه وبين الله وبينه

المشاهد التاسعة والثلثون ۳۹

معلوم الخواص المراتب چنانچہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ از روے حکایت
ان حقایق کے وما منا الا له مقام معلوم کہ منقسم ہے طرف
انواع کے انقسام حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہو
ابد تک پھر منقسم ہوتی ہیں وہ نوعین طرف افراد کے جب انکو
ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں
وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ
سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے طرف
لانہایت کے کہ کامن ہے حقیقت الحقایق میں اور بسط
اشیا میں جہت فرض وامکان سے نہ جہت تقرر بالفعل سے
پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقایق خارج کے اور اس میں
ظاہر ہوا صورت حقیقت الحقایق کے اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقایق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ
ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار
سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ
جس سے صادر ہوا اوس واسطے سے ارکان وعناصر پھر
حاصل ہوا امتزاج عناصر وارکان سے موالید اور ادراک
کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے
اور پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک
مقیدہ تو ہوگئے حضرات ان میں ہی سے ہے حظیرہ قدس وغیرہ
مشہد آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے
اسکا نام سمت صالح ہے اوسکی حقیقت یہہ ہے کہ وہ
یتقظ ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو آپس میں
اور اللہ تعالے میں ہیں یاد ہ ؛ ؛

وبین سائر الناس ولهذه الهیئة انتظام صالح فیها
یرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خیرًا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه لنظام صالح
فیها تفقیهًا مفاضًا من حضرة الرحمة من غیر تفکر
ورویة منه وهذه الافاضة انما تکون برکة منبعثة من
فی خلق السمت الصالح وهذا هو معنی قوله عز
قائلٍ واوحینا الیهم فعل الخیرات واقام الصلوٰة
وهذه صورة ایجاد الفعل ویتبع هذا الایجاد
ایجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا یتکمل احد من عباد الله الا بهاتین
الهدایتین لکن کثیر من افراد الانسان
لا یستوجبون الایجاد الشفاهی من حضرة الرحمة
بغیر واسطة فکان الخیر حینئذ ان تتوجه الرحمة
الی کامل من البشر یستحق بجبلته ان ینسلخ من
احکام الفرد الخاص ویبقی بامة من الناس بجسب
امزجتهم وما یلیق بها من الاعمال والاخلاق
وکیفیة ترقیهم من الطبیعة الی ما قدر لهم من
القربة ویستوجب ایضا بفطرته ان یجذب
من حیز الطبیعة الی حیز القدس فتنصبغ
هنالك نفسه بلون الایجادین ویحیط بهما تحققا
وتبیینا فاذا توجهت الی کامل هذا نعته ضمنه
الیها وغطته فانطبع فیه السر المراد وتستحیل
هذا السر الاجمالی بصورة بقائه باحکام تلك
الامة فیسری عنه وقد وعی علمًا نم یرد الی جبل
الفکر والرویة به فیتکلم کما وعی وهذه حقیقة

اعمال و اخلاق درمیان اوسکی اور لوگون کی ہین اور اونکا ہیئت
پاتا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو اپنی بندہ سے
تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے بہتری چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ
دیتا ہے اُن اعمال و اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اوسکو اونکی نظام
صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر و رویت کے
اوس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی کہی مخلوق
سمت صالح مین اور یہ معنی ہین اللہ تعالیٰ کے اوس قول کے
واوحینا الیهم فعل الخیرات واقام الصلوٰة اور یہ صورت ہے
ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال
و اخلاق اور اونکے نظام محبوب کا اور اللہ کے بندون مین کوئی
کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے افراد
انسان مین کہ مستوجب ایجاد مشافہ کی نہین درگاہ رحمت سے بغیر واسطے
کے تو اوسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے
کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب
اس امر کا نکل آئے احکام فرد خاص سے اور رہجائے گروہ مردم
مین اونکی مزاج کے موافق اور اونکی مزاج کے موافق اعمال و اخلاق کے
اور اونکی ترقی کے طبیعت کے لایق جو اونکی واسطے تقدیر کیا گیا ہے
اللہ تعالیٰ کی قربت سے اور نیز مستوجب ہے اس امر کا اپنی فطرت کے سبب
جذب کری حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہان منصبغ ہو اوسکا نفس
ساتھ لون وحی کی گیونگی اور احاطہ کر لی اُن دونو ہدایتون کا از روے
تحقیق اور تبیین کی پس جسوقت متوجہ ہو رحمت طرف اُس کامل کی جسکی صفت ہو
وہ رحمت اُس سے مل جائے اور اوسکو ڈہانک لے تو اوسمین منطبع ہوجائے یہ سر مراد
اور قالب ہوجائے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام اون لوگون کے
پس سرایت کری اوس سے درحالیکہ وہ ظرف علم ہی پہر وارد ہو خیز فکر
میں اور رویت مین پہر کلام کری جیسا کہ اوسکو حاصل ہوا ہے اور یہی حقیقت

نزول الشرایع علی الانبیاء وحیا ونزول الطرق
علی الاولیاء کشفا والهاما فیسمع من هذه الحجة
الی الواسطة کلاما دالا علی النظام المراد فتبادر
الیه فطرته فیاخذ منها خلق السمت الصالح وخلق
الحکمة بتوفیق الله مایناسب خویصة نفسه
ویدع امر العامة فیتمثل بین عینیه النظام المراد
ویکون حکما فصلا فی جمیع اموره فیفوز بالسعادة
ویکون ممن هدی الی صراط مستقیم وکان
سیدنا عمر رضی الله تعالی عنه ممن استوجب
عقله بعد معرفة ما ناسب به خویصة نفسه
ان یعرف اشیاء من حالة الامة فقال رسول الله
صلی الله علیه وسلم منبها له علی هذه الحالة
لقد کان فیمن قبلکم محدثون الحدیث وقال لو
کان بعدی نبی لکان عمر بعدی او قد آتانی ربی
من هذا الباب نصیبا ففهمنی مشارب الناس
فی قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان
الانسان لا یعتد بقربته حتی یعرف نور الطهارة
ویعرف فقده ویعرف الحجاب المسدل بینه
وبین هذا النور من الطبیعة ویعرف کیفیة
قهرت الطبیعة والالتجاء الی مباشرة امور علاجیة
وهیئات نفسانیة تعید الیه ما فقد یجرب کل
ذلك من نفسه ویحیط بنفسه من هذه
الجهة علما وحتی یعرف لذت المناجات فی
السجدة ویعرف کیف رقت روحه وصفت
فی تلك الحالة وارتفع بینها وبین الله الحجاب

نزول شرایع کی نبیوں پر از روئے وحی کی اور نزول طریقہ کی اوپر اولیا کے
از روئے کشف اور الہام کی تو محتاج واسطہ کا سنتا ہی اوس سے ایسا
کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہی اس
کامل کی طرف اس کی فطرت اس سے اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور
خلق حکمت اللہ تعالی کی توفیق سے جسقدر کہ اوسکے خواص نفس کے
مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے
اوسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب
امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہی ان میں سے
جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالی عنہ ان میں سے تھی جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے
اوس شے کے جو مناسب تھا ان کے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر
چیزیں امت کے حال کے پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے اونکو لقد کان فیمن قبلکم
محدثون الخ اور فرمایا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ یہ ہے
اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالی نے اس میں حصہ پس سمجھائے مجھے لوگوں کے
مشرب اللہ کے قرب میں اونکے تو اوس درگاہ سے یہ بات بھی ہی
کہ انسان نہیں قابل ہوتا اوسکی قربت کے جبتک نہ پہچانے نور
طہارت کو اور اوسکے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے
پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے
طبیعت کے غلبہ کو اور اوسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو
جو اعادہ کرتی ہے اس کی طرف وہ شے جو گم ہو گئی ہی تجربہ کرے اسکو اپنے
نفس سے اور احاطہ کرے اپنی نفس کا اس جہت سے از روئے علم کے اور یہاں تک
کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر
اوسکی روح کو رقت ہوئے اور صاف ہوئی اس حالت میں
اور اٹھ گیا حجاب جو اوس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

فصارت مشافهة بالمناجاة كانه رأى عيانا ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيئات بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى يعرف اليقين اى اجماع الخاطر الى الله والاعتماد عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح فى الدعاء لخير الدنيا والآخرة والتعوذ من الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستخارة فى كل ما يرد عليه والفزع الى الله دعاء والتعوذ اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعد الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة و الجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية وحتى يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر خوايصة نفسه فهو الذى يعتد بقربته وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك ان تاخذ هذه العلوم ظهريا

مشهد آخر

اطلعنى الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هى ما يموت الانسان بانفكاكه عن البدن ربابه الحس

توہو گیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھ سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اسکے قلب پر بعد اسکے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیئات بدنی اور نفسانی پر پھیرلاتی ہے اس شے کو جو گم ہوگئی تھی اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنے جمع خاطری کو اللہ کیطرف اور اعتماد اسپر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلعت پر تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ مانگنے فتنوں سے اس امر کے معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے اور اعمال و اخلاق اسکے سوا کے اور مصایب زمانی کے اوسکے ساتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ میں جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلعت اوسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے ہر شے سے جو اسپر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور پناہ مانگنے مضطر ہو کر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا اور آخرت میں اس چیز میں جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے اور یہانتک کہ جانے حجاب طبیعت کا اور وہ کیونکر اوسپر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اوسکے نور کو فاسد کردیتا ہے اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص معتبر ہے اور اسکے قلب میں ایمان کے بشاشت داخل ہوئی پس تجھے پر لازم سمجھ لے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم کو پس پشت نکیجو

مشہد آخر

اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شئے ہے کہ اسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور اسی سے حس

المشاهدة العشرون

والحركة والحيوة وكلها طبقات ولطائف اقربها الى
البدن جسم هوائي يتكون في القلب ثم ينتشر
في البدن ويحمل القوى الدراكة والطبيعية ثم
حقيقة مثالية وهي التي انعقدت قبل ظهور تكونه
في الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية
وهي حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض
مشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية
لاحكام خاصة ثم صورة الانسانية مع قطع النظر
عن المشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية
ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم
انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن
قال ان الروح جسم لطيف حل في البدن كحلول
النار في الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد
فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق
ومن قال انها حادثة فهو صادق لكل وجهة
هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور

تحقيق قال
النبي صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة
فتعجل كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة
لامتي ان قلت كل نبي له دعوات مستجابة وكذلك
لنبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة مما
وقع في الاستسقاء وفي مواضع لا تحصى فالى اي
دعوة اشار في هذا الحديث اذ يعلم من السياق
انها دعوة واحدة لكل نبي قلت هذه الدعوة
ليست دعوة رغبة خاصة في شيء من المطالب بل
كلما بعث الله تعالى رسولا لطفا بعباده ورحمة لهم

وحرکت وحیات ہے اور اوسکے طبقے اور لطایف ہین
اقرب بدن مین اوسکا جسم ہوائی ہے کہ تکون اوس جسم
ہوائی کا قلب مین ہے پہر وہ منتشر ہوتا ہے بدن مین
اور حمل کرتا ہے قوت دراکہ اور طبیعتہ کو پہر ایک حقیقت
مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے پہلے اوسکے
تکون کے ظہور سے عالم ناسوت مین اور اسی سے لیا گیا ہے
میثاق پہر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیہ کا
اسی صورت انسانیہ کہ مکتنف ہے عوارض مشخصہ سے جو قوای افلاک
وعناصر سے مقتضی ہین واسطے احکام خاص کے پہر صورت انسانیہ
ہے قطع نظر مشخصات سے پہر صورت حیوانیہ ہے پہر صورت نامیہ
ہے پہر صورت جسمیہ ہے پہر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پہر انبساط
ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح
جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن مین جیسا حلول آگ کا
کوئلے مین تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بہی
سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بہی صادق ہے
اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بہی صادق ہے لکل وجہۃ
ہو مولیہا لیکن یہہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبي صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة
فتعجل كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة لامتي اگر تم
کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائین مقبول ہین اور اسیطرح ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائین مقبول ہین جیسا کہ واقع
ہوئین استسقا اور بیشمار موقعوں مین تو کونسی دعا کیطرف اشارہ ہے اس
حدیث شریف مین کیونکہ اسکی سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے
ہر نبی کے تو مین کہتا ہون انکو کہ وہ ایک دعا نہین ہے ایک رغبت خاص کسی مطلب کی
بلکہ جب بہیجا اللہ تعالی نے کوئی نبی اپنی بندون پر لطف اور رحمت کیواسطے

فلا یخلو حال الجماعة من امرین اما ان یطیعوه فیصدح فی حقهم افاضة برکات علیهم او یحصل فیه انقلاب ذلك اللطف مقتا وبغضا وغضبا وفی کل من الحالین یلهم النبی الهاما ینفث فی الروع ان یدعو لهم او علیهم فتلك دعوة واحدة لکل نبی ناشئة من اللطف الذی منه کانت بعثته واما نبینا صلی الله علیه وسلم فقد استشعر من نفسه ان الله تعالی لم یقصد فی بعثته اللطف بهم فی الدنیا فقط بل اراد مع ذلك ان یکون معه الرحمة العامة یوم المعاد وقد ذکرنا انه صلی الله علیه وسلم شهید فی الآخرة والشهادة من خواصه فنفث فی روعه علیه الصلاة والسلام ان یختبئ تلك الدعوة التی انما تنشأ من اللطف الذی هو منشأ النبوة لیوم المعاد فقد یرف هذا السر حق التدبر

مشهد آخر وتحقیقات

فاض علی قلبی علوم الخلق والایجاد عموما والخلق فی النشأة الخیالیة خصوصا وانه یمکن اجتماع النقیضین والضدین فی نفس الامر لکن بان یکون احد النقیضین فی حضرة ولیس فیها الا الجزم بان هذا هکذا ویکون الآخر فی حضرة ولیس فیها الا الجزم بان هذا لیس هکذا ونحن نبین لك من هذه العلوم ما ینبغی بیانه الخلق جمع اجزاء مختلفة وافاضة صورة مناسبة علی هذه الاجزاء حتی تصیر شیئا واحدا والخلق یکون تارة لما هو من العناصر فیجمع اجزاء العناصر ویفاض علیها صورة تناسب الصورة العنصریة فی الکیفیات والکمیات وسائر الاعراض فیصیر المخلوق انسانا وفرسا وتارة لما هو من الصور

المشهد الحادی والاربعون ۴۱

تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں یا اوس نبی کے مطیع ہوئے تو یہ اونکے حق میں افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اور عصیان کیا تو وہ مہربانی و رحمت قہر و عذاب ہو گیا اُن پر اور دونوں صورتوں میں الہام کیا جاتا ہے یعنے الہام نفث فی الروع یعنے الہام قلب میں اس امر کا کہ اونکے واسطے دعائے خیر کرے یا بد دعا کرے تو وہ دعا واحد ہے واسطے ہر نبی کے کہ اسکے اُس لطف سے ناشی ہے جسکے واسطے آپ بھیجا تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالی نے نہیں ارادہ کیا آن کے بھیجنے میں فقط دنیا میں رحمت بلکہ ارادہ کیا ہے باوجود اسکے رحمت عام قیامت کے دن واسطے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہیں آخرت میں اور شہادت آپکے خواص سے ہے پس اونکے قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اوس دعا کو رکھ چھوڑیں واسطے قیامت کے تو خوب غور کر لو اس سر کو جو غور کرنیکا حق ہے

مشہد آخر و تحقیقات

افاضہ ہوا میرے دل پر خلق و ایجاد کا علم عموماً اور خلق کا علم عالم خیالیہ میں خصوصاً اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں ہیں لیکن اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ میں ہو اور اوس میں نہو مگر یہ یقین کہ یہ امر یوں ہی ہے اور دوسرے نقیض دوسرے درگاہ میں اور اوس میں نہو مگر یہ کہ یہ امر یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں تمسے یہ علوم جسقدر اونکا بیان آسان ہے خلق جمع اجزاء مختلفہ کا ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ہے اُن اجزا پر یہانتک کہ وہ اجزا ہو جائیں ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے عناصر سے تو جمع ہو جاتی ہیں اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے اونکو وہ صورت جو مناسب عنصر کے ہے کیفیت اور کمیت میں اور سب عرضوں میں تو وہ مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے

الخيالية فيجتمع خيالات كانت متشتتة في الخيال او تكون فيه من الحلول الصور الواقعة في الخيال من خارج فيفاض عليها صورة تناسب الصور الخيالية في التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه وكل خلق في اي نشأة كان فانه لا يدخل في تلك النشأة شيء من خارج تلك النشأة لان ذلك محال لا يقبله العقل ضرورة نعم نشأة تنعد لنشأة اخرى وموجود في نشأة يعد لموجود في نشأة اخرى وذلك لانتظامها جميعا في الطبيعة الكلية وسريانها في النشآت على السوا فينبغي ان تجرد نظرك الى النشأة الخيالية فهنالك بناء وهدم واحياء واماتة وتقريبات والله هنالك كل يوم في شان فربما تتعلق الارادة الالهية بتكوين شخص خيالي فيبعث له تقريب ويجمع له اجزاء خيالية ومن عجيب الاسرار خلق النسب بعد ما لم يكن فيكون الرجل شريفا في نفس الامر ويكون ليس بشريف في نفس الامر في زمان واحد وذلك انه ربما لم يكن الرجل شريفا في الاصل ولكنه ولد في زمان تقتضي الاتصالات الفلكية يومئذ نباهة نسبه واري ان ذلك بنوع امتزاج زحل مع الشمس والمشتري بحيث يكون الزحل مرآة ونور الشمس والمشتري منعكسا فيه فحينئذ يكون والله اعلم في هذا المولود براعة النسب والنباهة من اجله ويكون ذلك الاتصال بحيث يحفظ في صورته الفاضة حكم هذا الاتصال كما يحفظ في المولودات اشكال الوالدين وتخاطيطهما وهذا الرجل ليس له شرف موروث فيقضي اولا في الملاء الاعلى بصيرورته

تو جمع ہو جاتی ہیں خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال میں یا تیکہ تھے خیال میں حلول کرنے سے صورت واقعہ کی بیچ خیال کے خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے اون پر وہ صورت جو مناسب ہے صور خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہ سے اور آلودہ ہونے سے مادہ کے ساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم کے خارج سے اوس عالم میں داخل نہیں ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے اسکو عقل قبول نہیں کرتی ضرور ہاں یہ بات ہے کہ ایک عالم مستعد ہے واسطے دوسرے عالم کے اور موجود ہے ایک عالم میں کہ مستعد ہو واسطے موجود دوسرے عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اوسکے انتظام کے طبیعت کلیہ میں اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عوالم میں برابر پس چاہیئے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا ہے اور بگاڑتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا اور تقریبات ہے واللہ کہ وہاں کل یوم ہو فی شان ہے تو بسا اوقات ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے تکوین ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اوسکے تقریب اور اوسکے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہیں اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد اصل میں شریف اور شریف نہیں ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر اسلئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہیں اوسکی بزرگی نسب کے اور میری رائے میں یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل مرآت ہو اور نور شمس و مشتری کا اوس میں منعکس ہو تو اوسوقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود میں بزرگی نسب و نباہت اسکے سبب سے اور ہووے وہ اتصال ایسی حیثیت سے کہ محفوظ ہو اوسکی صورت فائضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہے مولود میں شکل والدین کی اور نشان والدین کے اور اس مرد میں شرف موروث نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلیٰ میں اوسکے

شريفا ولا يزال فيهم وهذا الملحق كما يرقى الانسان
فلو قيمة بحجة يترشح من العاملات الى الملأ السافل فاذا
ومنه هو الاقوى من بني آدم غير الكمل فانما بلغ الانسان
اشده وجاء اتصال يستدعي ظهور نسبة ونباهة امره
فحينئذ يتنزل هذا الشخص الارض فيخرج من حفظ الناس
او من بين بطون الاوراق وجه دال على كونه شريفا
وان كان خاليا في نفس الامر ولكن يقعدها الله شبهة
فتتقاعد لها خيالات بني آدم فيجتمعون على تسميته شريفا
وتعظيمه من جهة الشكل فه واذا كان هذا الانسان من
اهل الصلاح فربما يرى في بعض مناماته انه شريف
مطمئن نفسه بذلك وكل من حفظ الامر الاول كذبه
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل احاط به الكلام
للملأ السافل وكان كالذي يسب الشريف بانه ليس
بشريف وهذا كله في الخارج شبيه وتمثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبية ولكل نباهة نسبية في الخارج
نسب تستند اليها اما الى امام في الدين او ملك في الدنيا
فيتعين هذا الاسناد بحكم الوقت ويصير الامر كانه
غير مؤتنف وقس عليه امانة الشرف فيبعث الله
تقريبات عجيبة ينسبون لها شرف هذا الانسان ويغفل
من نفسه لون النباهة النسبية ويجتمع الناس على انه
ليس بشريف ويكذب ذلك في الملأ السافل وكل
من قال انه شريف اكذبه كالذي نسب غير الشريف
الى الشرف وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان
من قبيل انه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
اذ ليس هذا من التناقض في شيء بل هنالك حضر

پھر انہیں شرفا سے سمجھتے جاتے ہیں جیسا ترقی کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اوس سے ترشح ہوتی ہیں ایبا
طرف ملأ سافل کے اور انہیں عجایب اسرار سے ہے تو بنی آدم کے سوا
کاملین کے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ تعامل
جو مستدعی ہے اوسکے ظہور نسب اور نباہت امر کا تو نزول کرتا ہے یہ
زمین میں تو نکلتے ہی حفاظت سے لوگوں کے یا بطون اوراق سے آتی
کوئی وجہ کہ دلالت کرے اوسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر
لیکن واقع ہوتی ہے وہاں شباہت کہ خیالات بنی آدم کے منقاد ہوتے
ہیں اور اوسپر جمع ہو جاتے ہیں کہ اوسکو شریف کہیں اور جہت شرافت سے
اوسکی تعظیم کریں اور جس وقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح میں سے تو
اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اوسکو اطمینان ہو جاتا
ہے اس سے اور جسکے حفاظت کیے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہیں ہے اوسکے قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور اوسکو احاطہ کرتا ہے انکار
ملأ سافل کا اور رہتا ہے ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج
میں ایک کالبد ہیں اور تمثال ہیں واسطے تلون اوسکے نفس کے ساتھ لون نباہت
نسبیہ کے اور واسطے ہر نباہت نسبیہ کے خارج میں نسب ہے کہ مستند ہوتا ہے
اوسکی طرف یا یہ کہ امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا میں پس متعین
ہوتی ہے یہ تنہا بمقتضائے وقت اور رہ جاتا ہے امر گویا سرے سے تھا ہی
نہیں اور قیاس کر لے اسپر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ انگیخت کر دیتا ہے ایسے
تقریبات عجیبہ کہ اونکے سبب لوگ بھول جاتے ہیں اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا
ہے اسکے نفس سے لون نباہت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہو جاتے ہیں
کہ وہ شریف نہیں اور سچے جانتے ہیں یہ بات ملأ سافل میں اور جو کوئی اوسکو
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں اس سے گویا اوسنے غیر شریف کو شرف کی طرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے کہ ایک
وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے اسلیے کہ تناقض فی الشی نہیں ہے بلکہ

حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه بخلافين مطابق في تلك
الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة الجائر
خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا
الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة فيكون
السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك
لانعقاد صورة الفناء والعدم في الملاء الاعلى فيصير
لون ذلك في الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه
ليس هنالك امتداد ويختل المعايش فلا يقدر انسان
ان يصنع في يوم ما كان يصنعه من قبل في يوم
وذلك لتأثير هذا السر المفاض من الملاء الاعلى بمنزلة
تأثير وهم الانسان في زلق رجله من جذع بين جدارين
ولم يكن ليزل لو كان هذا الجذع موضوعا في الارض
ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلامنا
في هذه الساعة والله اعلم

مشهد آخر افيض علي
اسرار من المبدأ والمعاد فمن اسرار المعاد سر الباس
اهل الجهنم سرابيل من قطران والباس اهل الجنة
السندس والحرير وغيرهما من الالبسة الفاخرة وكذا
سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وما يشاكل
كل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف على مقدمتين احديها
ان بين النفس اعني التي بها الحس والحيوة في الانسان
ويخرج بها يموت وبين البدن امتزاجا اكيدا لا سيما
في الكثير من آدم ممن يتبادر الى فهمه ان الروح صفة
للبدن وانها حيوة وانها في البدن كالنار في الفحم
ولهذا الامتزاج الاكيد يتمثل اوصاف النفس

المشهد الثالث والعشرون ۲۳

درگاہیں ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے
شریف نہیں ہے واسطے دونوں حضرتوں کے مطابق ہے اون درگاہوں میں اور اسی باب سے
ہے خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت
نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا جسوقت قیامت قریب ہوگی کہ ہوگا
ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے
اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک دن کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہونے
صورت فنا اور عدم کے ملأ اعلی میں تو افاضہ ہوگا اوسکا لون عالم
ناسوت میں پس اونکے خیال میں آئیگا کہ امتداد ہے اور زمان امتداد
نہوگا اور معاشوں میں خلل آجائیگا کہ کوئی انسان قادر نہیں ہوگا
کہ ایک دن میں وہ کام کرلے جو پہلے ایک روز میں کرلیتا تھا اور
یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو فاضہ ہوا ہے ملأ اعلی سے بمنزلہ تاثیر
وہم انسان کے لغزش میں اوسکے پاؤں کے اوس تنہ درخت سے جو درمیان
دو دیوار کے ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر پڑا ہوتا تو ہرگز لغزش
نہوتی اوسکے پاؤں کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ ہمارا
کلام اونکو احاطہ نہیں کرسکتا اسوقت واللہ اعلم **مشہد آخر**
افاضہ ہوئے مجھپر اسرار مبدا اور معاد کے معاد کے اسرار میں سے ہے
پہنانا اہل جہنم کو سراویل قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس
حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ
ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے
بیان کیں اور اسکا بیان دو مقدموں پر موقوف ہے ایک ان دو میں سے
یہہ ہے کہ نفس کے درمیان جس سے مراد وہ شے ہے جس سے حس و حیات
انسان میں اور جسکے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا
مضبوط امتزاج ہے خصوصا بنی آدم میں جنکی فہم میں متبادر ہوتا ہے کہ روح
ایک صفت ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کوئلے
میں آگ سوا اس امتزاج کے واسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے

بصورة اوصاف البدن في المنامات وثانيهما ان
بعض الحضرات في عالم الناسوت يتمثل هنالك
معنى بصورة شئ كتمثل معاني عالم الخيال المقيد كقصة
سيدنا داود عليه السلام وما تمثلت له الملائكة
متخاصمين في النعاج ومعاملته مع بعض النساء
في الازواج وبعد تمهيد المقدمتين نقول صبغ الكفر
على نفوسهم هو الذي يصير سرابيل من قطران وسواد
في الوجه بسبب ثاني اللعنة الالهية وصبغ الايمان
على نفوسهم هو الذي يصير سندسا ونضارة في
الوجه بسبب عناية الله بهم رايت ذلك رؤية
روحانية ومن اسرار المبدء اني رايت الوجود المنبسط
متلاشيا في الحق من جهتين جهة صدوره من الذات
الالهية وجهة ظهور تجلي الله فيه بحيث احاط بجامعه
فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهو اغتر
لكن النظر الدقيق يحكم ان الذات الواجبة صدر
منها الشيون مما هي في المبدء الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلية والخارج ثم ظهر هنالك في
الخارج شان بعد شان على الترتيب المكنون

مشهد آخر فاض على اسرار عجيبة في طريق ظهور الكرامات
اعلم ان الكرامات لا تنبعث الا من فوق في النفس
الناطقة فاذا عزمت من الملاء الاعلى واصطفت همة
بالقوة العازمة من الشخص الاكبر صارت بمنزلة
الاستحسان بالنسبة الى تلك العازمة فتنقلب الصورة
المطلوبة هنالك عزما تاما للاولياء هنالك حالان
احدهما حد يكون هنالك ادنى خطرة وادنى

بصورت اوصاف بدن بیچ سونے کے اور دوسرا ان دونوں
مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل
ہوتی ہیں یعنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل اونکے عالم خیال
مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور تمثل ہونا ملائکہ
متخاصمین کا بیچ بھیڑوں کے مقابلہ اونکے معاملہ کے بعضے آدمیوں سے
ازواج میں اور بعد تمہید دونو مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر
رنگ کافروں کے نفوس پر وہ ہی سرا ول قطران کے ہو جائینگے
اور روسیاہی بسبب لعنت آلہی کے اور ایمان کے رنگ اہل جنت کے
وہی سندس ہیں اور تروتازگی انکے چہروں کی بسبب عنایت
آلہی کے ہوگی میں نے یہ دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبدء سے
یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں دو جہتوں سے
ایک جہت اوسکی صادر ہونیکی ذات آلہی سے اور ایک جہت
اوسمیں ظہور تجلی آلہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب مجامع کا احاطہ کر لیتا ہے
تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اوسکی
غفلت کا ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شیون ساتھ اوس شے کے جو مبدا اول میں ہے پھر صادر ہوا
وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں
ایک شان کے بعد شان اوپر اوس ترتیب کے جو مکنون تھی

مشہد آخر مجھ پر اسرار عجیب افاضہ ہوئی ظہور کرامات کے
طریق میں جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتی مگر اوس
قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جبوقت سازگار ہوتی ہے ملاء اعلی
اور کوئی مرتبہ ہمت شخص کی ہو ساتھ قوت عازمہ کے شخص اکبر سے تو ہو جاتی
ہے بمنزلہ استحسان کے نسبت کرنے طرف اوس عازمہ کے تو منقلب
ہو جاتی ہے صورت مطلوبہ وہاں عزم مضبوط کے واسطے اولیا کے بیان دو حد میں
ہیں ان دو میں سے ایک حد ادنی خطرہ اور ادنی

المشاهدة الثالث والاربعون

استحسان متصلة بالعلانية وثانيهما ان يكون هناك
همة القوية المنبعثة من صلب النفس المستمرة على
النفس فى اوقات كثيرة هى المتصلة بها وبين الطرفين
مراتب كثيرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولياء فى ذلك على قسمين منهم من يكون همة
النفس متمثلة عنده ويرى الآثار تصدر منها ومنهم
من يكون همتهم غير متمثلة بل مضمحلة فى خاطر او
خيال او لفظ فلا يجد لذلك بالاً وتصادف وقتا
بتدبير الحق ورحمته به فيصدر منها الآثار والاول
اكثر فى الهند وخراسان وما يليهما والثانى اكثر فى الحجاز
واليمن وما يليهما ثم للاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة سنة
الله اجمع فى المقصود فاذا اختلج فى قلبه خاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله انكسر كما يرى عند الحياء
والخجل وهذا اسر قوله صلى الله عليه وسلم لابى رافع
المطلب منه الذراع فى المرة الثالثة فقال يا رسول الله
انما للشاة ذراعان اما انك لو سكت لناولتنى ذراعا
من رأسها سكت ومنها ما لا تؤثر فيه المخالفة والاستبعاد
وانكار القوم الا شدة فى العزيمة كما ترى عند المنافسة
ومعاركة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولياء فى انبعاث
الداعية على طبقتين منهم من يكون الداعية فيه منبعث
من الهام الحق تعالى وذلك ان ارادة نظام الخير
منفخ فى همته دواعى وذلك اما ان يكون داعية حادثة
لاسباب مقتضية لها كقصة خضر والثانى يكون داعية
مستمرة كارادة اقامة الامة العوجاء بعثة سيدنا

استحسان ہے متصل ساتھ علانیہ کے اور دوسری بیان ہمت
قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمر ہو نفس پر اوقات کثیرہ میں
اور درمیان دونو طرفوں کے مراتب کثیرہ ہیں اور اوقات و
احوال و اسباب کے واسطے خواص ہیں پھر اولیا اسمین دو قسم ہیں
ایک وہ ہیں کہ انکی ہمت نفس انکے نزدیک متمثل ہو اور وہ دیکھتے
ہیں کہ آثار اوس سے صادر ہوتے ہیں اور ایک وہ ہیں جنکی ہمت غیر متمثل
ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو وہ
نہیں پاتی اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اوسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہیں ان سے
آثار اور اول قسم کے اکثر ہیں ہند و خراسان اور انکے قرب میں
اور دوسری قسم کے ہیں حجاز و یمن اور اوسکے نواحی میں پھر اولیا
کے واسطے وقت ہیں ان میں سے وہ ہے کہ جسمین ارادہ صرفہ ہو کہ
اوسکو مزاحم نہو بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا جمع مقصود
مین کیونکہ جب خطرہ آیا اسکے دل میں استبعاد کا یا مخالف عادت
اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور
یہ سر ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اوس قول کا واسطے ابو رافع کے جب ان سے طلب کیا تھا ذراع
تیسری مرتبہ اور انھوں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے ذراع
دو ہی ہوتے ہیں تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کی قدر ذراع بہت سے
لاکر دیتی جبتک خاموش رہتی اور ان میں سے وہ ہے کہ جسمین مخالفت اور استبعاد
اور انکار قوم سخت نہو عزیمت میں جیسے تم دیکھتے ہو منافسہ اور معرکوں میں دلیروں
اور پہلوانوں کے اور لڑائیوں میں اقران کے پھر اولیا داعیہ کی منبعث ہونے میں دو طبقے
ہیں ایک وہ طبقہ ہے جسمین داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ اسلیے کہ ارادہ
نظام خیر کا نفخ کرتا ہے اوسکی ہمت میں دواعی اور ہوتا ہے یہ یا تو داعیہ
حادثہ بسبب اسباب کے مقتضی کی جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے داعیہ
مستمرہ جیسے ارادہ اسید کرنیکا امت ٹیڑھی اندھی کی ساتھ بعثت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا مستقرۃ لا تزال
مندمجۃ من شارحا متصلۃ بقلبہ المقدس فیصیر ارادۃ
الافاعیل خاصۃ والاوضاع جزئیۃ بحسب اقتضاء المقام
والوقت وهذہ هی الطبقۃ العلیا المختصۃ بالکمال المطلق
فیصیر اشرافا واستجابۃ دعاء وتکثیر طعام وشراب
بحسب المقتضیات والمعدات ساعتئذ وقس
علی ذلک شرجۃ العلم منبجسۃ من الناموس المنعقد
فی الملاء الاعلی ارادۃ للخیر باهل الارض فهی متصلۃ
بقلبہ المقدس دائما الا انہ یتصور بصورتہ بحسب
الاوقات والاوضاع وهیئات النفس فیخرج بصورۃ
النفث فی الروع مرۃ وتمثل الملک اخری وافاضۃ برکۃ
فی الرؤیۃ تارۃ ومناما اخری ومنهم من یکون الداعیۃ
السفلیۃ هی الباعثۃ بہ ولیس ذلک من مقامات الکمل
اللهم الا انما المعنی الجامعیۃ والیہ الاشارۃ فی مقالتهم
المشهورۃ ان العارف لا همۃ لہ وان الولی اذا بلغ
هذا المبلغ من القوۃ العازمۃ خلع علیہ خلعۃ القطبیۃ
فی مشهد سویداء القلب من الشخص الاکبر فصار
ملاذا للناس ومآلهم وجامعا لشملهم ولست ادعی
وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما یصل الیہ
اثنان وثلثۃ وفوق ذلک ایضا والحضرۃ مع کل واحد کانہ
المتفرد بها مثل ذلک مثل الانسان کل فرد من البشر
. . بہ من غیر مزاحمۃ وان کانوا الوفا ومن زعم
انہ لا یحصل ذلک فانا استدل لہ بسر غیر ما اشرت
الیہ وبعرج علی هذا الانفراد الذی ذکرت فحمله
علی محملہ والحمد للہ الذی سقانی کاسا دهاقا۔

سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ شک نہ وہ مستقرہ ہے ہمیشہ
کو ملی ہوئی گوشہ اوسکے گوشون سے متصل ہے اونکے قلب مقدس
پس ہوتا ہے ارادہ فعلون خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق
اقتضاء وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ علیا ہے مختص ساتھ کمال
مطلق کے پس ہوتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام
و آب موافق مقتضیات اور معدات کے اوس ساعت کے اور اسپر
قیاس کر تو چشمہ علم کا جاری ناموس سے جو منعقد ہے ملاء اعلے مین
خیر کا ارادہ اہل زمین سے پس وہ متصل انکے قلب مقدس سے
ہمیشہ لیکن اسکے صورتین متفرق ہین بحسب اوقات اوضاع کے
اور ہیئت نفس کے کبھی خارج ہوتا ہے بصورت نفث نے الروع
کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب مین افاضہ
برکت کا اور کبھی قیام مین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ داعیہ
سفلیہ باعث ہوتا ہے اونکو اور یہہ مقامات کاملین سے
نہین ہے الہی یون کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنے جامعیت کے
اور اسیکی طرف اشارہ ہے اونکو اس قول مشہور مین کہ ان العارف
لا ہمۃ لہ یعنی جب ولی پہنچتا ہے اس مبلغ کو قوت عازمہ کے تو پہنایا جاتا ہے اسکو خلعت
قطبیت کا مشہد مین سویدا قلب کے شخص اکبر کیطرف سے تب ہوجاتا ہے وہ
لوگونکے واسطے پناہ کے جائے اور لوگونکا مرجع اور جامع اونکے تفرقونکا
اور میرا دعوی اسمین نہین ہے کہ واجب ہو واسطے ایک شخص کے اس رتبہ کا بلکہ اکثر اوقات
گویا کہ وہ اوسمین متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے
گویا کہ وہ اسمین متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے
انسان ہونیمین بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہین ہزارون اور جس شخص نے گمان کیا
متفرد ہونا اس رتبہ کا ایک شخص کو تو اشارہ کیا طرف سر غیر اسکے جو مینے بیان کیا ہے
یا وہ سید ہا چلا اس انفراد مین اور تم اسکو حمل کیا غیر اسکے محل کے اور
الحمد للہ کہ ان سب مقاموں سے جو مینے بیان کئے ہین مجکو جام لبریز پلایا ہے

من كل هذه المقامات التي اشرت اليها مشهد
آخر رأيتني في المنام قائم الزمان اعني ان الله تعالى
اذا اراد شيئاً من نظام الخير جعلني كالجارحة لاتمام
مراده و رأيت ان ملك الكفار استولى على بلاد المسلمين
ونهب اموالهم وسبى ذراريهم واظهر في بلد اجمير
شعائر الكفر وابطل شعائر الاسلام والعياذ بالله
فغضب الله تعالى على اهل الارض غضباً شديداً ورأيت
صورة هذا الغضب متمثلة في الملأ الاعلى ثم ترشح الغضب
الي فرأيتني غضباناً من جهة نفث من تلك الحضرة في نفسي
لا من جهة ارجع الى هذا العالم وانا ساعيت في جم
غفير من الناس منهم الروم ومنهم الازبكية ومنهم
العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان و
بعضهم مشاة على ارجلهم واقرب ما رأيت شبهاً
بهؤلاء الحجاج يوم عرفة ورأيتهم غضبوا لغضبي
وسألوني ماذا حكم الله في هذه الساعة قلت فك
كل نظام قالوا الى متى قلت الى ان تروني قد سكت
غضبي فطفقوا يتقاتلون بينهم ويضربون وجوه ابلهم
فقتل منهم كثير وانكسرت رؤس ابلهم وشفاهها
ثم اني تقدمت الى بلدة اخرى بقربها واقتل اهلها فتبعوني
في ذلك وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى وصلنا اجمير
وقتلنا هنالك الكفار واستخلصناها منهم وسبينا ملك
الكفار ثم رأيت ملك الكفار يمشي مع ملك الاسلام في
نفر من المسلمين وامر ملك الاسلام في اثناء ذلك
ان يجره فبطش به القوام وصرعوه وذبحوه بسكين
فلما رأيت الدم يخرج من اوداجه مسفوحاً فقلت

مشہد آخر میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس سے
میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شی کا نظام خیر سے
تو مجھکو کیا مانند عضو کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ کافروں کا
بادشاہ غالب آگیا مسلمانوں کے شہروں پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکے
ذریات کو غلام بنا لیا اور شہر اجمیر میں شعائر کفر ظاہر کیے اور شعائر اسلام
کھو دیے العیاذ باللہ خدا کا بڑا غضب ہے اہل زمین پر اور میں نے دیکھی
اس غضب کی صورت متمثل ملاء اعلے میں پھر ترشح ہوا غضب میری طرف
میں تو بہت غضبناک ہوا بسبب نفث ہونے کے اس درگاہ سے میرے نفس
میں نہ اس جہت سے کہ جو رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں اوس
ساعت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ ان میں روم اور ازبک اور عرب
سب ہیں بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور
بعضے پیادہ ہیں اور قریب سے کہ جو میں نے دیکھا مشابہ انکے ہیں حاجی
غضبناک ہونے سے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا
اس وقت میں نے کہا ہر نظام کے دور کرنیکا انہوں نے کہا
کب تک میں نے کہا کہ جب تک کہ تم دیکھو میرا غضب ساکت ہو گیا
تو وہ آپس میں قتال کرنے لگے اپنے اونٹوں کے مونہہ توڑتے پس قتل ہو گئے
اونمیں سے بہت اور ان کے بہت اونٹوں کے سر ٹوٹے پھر
میں بڑھا آگے ایک شہر کے طرف جو اس کے پیچھے تھا اور اسکے
لوگوں کو قتل کیا اور انہوں نے پیروی اور اتباع کی
میری اس امر میں اور اسی طرح خراب کیا ہم نے ایک شہر کے
بعد ایک شہر یہاں تک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہاں کفار کو قتل کیا اور اس کو
چھڑایا ہم نے اسکو اور غلام بنا لیا ہم نے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ
بادشاہ کفار جا رہا ہے بادشاہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کی گروہ میں پھر حکم دیا بادشاہ
اسلام نے اسی اثنا میں اسکی ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو لوگوں نے اور گرا دیا اسکو
اور ذبح کر ڈالا چھری سے پھر جب دیکھا میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اسکی رگوں سے کہا

الآن نزلت الرحمة ونزلت الرحمة والسكينة فشملت
من باشر القتال من المسلمين وصار على وجوههم سيماء عظم
الى رجل وسألني عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت
عن الجواب ولم اصرح رأيت ذلك ليلة الجمعة
الحادية والعشرين من ذي القعدة سنة ۱۱۴۴ مشهد

آخر لا شبهة في ان حقيقة الحقائق وحدة لا كثرة
فيها وانه لا بد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتتعين
المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من وحدتها
الى آخر المراتب تدريجية وانه لا غاية لها الا نفس ظهور
كمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الى
مراتب الكثرة حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دائرتها شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة
اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكانت فبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذه مشهد آخر
شاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشيء بالقوة القريبة
والبعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق
بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك

اور یہ کہ مشاہدہ نازل ہوئی ہے وہ رحمت اور سکینہ کو دیکھا کہ شامل
ہوگئے اون مسلمانوں سے جنہوں نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے مجھ تک
گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھ سے سوال کیا اُن مسلمانوں کا
جنہوں نے آپس مین قتال کیا تو مینے توقف کیا جواب مین اور تصریح نہ
کیا یہ مینے دیکھا شب جمعہ کو اکیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۴ کو مشہد

آخر اسمین کچھ شک نہین کہ حقیقۃ الحقایق وحدت ہے اوسمین
کثرت نہین ہے اور اوسکے واسطے تنزلات ضرور ہین کہ کثرت ظاہر ہو
اور اوسکے احکام وخواص کے مراتب متعین ہون اور اوسکی
وحدت سے حرکت اوسکے طرف وحدت سے آخر مراتب تک تدریجیہ ہے
اور اوسکی کچھ نہایت نہین مگر نفس ظہور کمال اوس وحدت کا اور اوس
وحدت کیواسطے وقت اوسکے حرکت لنفسہا کیطرف مراتب کثرات کے
حب مقدس اعلی ہے جسے ارادہ اختیاریہ کہتے ہین ایک قوم اور ایجاب
طبیعی کہتے ہین دوسرے اور یہہ حب بسیط ہے اپنی اول امر مین پھر اوسکا
دایرہ وسیع ہوتا گیا شیئا فشیئا مقابلہ وسعت کثرت کے ہر واسطے کہ
ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاصہ ہے حب خاص کہ وہ سبب ہے اوسکے بروز کا
اور تحقیق بساطت اولی مین نہین خالی تھی جمیع محبات سے جو بعد مین ظاہر
ہوئین لیکن وہ اوسمین مندمج نہین پھر ظاہر ہوگئین اور یکا یک (?)
نہین بارز ہوگئین پس یہ ایسے اصول ہین کہ اسمین کچھ شک کرنا
نہ چاہیے جس شخص کو ادنے بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے
ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہم نے یہ کہ نہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت
مین حد واحد پر نہین ہے بلکہ یہان حب خاص ہے مندمج اوس حب بسیط مین
وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری ہے
مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حب ظاہر اوس سے
ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشأ کلیہ کے اولا اور بالذات
اور یہان افراد کا اس نشأ کے کچھ ذکر نہین

المشاهدة الخامسة والاربعون ۴۵

ذلك الافراد بتلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صار حب ظهور الافراد تبعا حيث لها لا انا
ظاهر لو منه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون
فردا متشخصا في المثال وفردا منتشرا بعدد على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
به ظهور تدبير الهي متعلق بتلك النشأة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انفسح ذلك
الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان ينفسح
بقصد ظهور تدبير الهي اولا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشاة الحيوانية
فقط بل بازائها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشأة النامية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا الفرد فردا جامعا لجميع النشآت
الالهية والكونية فان كان قصدا لتدبير النشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم
الناسوت يظهر لها مثال بعد مثال حتى وجد
سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فكملت به احكام تلك
المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس
تحقق هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذي ليس
بنبي واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما ظهر

پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشا کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی
تفصیل میں بیت بار زظاہر اور اوس سے حب جو علاقہ رکھتی ہے ظہور
فرد سے اوس نشا سے کہ ہووے فرد متشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق
آوے کثیرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں ساتھ اسطرح کے
کہ ہووے قایم اوس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اوسکے دوسرا شخص
اور اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنے کے
یا یہہ کہ قصد کیا جاوے اوس سے تدبیر الٰہی کا جو متعلق ہے ساتھ اس
نشا کے اولا اور مانند اسکے حب متعلق ہوئی حب ساتھ ظہور نشا کلیہ کے
پھر منفسح ہوئی یہہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہہ کہ منفسح ہو ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہو مقصود
مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہہ ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے
مشاہدہ کیا نشأ انسانیہ تابع نہیں نشأ حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشأ
حیوانیہ تابع نہیں نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور
فرد کے حب ہے اول امر میں ہوگی یہہ مراد فرد جامع جمیع نشآت
الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اوس سے قصد
تدبیر نشأہ کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھے عالم مثال میں اور وہ ہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اوسکے مثال ظاہر
ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہانتک پائے
گئے سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہوگئے
اون سے احکام اوس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی
جاوے تدبیر نشأہ کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس
تحقق اسوجہ کا کمال سے تو وہ فرد ایسی ہی کی نبی نہیں ہے
اور جسوقت متعلق ہوئی حب ظہور نشاء کلیہ کے پھر جب آیا

وقت ظهورها فی افرادها تعلق الحب ثانیا بظهور فرد
فان کان قصد به حینئذ تدبیر النشاۃ فهو نبی من
الانبیاء ولیس بالفرد الجامع وان لم یقصد به حینئذ
ذلک بل محض ظهور کمالات تغلب فیها القوی الالهیۃ
علی القوی الکونیۃ فهو الولی الفانی الباقی وربما لا یتعلق
الحب فی اول الامر ولا عند ظهور افراد النشاۃ
الکلیۃ بظهور فرد بل انما یتعلق عند ظهور افراد
فی الناسوت وحینئذ ان کان قصد تدبیر ملۃ فهو
وارث الانبیاء او غیر ذلک فهو وارث الملا الاعلی
او لم یقصد الا کونه راشدا فقط فهو وارث الاولیاء
فهذه معرفۃ غامضۃ عض علیها بنواجذک ثم
اعلم ان للفرد احکاما لا توجد لغیره منها انه لیس له
مستقر منذ اول ما سافرت النقطۃ الحبیۃ الی ان
تعود لما منه سافرت انما کل نشاۃ مستودع وسیره
فیها اسرع من سیر السهم اذا انفذ من القوس حتی
یبلغ الی منتهاه فلا یتعلق بی یده شیء من النشآت
بخلاف غیره من الفهم الا ما کان فی حکمۃ الله ان النشاۃ
المتأخرۃ تستمد من النشاۃ المتقدمۃ ضرورۃ ومنها
انه یرزق الحب الذاتیۃ وحقیقتها النقطۃ الحبیۃ
عائدۃ الی ما منه هذا السیر علما وحالا ونشاۃ و
اما غیره فلیس له فی هذا القسم نصیب ومنها انه
لا یکون السبب الحقیقی لانتقال الفرد من نشاۃ الی
نشاۃ الا الحب الذاتیۃ تفصیل ذلک ان الفرد
اذا ورد فی مستودع ولا بد ان یلتفت زمانا الی احکام
تلک النشاۃ فیصل الی ذروۃ سنامها وبعده

وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوتی حب ثانی ظہور فرد کے پس
اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاہ کا تو وہ ایک نبی ہو انبیا
مین سے اور نہین فرد جامع اور جو یہہ قصد نکیا جاوے اسوقت
بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمین غالب ہون قوتہاے الٰہیہ اوپر قوتہاے
کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور لیا اوقات حب متعلق اول
امر مین نہین ہوتی اور نہ وقت ظہور افراد نشاہ کلیہ کے ساتھ
ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہوتی ہے وقت ظہور افراد کے
بیچ ناسوت کے اور اسوقت اگر اوس سے تدبیر ملت کہ تو
وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا پس وہ وارث ملا اعلیٰ کا ہے یا
نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو وارث اولیا کے
پس یہ معرفت بہت غامض ہے اسکو خوب مضبوط پکڑو [illegible]
پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہین ایسے کہ اسکے غیر کو
نہین ہین بعض انمین سے یہ ہے کہ اسکے واسطے کوئی مستقر نہین
اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے اسطرف
اس شی کے جسکے واسطے سفر کیا تھا بیشک ہر نشاہ کے لئے مستودع
ہے اور سیر اسکی بیچ اسکے تیز تر ہے تیر سے جسوقت وہ نکلے کمان سے یہانتک کہ
پہنچے اپنی منتہا کو پس اسکی دامن مین کوئی شی نہین متعلق ہوتی نشاۃ
کی لودگی نشات سے بخلاف اسکے غیر کے الٰہی یہ بات ہے کہ اسکی حکمت
ہو کہ نشاۃ متاخر مدد چاہے نشاہ متقدم سے ازروے ضرورت کے اور بعض انمین
سے یہہ ہے کہ اسکو نصیب کی گئی ہے محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت نقطہ
حبیہ عود کرنیوالا طرف اس شی کے جس سے یہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشاۃ
اور اسکے غیر کیواسطے اسمین نصیب نہین ہے اور بعض انمین سے یہ ہے کہ نہین
ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاہ سے دوسرے نشاہ کیطرف
مگر محبت ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع مین
تو ضرور ہے اسکو کہ التفات کرے ایک زمانہ اس نشاہ کے احکام کیطرف پس وصل کرے

غاربها ويظهر منه ما لا يظهر من غيره ثم بعد
ذلك لا بد ان ينفض تلك النشأة عن نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفض عنه النشأة الجنينية
فاذا حان النفض تذكر النقطة الجهية فيه مقره
العز وحين البساطة وتشتاق اليه اشد الاشتياق
فيما انها النفس على الحية الانسية ومن خاصيتها
ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت وينفك
نسمته عن جسده الكثيف الارضي واذا حان انفكاك
روحه عن نسمته الهوائية عاد اليه ذلك الهيمان
والنفض واذا حان انفكاك روحه عاد اليه ايضا و
هلم جرا حتى تصل النقطة الى حينها وموضع بساطتها
ومقرها عن ها واذا اقتعاد غارب النشأة الجسدية ففي
الانبياء ظاهر واما في غيرهم فمناصب وراثة
الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور اثار معها واحكامها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين صفات
كل مقام حصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور
رقايق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها وفي اثار
كل رقيقة بحيث لا يشغل شان عن شان واما اقتعاد
غارب النشأة النسمية فمنه ان يكون معدا
الوصول علوم النسم المقيدة باجسادها الى
التدلي الاعظم المتجلي منه الطبيعة الكلية وان
يكون جارحة في افاضة الصور الخارجية والوقائع
الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب انما كل شيء له بلسان رقيقة وعلى حال
التدلي لكن العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب

اور ٹھیرے وہان اور اُس سے وہ باتین ظاہر ہون جو نہون
اُسکے سواسے پھر بعد اُسکے ضرور ہے کہ یہہ نشاۃ اُسکو اپنی مین سے
نکالدے جیسے بچہ اپنے ماکے شکم مین سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتی ہے اُس سے
نشاۃ بچہ پن کی تو جب وقت ہو دور ہو جانیکا تو یاد کرے نقطہ جیبیہ مقر
عزت اور خیر بساطت اور مشتاق اُسکا نہایت شوق سے پس اُنکا جوش
اُسکے نفس کیواسطے وہ ہی محبت فراتیہ ہے اور اُسکی خاصیتون سے
کہ اُس سے منقطع ہو جائین عروق اِس نشاۃ کے پس وہ مرجائے اور
رہا ہو جائے نسمہ اُسکا جسم کثیف ارضی سے اور جب وقت ہو اُسکی روح
انفکاک نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اُسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور
بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے اُسکی روح کا تو بھی اُسکی
طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائین جبتک پہنچے نقطہ
اپنے خیر کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن
ٹھیرنا نہایت مین نشاۃ جسدیہ کے پس نبیون مین تو ظاہر ہے اور اُنکے
سوا مین پس منصب وراثت انبیا کے ہین جیسے مجددیت اور قطبیت
اور اُنکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کی
اور جمع درمیان صفات ہر مقام کے حاصل ہو واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اُس سے رقایق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اُسکے مناسب ہے اور زیادتی
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اُسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھیرنا بلندی پر نشاۃ نسمیہ پس اُس سے ہے یہ کہ مستعد ہو
واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کیطرف تدلی اعظم کے جس سے
پڑے ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ جارحہ ہو جاوے افاضہ مین صور خارجیہ کے
اور وقایع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہین ہے واسطے فرد کے
حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اُسکے ہے ساتھ زبان رقیقہ
اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہین ڈھانکتا اُسکو حال اور نہ منصب

انما الاحوال والمناصب فيتخلى عن الشيخ ان يحمل
كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات
العالية والمناصب الشامخة وقد نبهناك على جامع
كلامه وملاك امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق
ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لابد ان
يظهر تلك الآثار منه وليس له ان يكف نفسه عنها لانها
جبلة جبلت عليها رقيقة قمرية تحن وحن وهامن
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطرق المنسوبة
الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية تحن وحن وهامن
من العلوم الكسبية التصانيف ورأى خاص في كل
علم يبلغ اليه نظره ايا كان سواء كان معقولا او منقولا
ورقيقة زهرية يحن وحن وهما الجمال والمحبة لحب
كل احد ويحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة
شمسية يحن حن وهما الغلبة والظهور على الكل معنى
واستحقاقا وحفظ الجميع خلق الله تحت الحكم الوحداني
ورقيقة مريخية يحن وحن وهامن كل كمال التاصل
والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شئ مهلهلا
ضعيف النسج ورقيقة مشترية يحن وحن وهما
قطبية والامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيما يتقربون
الى ربهم ورقيقة زحلية يحن وحن وهامن كل
رقيقة بقاء وتاصل ونفوذ لدى الازمنة وايضا
تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملاء الاعلى
يحن وحن وهاهمة محيطة بجميع ما يلصق بمهجته
تجلب نظر الله وعصمته له ورقيقة من الملاء السافل
يحن وحن وهما نور يدخل في يديه ورجليه وعينيه

بجز اپنی نسبت کہ احوال اور مناصب پس اوسکے ہیں لیس نا برین
چاہئیے یہ کہ حمل کیا جاوے ہر کلام فرد کا اوس شئے سے جو خبر دی اوسکے
قیام کے تدبیرات عالیہ ومناصب بلند سے اور ہم آگاہ کرچکے ہیں تجھکو
جامع کلام اور ملاک امر کے اوسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اسمین
دس رقایق ظاہر بارزہ ہیں اور ہر رقیقہ کا اثر وحکم خاص ہے
ضرور ہے کہ وہ آثار اوس سے ظاہر ہوں اور نہیں روا اسکو روکنا
اپنے نفس کو اون سے اسواسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر
اونکے ایک رقیقہ قمریہ ہے مقابل ہے علوم کسبیہ کے علم حدیث سے
اور برکات طریقوں منسوبہ مشائخ صوفیہ سے اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف اور رای خاص کے
ہر علم میں کہ اوسکی نظر پہنچی اسمین کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال ومحبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اوسکو دوست رکھتا ہے
اس حیثیت سے کہ دونوں نہ جانیں اور ایک رقیقہ شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور کے کل پر معنًا واستحقاقًا وحفظًا ساتھ تمام خلقت
اللہ کے تحت میں اوسکے حکم وحدانی کی اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے
کہ اسکے مقابل ہے ہر کمال تاصل وسختی ورسوخ کا اور اگر وہ نہوتا
تو ہر شئے ہوتی خوفناک اور ضعیف بافتہ اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ
مقابل ہے اوسکے قطبیت امامت اور ہدایت اور ہونا اوسکا
مثابۃ للناس جس میں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈین اور
ہر ایک رقیقہ ہے زحلیہ اوسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا
اور تاصل اور نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور
نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ہے ملاء اعلیٰ
اوسکے مقابل ہے ہمت محیط بجمیع ما یلصق بہ کے وہ قالب ہے اپنا
نظر اور اوسکے عصمت کا اونکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل
وہ مقابل ہے نور داخل ہونا ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں

في جميع اعضائه ورقيقة تتدلى الى الاكمل من
عباده الذي ينشعب منه شعبتان شعبة نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية ثم يشغله شان عن شان ولا يأتي عليه حال
من الاحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا وهو
خبير بها الآن وانما الآن تفصيل لاجمال او شرح
نقطة تدورية وليس صدور الكرامات من الفرد
كصدورها عن غيره فان غيره يصدر منه الامور
الخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هي اما الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه رقائق كلية جملية جاءت من
قبل الاسماء الالهية ورقائق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبايعها ورقائق جاءت من
قبل العناصر ورقائق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها
ابدا بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن
مقتضاها ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون
محجوبا لشئ من الكمال بحيث انمحى اثر كمال آخر بل كل
عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فلاحد
وجهين احدهما ان يكون المدبر الحق اراد بعباده
ايصال نفع دنيوي او اخروي او دفع ضرر كذلك
او اراد تعذيبهم على افعالهم فيجري على يديه
وينسب الخرق اليه وهو في الحقيقة كالميت

اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہے
اسکے بندونکی طرف اوس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت
کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اوسکا نفس بالکل نفس
قدسیہ سرشت ہوا ہے کہ نہیں روکتے اوسکو کوئی شان کسی
شان سے اور اوسپر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے
نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اوس سے اوس آن اور
تحقیق آنیوالا تفصیل ہے اجمال کے یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ دورہ
اور فرد سے ایسی کراماتیں نہیں صادر ہوتی جیسے کہ اسکے سوا سے کیونکہ
اوس کے سوا سے آثار اور کراماتیں صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اوس
حالت کے جو اوس میں ہے جبکہ حکم کرتی ہے وہ حالت اوسکے طبقات
وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہی لیکن فرد کا
ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اسلئے ہے کہ تم
جان چکے ہو کہ اسمین رقائق کلیہ جملیہ ہیں کہ آئی ہیں اسمائے الٰہیہ کیطرف سے
اور رقائق ہیں کہ آئی ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے
اور رقائق ہیں کہ آئی ہیں جانب عناصر سے اور رقائق ہیں کہ
آئی ہیں طرح طرح کے کمالونسے جو اوسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا
ایک جزء دوسرے جزء پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی ہے بہیمیت کبھی اپنی
مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اوسپر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول
ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اوسپر اور کبھی محجوب نہیں ہوتا
کسی کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسری کمال کا اثر کم ہو جائے
بلکہ اوسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار پر ہے تو اوس سے جو خارق عادت
ظاہر ہو تو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندونکو
نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا
یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اوس کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور
وہ اسکیطرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحالیکہ وہ فرد مانند مردہ کی ہے

فربما المسائل تحضيرا له في ذلك وثانيهما انه يرجع
هذا الفرد الى عقله وحكمته الراسخة فاذا اراد
شيئا فيه نفع له او لغيره بسط رقيقة من رقائقه
الى ما يناسب هذا الشيء فظهر خارق عادة في
الناس مثلا اراد ان يخبر الناس بما ياتي من الوقائع
فبسط رقيقة من رقائقه وهي القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط رقيقة
من رقائقه وهي الشمسية فسخرت وهلم جرا و
من خواص الفرد في الحيوة الدنيا انه ياتي
بالذي يعبد ربه بجميع اخلاقه وجميع طبائعه و
ذلك ان الانسان في مجرى العادة يفعل افعال
الشجاعة لداعية ترجع الى جلب نفع او دفع
ضرر دنيوي فاذا كان العبد فردا انعقد في الملأ
الاعلى حكم من احكام الحق فترشح منه الى
النفس وانبعث الداعية وخدمها خلق من اخلاقه
فجرت الافعال وهو في كل ذلك فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنى عبادته باخلاقه وللانسان
طبائع ولكل طبيعة فناء وبقاء وكمال تنوع من
ربه وافعال تجري منها بفنائها في الحق وتجليات
معنوية حاصلة من تركيب الكمال بالطبيعة
البشرية بحسب ذلك التركيب كما ان الطبيعة
الزهرية بحسب التسمية تقتضي ان يلتذ كل حسن
بالجمال الذي خصه الله تعالى به ويرى في كل
لذة وبهجة انبعاثا الى الله واخباتا له فيكون
الحسن بلذاتها والاشياء التي يلتذ بها كلها السنة

مسائل سکھلاتے ہیں اسکو اسمین تہیا کرنیکے لیئے اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ یہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت راسخہ کیطرف پس جب چاہیے
کہ کسی شی میں کہ اسکو نفع ہو یا اور دوسرے کو تو اسکے رقایق میں سے
کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شئے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگوں میں مثلاً ارادہ کرے کہ جو وقایع آنیوالے ہیں اُنکی لوگونکو
خبر کرے تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور
لوگونکو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کے تسخیر کا
تو بسط کرے ایک رقیقہ رقایق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرلے اور
اسیطرح اور جہاں تک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی
دنیا میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبایع سے اور
یہ امر اسلئے ہے کہ عادت یہی ہے کہ انسان افعال شجاعت کے کرتا ہے
واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو
بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملأ اعلیٰ میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے
احکام میں سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کیطرف تو اٹھتا ہے
داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے اخلاق میں سے
تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے
اسکی مراد میں باقی ہے تو یہ معنے ہیں اسکی عبادت کے بجمیع اخلاق
اور انسان کے واسطے طبایع ہیں اور ہر طبیعے کیواسطے فنا و بقا ہے
اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کیطرف سے دیا گیا ہے اور افعال
ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جب اسکو فنا کرے حق میں
اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشریہ کے
حاصل ہوتی ہیں موافق اس ترکیب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب تسمیہ
مقتضی ہے کہ لذت اٹھاوے حسن اور جمال کی جس سے اللہ نے اسکو خاص
کیا ہے اور دیکھے ہر لذت اور ہر خوشی میں ابتداء رہی سے کی اور فرد ہے اسکے آگے
لین جائیں سبب اس حسن لذتونکے وہر شے جس سے لذت اٹھاتا ہے

تذکر الله تعالی فیحصل له حالة عجیبة یستغرق فیها
ویسکر حینا من الدهر وقس علی ذلک کل طبیعة
وان شئت الحق فعبادة تمادیه فی حفہ جریانہ
علی مقتضی طبیعته والله حافظه واذا اتاه زجر
علی فعل فسببه مخالفته فی ذلک للباس البسه
الله تعالی ومن خواصه فی البرزخ انه اذا انتقل
عن هذا البدن تهام الی الطبیعة العامة التی تعم
کل موجود هیمان النفس الناطقة الی بدنها الا ان
هیمانها هیمان تدبیر وهیمانه هیمان عشق فحینئذ
یسری فی اجزاء العالم بهمته ففی الحجر حجر وفی الشجر شجر
وفی الفلک فلک وفی الملک ملک لایصده طور عن
طور کهیئة الطبیعة المطلقة وحینئذ ربما کان
من هذا الفرد آثار عجیبة واحکام غریبة فمنها انه
یعلم بالعلم الحضوری انه القیم بالطبیعة الاولی کما
ان النفس یعلم انه قایم ولیس بقایم الا الجسد
ولایعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذلک
بعلم حصولی کما یعلم ان فلانا الاجنبی ابن فلان و
منها ان هذه الحقیقة ربما صارت معدة
لبعض التدبیر الکلی فبرزت وبرزت فی بعض
المواطن ویکون سببا لافاضة البرکات **شعر**

ومن بعد هذا ماتدق صفاته و ماکتمه احظی لدی واجمل

تحقیق فی بیان قول السید عبد السلام بن
بشیش قدس سره علی مشرب القوم اللهم اجعل
الحجاب الاعظم حیاة روحی وروحه سر حقیقتی
وحقیقته جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتهی

سے کے سبب زبان میں واسطے یاد دلانے اللہ تعالی کے تو حاصل ہو اسکو ایک
عجیب حالت کہ اسمیں مستغرق ہوجائے اور سکر میں آجائے کچھ وقت زمانہ
سے اور اسی پر قیاس کرلے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اسکی
جاری ہونا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جسوقت کسی فعل پر اسکو
زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت ہے اس امر میں
بسبب اس لباس کے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد
کے خواص سے ہے عالم برزخ میں کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے
ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہے ہر موجود کو جیسا
ہیمان نفس ناطقہ کو بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیر ہے
اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہے تو اسوقت سریان کرتا ہے
اپنی ہمت سے اجزائے عالم میں تو حجر میں حجر ہے اور شجر میں شجر
اور فلک میں فلک ہے اور ملک میں ملک ہے نہیں روکتا ہے
اسکو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے
اور اسوقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام
غریبہ ہوتے ہیں پس ان میں سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری
سے کہ وہ قیم بالطبیعة الاولی ہے جیسا کہ نفس جانتا کہ قایم ہے
اور وہ قایم نہیں مگر جسد قایم ہے اور اس علم سے نہیں
جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے
علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور ان میں سے ہے
یہ کہ یہ حقیقت کبھی ہوتی ہے مستعد واسطے تدبیر کلی کی پس بروز کرتی
ہے بعضے مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا **شعر**

ومن بعد ہذا ماتدق صفاتہ وماکتمہ احظی لدی واجمل

یعنے اسکے بعد اسکی صفتیں ظاہر نہیں کیجاتی اور میرے نزدیک اسکا
چھپانا بہت خوب اور بہت اچھا ہے **تحقیق** بیان میں قول سید عبد السلام ابن بشیش
قدس سرہ کے حسب مشرب قوم کے وہ قول یہ ہے اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیاة

المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه
وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق و
حجابك الاعظم القائم لك بين يديك وانما عبر عنه
بالحجاب الاعظم لان حقيقته عليه الصلوة والسلام
اول المبدعات واعظمها كما ذكره القوم في
قوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق الله نوري و
منها انشعبت الحقائق فهي الواسطة بينه وبينها
وروحه نبي الانبياء فان ارواحهم انما اخذت العلوم
والمعارف بواسطة روحه فكان النبي ترجمان
الحق في قومه والواسطة بينه وبينهم فكذلك روحه
صلى الله عليه وسلم ترجمان الحق في الارواح والواسطة
بينه وبينها وفي قوله عز من قائل فكيف اذا جئنا من
كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اشارة
الى هذا المعنى بناء على ان هؤلاء اشارة الى الشهداء
وصورته الظاهرة في الناسوت التي عليها ظهرت
المعجزات وبينت على لسانها المعارف والاحكام
واسطة بين الحق وخلقه وسبب لقربهم منه كما ظهر
مما بينا ان له صلى الله عليه وسلم ثلث نشأت كلية و
ثلثة اصناف من التوسط بحسب تلك النشأت فاولها
مرتبة تسمى عند الطائفة بالحقيقة المحمدية وهي
تعين كلي في الخارج لاحكام الاسماء الكلية وثانيها
مرتبة تسمى عندهم بالروح المحمدي وهي التعين المجازي
للحقيقة المحمدية عند انفساخ الانسان الكلي الى مظاهره
وتقيداته وثالثها النشأة الناسوتية المنوطة بها
الكمالات الظاهرة بعد بعثته الى الخلق على راس

حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی جیسا کہ
دلالت کرتا ہے اس پر قول آپ قدس سرہ کا ما سبق مین

وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک اور تحقیق ذات نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبدعات کا اول اور اعظم ہے
جیسا کہ ذکر کیا ہی قوم نے بیچ اس فرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ اول ما خلق اللہ نوری اور آس سے منشعب ہوئی ہین
حقیقتین پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی درمیان
اللہ کے اور حقایق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نبی الانبیا ہے کہ بیشک انبیا کی روح نے اخذ کئے علوم اور معارف
بواسطہ اُس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہی اپنی قوم
مین اور واسطہ ہی اللہ مین اور قوم مین اسی طرح روح مکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہی ارواح مین اور واسطہ ہی
اللہ مین اور ارواح مین اور بیچ اس قول اللہ تعالی کے

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء
شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنے کے بنابرین کہ ہؤلاء اشارہ ہے
طرف شہدا کے اور انکی صورت ظاہر ناسوت مین جس سے معجزے ظاہر ہوئے
اور آس صورت کی زبان سے بیان ہوئی معارف اور احکام واسطہ ہی
درمیان حق کی اور اسکی مخلوق کی اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا
حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہمنے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے تین عالم ہین کلیہ اور تین قسم کی ہین توسطات موافق تین
نشات کے تو اول وہ مرتبہ ہی جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتے ہین
اور وہ ایک تعین کلی ہی خارج مین واسطے احکام اسمار کلیہ کے اور دوسرا
انمین سے مرتبہ ہی جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہی اور وہ تعین مجازی
حقیقت محمدیہ کی وقت منفسخ ہونے انسان کلی کی طرف اپنی مظاہر اور

اربعين سنة من عمره من اقامة الله الهدى جاءه وفتح
ابصاراً عمياً وآذاناً صماً وقلوباً غلفاً حتى يشهدوا
بالوحدانية ويشهدوا ويعدوا احكام الله المتعلقة
بافعال المكلفين وغير ذلك من المعارف الجليلة
واكمل الاولياء من كان على قلب خاتم الانبياء صلى
الله عليه وسلم في تلك النشآت الثلث لكن الحقائق
الجزئية المستعدة لكمالات المحبة والمحبوبية وما يضاهيهما
لايتعين الابعد اختيار الانسان الكلي بحياله فاول
تعينها في الخارج يضاهي ويسامت التعين الروحي
من الحقائق الكلية فلا يظهر مدد الحقيقة المحمدية
الواصل الى الحقائق الجزئية الابعد تعينها وتكون
الجامعية ميراثاً عنها وانعقاد الاستعداد ذات هنا
ميراثاً عن الروح المحمدي بتلقي من مرتبة العطايا ولحق
واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول
الشيخ قدس سره يتبهل الى ربه تبارك وتعالى
بلسان استعداده ان يجعله من ورثة سيدنا ومولانا
محمد صلى الله عليه وسلم بحسب النشآت الثلث و
بكمالاتها المختصة بكل منها نعبر عن سؤاله ميراثه
من الكمالات الناسوتية بقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حيوة روحي اعني بها الروح المنفوخة
في البدن المدبرة له بالة الحس والحركة وهي في
الافراد الجزئية المستعدة للكمالات الجزئية التي
اشرنا اليها بازاء الصورة الناسوتية في الافراد
الكلية المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن
تشبيه المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم

جب عمر مبارک چالیس برس کے ہوئے کہ گمراہوں کو راہ پر لائے
اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو ہدایت بخشی
کہ انہوں نے وحدانیت الٰہی کی گواہی دی اور تہذیب پائی
اور جانے اللہ کے حکم جو تعلق افعال مکلفین سے تھی اور اسکو سوا
او معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم
الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینوں نشات میں لیکن
حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور ان
دونو کے مانند کی نہیں متعین ہوتی مگر بعد جز اختیار کرنے انسان
کلی کے اُسکے مقابل میں پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج
میں مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کا حقائق کلیہ سے پس نہیں
ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کے جو واصل ہے طرف حقائق جزئیہ
کے مگر وقت اُسکے تعین کے اور جامعیت کے میراث حقیقت محمدیہ کے
اور منعقد ہونا استعدادات کا یہاں میراث ہی روح محمدیہ سے
تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار اُنکے وجود کا متعدد جب
یہ بات تمہید ہولی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ ابتہال
درازی کرتا ہے رب تبارک وتعالی سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ اللہ اسکو کرے وارثوں سے سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بحسب نشات ثلثہ کے اور اُنکی کمالات مختصہ کے جو
ایک میں میں پس تعبیر کیا اپنی سوال سے میراث کو اُسکے کمالات ناسوتیہ سے
اس قول کی ساتھ کہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد
اُس سے روح منفوخ فی البدن ہے ایسی کہ بدن کی مدبر ہے اور اُسکی
حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے
واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت
ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ
چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اُس مدد کا جو واصل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

الی روح هذا المستفید بالحیوة التی هی کمال اول له
و عبر عن سوال له میراثه من الکمالات الروحیة بقوله
و روحه سر حقیقته و ذلك لان الحقایق الجزئیة انما
تنشأ من حیث تتعین الارواح الکلیة و کانه خفیا
فی التعبیر عن المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم
الی حقیقة هذا المستفید بالسر الذی یفهم منه
الخفاء و للمصدریة للآثار و الکمالات و تعیین
الاستعدادات مستمرا دائما علی نمط واحد من
الحسن و البراعة و عبر عنه سواله میراثه بحسب
الکمالات التی ورثتها الحقیقة المحمدیة وان لم تظهر
الا فیما دون تلك المرتبة بقوله و حقیقته جامع عوالم
و ذلك لان الاکملیة بهذا الوجه تلازم ظهور
رقایق کثیرة بازاء النشآت الخارجیة کل رقیقة
اجمال نشأة و معرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه
صلی الله علیه وسلم فی هذه المرتبة الی حقیقة
المستفید صورته جمع العوالم بهذا المعنی اجعل
ذلك کذلك بتحقیقك و التحقیق جعل الشیء متحققا فی
الخارج و المراد منه الفیض المقدس و لا یخفی ما فی
وضع المظهر مکان المضمر من الاشعار بان التحقیق
صادر منه من جهة کونه حقا ای متحققا بذاته محققا
لغیره و اول الاشیاء فانه وجود الوجودات
و ماهیة الماهیات تحقیق للعارف و صول الی
الذات و وصول الی الاسماء و التجلیات سواء
قلنا بان الوصول الی الذات علم بها و ادراك لها
اولا و ما یوهم خلاف ما ذکرنا من کلام المحققین

طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ
کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا اس نے اپنے سوال سے میراث
صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ و روحہ
سر حقیقتہ اور یہ اسواسطے کہ حقایق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہین
اس جاے سے کہ متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ
نہین وہ شئے کہ بیچ تعبیر مدد کی ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس
سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار و کمالات
اور تعین استعدادات مستمر و دایم نمط واحد پر حسن و براعت سے
اور تعبیر کیا اس سے سوال اسکا میراث اس کی موافق ان کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہین ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوا اس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے و حقیقتہ جامع ہے
عوالم کا اور یہ امر اسلیئے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے
ظہور رقایق کثیرہ کے بمقابلہ نشأت خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہے
ایک نشاء کا اور اسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مرتبہ مین طرف مستفید کے اس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذالک کذالک بتحقیقک اور
تحقیق گردانا شئے کا متحقق ہے خارج مین اور مراد اس سے
فیض مقدس ہے اور مخفی نہین وضع مظہر سے مکان مضمر مین
کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اس سے
بسبب اسکے ہونے کے حق یعنے متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اول اشیا پس بیشک وہ وجود الوجودات و ماہیت
الماہیات ہے تحقیق واسطے عارف کے ہے وصول طرف
الاسماء و التجلیات کے برابر ہے جو کہا ہے یہ کہ وصول طرف الذات علم ذات
اور اسکا ادراک ہے یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف محققین کے

فی هذه المسئلة فبحثنا و نفی العلم والاحاطة لا نفس
الوصول وتفصیله ان السالک اذا وصل الی الحقیقة
التی یعبر عنها بانا دجرد ها عماد ونها وقع له التفات
الی التحقق والتقرر والوجود واصل ذلک کله الوجود
المطلق وله تنزلات شتی وملابس کثیرة فیعرف
فی ضمن هذا الالتفات کل تنزل ولبسة لحاسة
ذلک التنزل وتلک اللبسة فلا یدرک المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح وهکذا یرجع متصاعدا
حتی یدرک الحقیقة التی لا حقیقة وراءها بتلک الحقیقة
بعینها فهنالک وصول ولیس هنا علم الا ابانا ولا ادراک
الا ابانا وما احسن قول الشیخ العارف عفیف الدین
التلمسانی مشیرا الی هذه النکتة **شعر** دعوا منکری
فوزی بها یتفطر ولم یحق بها تیک القلوب بانفطارها
وماذا علی من صار خالا لخدها اغار ابوها ام
تنبه جارها فالکمل متحقق لهم الوصول الی
الذات بالفعل وکذلک باصول الاسماء والتجلیات
فناء وبقاء وتحققا لا یجوز ان یکون لهم حالة
منتظرة فی ذلک نعم بعد ذلک احکام خاصة
بکل نشاة من النشات یعتورها الانسان مرة بعد
مرة وکانه قد احاط بها اجمالا فی دینک الوصولین
وما بقی الا التفصیل فترقیات الکمل غیر متناهیة
بهذا المعنی **تحقیق** اعلم ان الله جل مجده
یعلم الاشیاء بوجهین احدهما الوجه الاجمالی بیانه
انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود فی الاشیاء
العلم بالعلة التامة یکفی فی العلم بالمعلول وهذا الا

کلام سے اس مسئلہ مین تو اسکی معنی ہین نفی علم کی اور احاطہ کی
نہ نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول
ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت انا ہے اور وہ
حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنی سوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے
التفات طرف تحقق و تقرر و وجود کے اور اس سب کی اصل وجود مطلق ہے
اور اوسکے واسطے تنزلات ہین بہت اور لباس ہین کثیر پس
پہچانتا ہے اس التفات کی ضمن مین ہر تنزل و ہر لباس کو ساتھ
حاسہ اس تنزل اور اس لباس کی تو نہین ادراک ہوتی مثال کی مگر
ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسیطرح رجوع کرتا ہے
صعود کرتا ہوا یہانتک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ اسکی پرے کوئی
اور حقیقت نہین ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس وہان وصول ہے اور
علم نہین وہان مگر انا کا اور کوئی ادراک نہین مگر انا کا اور کیا خوب
قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی کا اشارہ کرتا ہوا اس
نکتہ کی طرف **شعر** دعوا منکری فوزی بہا یتفطروا ویحق
لہا تیک القلوب انفطارہا وماذا علی من صار خالا لخدہا اغار
ابوہا ام تنبہ جارہا پس کاملون کے واسطے وصول متحقق ہے طرف
ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ اصول اسما اور تجلیات کے فناء
وبقاء وتحققا نہین جائز یہ کہ ہو انکی واسطے حال منتظرہ اس مین ہان
انکو بعد احکام خاص مین ہر نشاء کے نشات مین سے کہ برتتا ہے انکو انسان
ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالا ان دونون
وصولون مین اور نہین باقی ہے مگر تفصیل پس کاملون کی ترقیات کو
انتہا نہین اس معنی سے **تحقیق** اب جاننا چاہیئے کہ تحقیق اللہ
جل مجدہ کو اول علم اشیا ہے دو وجہون سے ایک وجہ تو اجمالی ہے
اسکا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا
واسطے نظام وجود کے واسطے اشیا کے علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیاء

هنالك موجودة بوجود الهى لا بوجود امكانى
لان كل شئ انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد
بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شئ كمال الواجب
واقتضاء وهذه الكمالات مبدء صدور هذه
الاشياء وكنه حقايقها فكل كمال يقتضى شيئا بخصوصه
وكل شئ يحتاج الى كمال بخصوصه كان هذه الكمالات
والاشياء امر واحد غير ان هذه من لوازم الواجب
واعتبارات الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحياة
وتلك معلولات صادرة منه وثانيهما الوجه التفصيلى
بيانه ان كل موجود فانما هو معلول الواجب فلا
يكون معلولا لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة
هذه المعلولات اليه تعالى مثل حاجة البناء الى
البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحققها
وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها
وتحقيقه اياها هو كنه وجودها وتحققها لا غير
وانما منشأ امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز
بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض
فهذا الارتباط اقوى من ارتباط الصورة بمحلها
يقتضى حضور الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى
الاشياء بتلك الاشياء لا بصورها المرتسمة فى الواجب
وهذا علم الواجب لها بوجودها الامكانى سواء
فى ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة
الى توسيط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء
الا فى المفروضات التى لا تحقق لها الا فى فرض
الفارض كانياب الغول فليتدبر الكلام حق التدبر

وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اسلئے کہ
ہر شے متحقق ہوتی ہے تحقیق سے واجب کے اسکے واسطے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد
واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات
مبدا ہیں ان اشیا کے صدور کا اور کنہ ہیں انکے حقایق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شے کا بخصوصہ اور ہر شے محتاج ہے طرف کسی کمال کی
بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیا امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم
واجب سے ہیں اور اعتبارات اسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کی ہیں اور قدرت
اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوتی ہیں اس سے
اور دوسری جہت انمیں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ہر موجود
معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اس کا تحقق
اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کو مثل حاجت
معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل ان کی تقرر
اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمر ہے جب تک موجود ہیں اور
ایجاد واجب کا ہے واسطے انکی اور تحقیق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے
انکی وجود کا اور انکی تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشا
امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا
اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت سے
اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیا کا واسطے اپنی فاعل کی پس جانتا ہے اول
اشیا کو ساتھ ان اشیا کے نہ انکی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم
واجب کا واسطے انکی ساتھ انکی وجود امکانی کی ہے برابر ہے
اس میں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ
حاجت نہیں واسطے جواہر عقلیہ مرتسمہ فیہا صور الاشیا کے
مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے
مگر فرض فارض میں جیسے غول کے دانت پس
غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنیکا

مشہد آخر علمت ان الملل والمذاهب توصف بالحقية يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر في وصف احدهما بذلك الى مطابقة الواقع له فتأملنا حقيقة هذا الواقع الذي ان وافقه الشئ كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلي والآخر دقيق يدرك من بعد اما الجلي فان يكون كل مسئلة من الاعتقادات مطابقة لما عليه المعتقد في الخارج مثلا يحكم بان الله يسخط ويغضب ويكون الامر كذلك وبان الحشر الجسماني كائن وهو كذلك وكل مسئلة مما يحكم فيها بوجوب وحرمة مطابقة لما عليه الامر المنعقد في الملاء الاعلى مثلا يحكم بان الصلوة واجبة ويكون في الملاء الاعلى نازل مثالي من قضاء مضمونه تحسين من تلبس بها وكونها مستلزمة ترقيه من تشبث بذيل نسمته في الدنيا والآخرة وتكفير هيأت ظلمانية عن نسمته حاصلة من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم اكل الزنجبيل تسخين البدن واذهاب البرودة عنه فهذا النازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد الملة كتوقيت الصلوة بالاوقات الخمس وتحديد الزكوة بمأتي درهم وبالحول ويكون بحيث يثبت بين الاصل وبين هذه الاشباح وجود تشبيهي في مدارك الملاء الاعلى فيكون هذا اذا كذا وذاك هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قيل انها حقة وكذلك معنى حقية المذهب ان يكون

مشہد آخر جاننا چاہیے کہ ملتیں اور مذہب وصف کی جاتی ہیں ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حق اور مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہے وصف میں ایک کے ان دونوں کے پس جس نے تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہوا وہ اس شئے کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل تو ہم نے دو معنے پائے ایک تو ظاہر روشن اور دوسرے دقیق و باریک کہ بعد میں معلوم ہوں گے تو ظاہر روشن تو یہ ہیں کہ اگر ہو مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے اس شئے کے جس پر اعتقاد کیا ہے خارج میں مثلاً حکم کیا جائے کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب کرتا ہے اور ہے امر یوں ہیں اور یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی ہونیوالا ہے اور یہ یوں ہیں ہے اور جو مسئلہ ہو وے کہ اسمیں حکم وجوب و حرمت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جس پر منعقد ہے امر ملاء اعلی میں مثلاً کہا جاوے کہ نماز فرض ہے اور ہو وے بیچ ملاء اعلی کے نازل مثالی ادائے مضمون اسکی تحسین اس شخص کی جو متلبس ہو اس سے اور اسکا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا جو چنگل مارنے سے اسکے دامن نسمہ میں بیچ دنیا اور آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کی نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہاں مطابق ہے واسطے علم اسکے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمیں توقیت ہو یا تحدید مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوۃ کو دوسو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی مدارک ملاء اعلی میں تو یہ وہ ہی اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی حقیت مذاہب کے ہیں

احکامہ مطابقۃ لما قالہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی نفس الامر ولما کان علیہ القرون المشہود لہا بالخیر وان کانت المسئلۃ لا نص فیہا ولا روایۃ فحقیتہا ان تکون محفوفۃ بقرائن تورث غالب الظن بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تکلم فی المسئلۃ لما نطق بغیر ہذا القول وان یکون وجہ الاستخراج والاستنباط ظاہرا لا یریب فیہ المحیط باسالیب الکلام ومقاصد الشارع فی شرع الاحکام فہذا معنی حقیۃ المذہب واما الدقیق الذی یعرف من بعد فان یکون الحق علم جمع شمل امۃ من الامم بان یلہم مصطفی من عبادہ باقامۃ ملۃ من الملل فیصیر خادما للارادۃ الحق متعینا لظہور تدبیرہ ویکون لفیض مددہ الغیبی فقال فیہ من اطاع ہذا العبد فقد اطاع اللہ ومن عصاہ فقد عصی اللہ فصار الرضی مقصورا فی موافقۃ ہذا التدبیر والسخط فی مخالفتہ ومنافاتہ واذا کان کذلک صار احکام الملۃ جمیعا حقۃ والمنظور فی وصفہا بالحقیۃ حینئذ ظہور التدبیر الالہی فی ہذا الشبح لا غیر وکذلک المذہب ربما یکون العنایۃ المتوجہۃ الی حفظ الملۃ متوجہۃ بحسب معدات الی حفظ مذہب خاص بان یکون حفظۃ المذہب یومئذ ہم القائمین بالذب عن الملۃ ویکون شعارہم فی قطر من الاقطار ہو الفارق بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود شبیہ فی الملأ الاعلی والسافل بان الملۃ ہی ہذا المذہب

کہ ہوں اُسکے احکام مطابق واسطے اُس چیز کے کہ کہا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اُس چیز کے کہ اُسپر ہیں قرون جنکو واسطے شہادت ہی خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا جسمین نہ نص ہو اور نہ روایت تو اُسکی حقیت محتاج قرائن کی ہے جو مورث ہوں غالب ظن کے ساتھ اسطرح کی کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ میں تو یوہیں فرماتے اور یہ کہ وجہہ اُسکی استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا بیچ شرع احکام کی پس یہ معنی ہیں حقیت مذہب کے اور وجہ دقیق و باریک معنی ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ نے جانا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو ملانا اور جمع کرنا اس طرح سی کہ الہام کرے کسی برگزیدہ کو اپنی بندوں میں سی واسطی اقامت کسی ملت کی کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ حق کا اور منصب ہو اُسکی ظہور و تدبیر کا اور آشیان ہو اسکی فیض مدد غیبی کا جسکو کہا جای کہ جس نی اس کی اطاعت کی اُسنے اللہ کی اطاعت کی اور جسنے اُس کی نافرمانی کی اُسنے اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت اور منافات پر اور جب اسطرح ہو تو ہونگی احکام ملت کے سب حق اور واسطے اُسکی حق کہنے میں منظور ہو تدبیر الٰہی ہی بیچ اس جسم قالب کے نہ سوا اُسکے اور اسیطرح مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایات الٰہی متوجہ ہوتی ہی حفظ ملت کی متوجہ بحسب معدات کے طرف حفظ مذہب خاص کی اسطرح ہی کہ نگہبان مذہب کے اس زمانہ میں قایم واسطے ابراء دور کرنیکے ملت سے ہوں یا اُنکا شعار تو ہی اطراف کے کسی طرف میں فارق درمیان حق و باطل کی تو اُس وقت منعقد ہوتا ہی وجود تشبیہ

ويتقيد احكامها الكلية بتلك الصور الخاصة في مداركهم فيصير المذهب حقا بهذا المعنى ويكون مناط الحقية هو الوجود التشبيهي. أما المعنى الجلي فهو الذي يعلمه الراسخون في العلم بعلمهم واهل الاستنباط باستنباطهم. وأما المعنى الدقيق فلا يوقف عليه الا بالنور الالهي الكاشف عن [illegible] رسول الله [illegible] ... [illegible] لي ان في المذهب الحنفي [illegible] واخذ اتحقق في هذا السر الغامض حتى وجدت ما اثبتناه وشاهدت ان لهذا المذهب يومنا هذا رجحانا على سائر المذاهب بحسب المعنى الدقيق وان كان بعضها ارجح منه بحسب المعنى الاول وشاهدت ان هذا السر هو ربما يدركه صاحب الكشف نوع ادراك فيرجح هذا المذهب على سائر المذاهب وربما يتمثل الهاما او بالمنام فيما يلهم [illegible] على الاخذ به لكن الحق الصراح ما قلنا ففحصت عليه بعد ذلك فقد برهنا [illegible] اني دخلت الكعبة المشرفة وتوجهت الى باطني فتجلى لي حقيقة الصراط المستقيم الذي بينها النبي صلى الله عليه وسلم بان خط خطا وخط جنبيه خطوطا الى آخر الحديث فوجدت انها في حاق الوسط بين احوال النفوس بعضها فيما الى الفوق وبعضه دون ذلك اعني بذلك ان كل طبقة زكية وغبية لها صراط مستقيم وليس الصراط المستقيم اسما لمرتبة خاصة بالزكية ووجدته نوعا من التثبت والرسوخ في الموافقة والانقياد ووجدت كان المذهب الفقيه

اور مقید ہو سکتے ہیں اسکے احکام کلیہ ساتھ اس صورت خاص کے انکے مدارک میں تو وہ مذہب حق ہوتا ہے اس معنی سے اور ہوتا ہے مناط حقیت یہ وجود تشبیہی ولیکن معنی جلی وہ روشن وہ ہیں جنکو پہنچتے ہیں راسخون فی العلم اپنے علم سے اور اہل استنباط اپنے استنباط سے اور معنی دقیق سو نہیں واقف ہوتا مگر ساتھ نور نبوی کے جو کاشف ہے احکام تدبیر قاہر الہی کا اور وہ یہ ہے جو ہمنے کہا کہ یہ بعد کہائی دیگا اور جب تمہید ہولی تو ہم کہتے ہیں کہ دکہائی دیا ہمکو کہ مذہب حنفی میں ایک سر غامض ہے پھر ہمیشہ میں اسمین غور کیا کرتا تہا کہ کیا سر غامض ہے یہانتک کہ میں نے پایا جو بیان کر چکا ہون اور مجکو مشاہدہ ہوا کہ اس مذہب حنفی کے واسطے اس زمانہ میں ترجیح ہے سب مذہبوں پر موافق اس معنی دقیق کے اگرچہ بعض مذہب زیادہ ترجیح رکہتے ہیں موافق پہلے معنے کے اور مشاہدہ کیا کہ یہ وہ سر ہے جسکو اکثر صاحب کشف دریافت کرتے ہیں اور ایک قسم کی ترجیح اس مذہب کو سب مذہبوں پر اور اکثر اوقات متمثل ہوتا ہے الہام اسمین مضمون ہمکا یا خواب میں دیکھتا ہے اوسی پر عمل کرنیکو لیکن حق صریح وہی ہے جو ہمنے کہا ہے اسکو جو مضمون ہے پھر بہت غور کر کر خوب مشہد آخر میں کعبہ مشرفہ میں داخل ہوا اور متوجہ ہوا اپنے باطن کیطرف تو متجلی ہوئی مجکو حقیقت صراط مستقیم کی جسکو بیان کیا ہے نبی صلعم نے اس طرح کہ ایک سیدھا خط کہینچا اور دونوں طرف اوسکے اور خطوط کہینچے آخر حدیث تک تو پایا میں نے اس حقیقت کو بایچ وسط احوال نفوس کے کہ بعض اسکا فوق کو ہے اور بعض سوا تیری مراد اس سے یہ ہے کہ ہر طبقہ زکی و غبی اسکے واسطے صراط مستقیم ہے اور نہیں ہے صراط مستقیم نام کسی مرتبہ خاص کا زکیون سے اور میں نے معلوم کیا ایکطرح کا ثابت رہنا اور رسوخ موافقت اور انقیاد میں اور پائے

الى النفوس فيتلقاها منها الاذهان قبولا للالهام الالهى
ويكون اقلها اشقياء بعيدها عن الالهام ليس الوصول
اليه بالتجشم كسب من النفوس ووجدت الصراط
المنصوب على ظهر جهنم تمثالا لهذه الحقيقة يلقيه
البارى فى الآفاق حذو ما القى هذا فى عالم الانفس
ووجدت لجوف الكعبة خصوصية بهذا الصراط
المستقيم ووجدت الاشياء علمتها بينها وبين امثال هذه
المعانى مناسبة كذلك متقومة فى عالم الحشر
بتقويم هذه المعانى بصورها وهذا اسرّ وجود
المنبر والمسجد النبوى والاسطوانة الحنانة ههنا لكن
وسرّ قوله صلى الله عليه وسلم ما بين منبرى وبيتى
روضة من رياض الجنة **تحقيق** الافعال التى
يفعلها الانسان بالارادة والاختيار لها اسباب
توجب صدورها كالعزم على الفعل حتما من نفس
كان امر مطاوعة الجوارح الى غير ذلك من الامور
الخفية التى قلما يحاط بها لغموضها اثر الحس وكل امر من
تلك الامور له علة توجبه مثلا وجود الشوق المنبعث
من الاعتقاد الجازم او الظن من نفس كذا فى حال
كذا يوجب العزم ولهذه الاسباب ايضا علل كذالك
وهلم جرا حتى ينتهى الى الوجوب البات فهى موجودة
بايجاد الله تعالى صادرة من ارادة العبد لكن
ارادته ايضا واجبة لاسبابها ثم اذا باشرها الانسان
وجب لصوقها بجوهر النفس لصدورها بقصد
منها ولا انشراح حق من قواها بها ووجب ان تتالم
النفس او تتنعم اما بمحض التنبه لمخالفة هذا الاصل

نفوس مین تو اکثر نفوس اسکو قبول کرتے ہین بسبب لیاقت
الہی کے اور قلیل ہوتے ہین جنکو تلقی الہام سے بعید
نہین ہے وصول اسکی طرف تکلف کسب سے نفوس
کے اور مین نے پایا صراط کو جو جہنم کی پشت پر نصب کیا
تمثال اس حقیقت کے کہ ڈالا ہے اللہ تعالی نے بیچ آفاق
کے موافق اسکے جو ڈالا گیا ہے عالم النفس مین اور مین نے
پائی جوف کعبہ شریف کو خصوصیت اس صراط مستقیم سے
اور معلوم کین مین نے بہت چیزین کہ انمین اور ان معانی
مین مناسبت ہے ایسا ہی تقوم عالم حشر مین ساتھ
قایم کرنے ان معانی کے انکی صورتون سے اور یہ بھید ہے
وجود منبر و مسجد نبوی اور اسطوانہ حنانہ کا اس جگہہ اور
اسکا سر جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما بین منبری
وبیتی روضۃ من ریاض الجنۃ **تحقیق** جو فعل انسان
ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے ان فعلون کے واسطے سبب
ہین کہ موجب ہوتی ہین انکی صدور کے جیسے عزم کسی
فعل کا ضروری نفس سے ایک طرح کا ساتھہ اطاعت
اعضا کے اور اسکے سوا بہت امور خفیہ جنکا کم احاطہ ہو سکتا
ہے انکی غامض ہونیکے سبب ایک انمین سے عزم ہے اور ہر امر
ان امور مین سے جو ہے اسکے واسطے ایک ایسی علت ہے کہ اسے
واجب کرتی ہے مثلا ہونا شوق کا ایسا شوق کہ برانگیختہ ہوا
ہے اعتقاد جازم یا ظن سے ایسے نفس سے ایسے حال مین واجب
کرتا ہے عزم کو اور ان اسباب کے واسطے بھی علتین ہین ایسی طرح
اور یہ جہانتک چاہو نکالتے چلے جاؤ جب تک کہ منتہی ہو
وجوب قاطع تک پس وہ موجود ہین اللہ تعالی کے ایجاد
سے صادر ہین بندہ کے ارادہ سے لیکن اسکا ارادہ بھی واجب ہے

انکی سببون کے واسطے پہر جسوقت ارادہ کا مباشر ہو انسان واجب ہے اسکا لصوق جوہر نفس کا ہی واسطے صدور کے قصد النسی اور واسطے
انشراح قوتون کے قوتوتین سی ساتھہ اسلئے اور واجب ہی یہ کہ الم ہو نفس کو یا خوشی ہو یا محض آگاہی ہو واسطے مخالفت اس الاصل کے

لها او موافقة لها او يقرب منها بجهة بان يكون مثالها للقيد شبيها بالمثال المطلق فينعقد فى المطلق صورة للتنعم والتالم وبعض منها ملائكة يلهمون من تلك الحظيرة فيحصل اسباب السرور والالم او بان يكون ارادة الخير بالناس رحمة فى حقه او نقمة كل ذلك اما فى الدنيا او فى الاخرة ولكل احتمال من هذه الاحتمالات علل موجبة فلا يكون فى الوجود الا ما يجب وكذلك ظهور الشرايع واجب من المبدء واذا علم الخير يومئذ محصورا فى هذه الصورة فيكون وجود الاعتقاد الجازم بحسبها فى النفوس الصالحة غير المتدنسة بادناس الشيطنة واجبا عند ظهور المعجزات ودلالة العقل الصحيح على صدق المخبر بها وتلقيها من حضرة الغيب ويكون انصراف الارادة والعزم الى الجريان على حسب الاعتقاد الجازم واجبا فى النفوس فيظهر رحمة الله ببعث الرسل وانزال الكتب وتتم النعمة ولله الحجة البالغة

تمت

اس سے ہو یا موافق ہو اس سے یا مناسبت رکھتا ہو ساتھہ اسکے یا کسی تقریبات خارجیہ ساتھہ اس طور کے کہ ہو مثال اسکی مقید در حالیکہ شبیہ ہو ساتھہ مثال مطلق کے تو منعقد ہو مطلق مین صورت تنعم یا الم کے اور اسکے خادم ہوں وہ ملائکہ جو الہام کئے جاتے ہیں اس درگاہ سے تو حاصل ہو اسباب سرور یا الم یا یہ کہ ہو ارادہ لوگوں سے خیر کا رحمت اسکے حق مین یا عذاب اور سبب یا دنیا مین ہو یا آخرت مین اور ہر احتمال کیواسطے ان احتمالوں سے علل موجبہ ہین پس نہین آتے وجود مین کوئی چیز مگر جو واجب ہے اور اسیطرح ظہور شرائع واجب ہے مبدء سے جب جانا خیر انکا محصور اس صورت مین پس ہوتا ہے وجود اعتقاد جازم کا اسکے موافق نفوس صالحہ مین جو آلودہ نہوا ہو انجاستون شیطنت سے واجب وقت ظہور معجزات کے اور دلالت عقل کے صحیح اوپر صدق اس شخص کے جسکی خبر دی ہے اور تلقی اسکی درگاہ غیب سے اور ہوتا ہے پھرنا ارادہ اور عزم کا طرف جاری ہونیکے موافق اعتقاد جازم کے واجب انکے نفوس مین پس ظاہر ہوتی ہے اللہ کی رحمت ساتھہ بھیجنے رسولونکے اور نازل کرنے کتابونکے اور تمام کرنے نعمت اور اللہ ہی کے واسطے ہے حجت بالغہ ❊ تمام شد ترجمہ بست وسوم شعبان

خاتمة الطبع

الحمد لله الذى جعل اهل العلوم اشرف الاشخاص خصوصا اهل العلوم الشرعية والمعاد والصلوة والسلام على سيد الانبيا محمد ن المصطفى وعلى اله المجتبى واصحابه المقتدى على هذا الكتاب المستطاب المسمى بفيوض الحرمين وقد وقع الفراغ من اهتمامه فى الشهر المحرم الحرام ۱۳۰۸ ثمانية وثلثمائة بعد الالف من هجرة النبى صلى الله عليه واله وسلم

بعد حمد و صلوة کے عرض کرتا ہے بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نبیرہ مولوی سید ناصر الدین صاحب نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب سے حضرت مولانا اسحاق صاحب محدث دہلوی بیت اللہ شریف کو ہجرت فرما گئے اور مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا انتقال ہو گیا مدرسہ گنجینہ جد امجد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کا تخمینا چالیس سال سے غیر آباد پڑا ہے اگرچہ اولاد مولانا

شاہ رفیع الدین صاحب ممدوح سے چند اشخاص جو وارث حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہما اللہ کے تھے مدرسہ موصوفہ میں سکونت پذیر رہے مگر بوجہ نہ جاری ہونے سلسلہ درس و تدریس کے اکثر احباب اور متوسلین خاندان کو معلوم بھی نہ رہا کہ اولاد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی اُنکے قدیم مسکن و درسگاہ میں رہتی ہے اس اثنا میں مکان بھی ایام غدر میں منہدم ہوگیا تھا بعد اس کے صفہ معمورہ کے مسبب الاسباب نے واجبہ تعمیر اور آبادی اس مدرسہ مذکورہ کا جو در حقیقت منبع علم دین ہندوستان میں ہے اس کمترین کے دلمیں ڈالا تو بہو نہتا دن رات اسکی آبادی کی کوشش میں ہوں اور شب و روز مجیب الدعوات سے دست بدعا ہوں کہ اے قاضی الحاجات اس اجڑے ہوئے چمن کو دوبارہ سرسبز کر دے اور یہ جو نام اس خاندان کا مفقود ہوا جاتا ہے اسکے باقی رہنے کی کوئی تدبیر کر اور اُسمیں سلسلہ درس و تدریس کا جاری کر اور اس مدرسہ کا مثل اور مدرسوں اسلام کے کہیں سے کچھ کفاف مقرر نہیں ہے اور خاص یہ شہر تو سرپرستی باہمی سے خالی ہوگیا ہے اور میرے پاس اس وقت اسقدر سرمایہ نہیں کہ سلسلہ درس و تدریس کا شروع کروں اور طلبا کی اعانت کر سکوں تو دل نے چاہا کہ اس خزانہ گوہر بے بہا کو جو عرصہ دراز سے محفوظ چلا آتا ہے نکالئے اور اُسکو حلیہ طبع سے جلا دیکر جوہریان بازار معانی کو دکھلائیے اور جو اسکا نفع ہو مدرسہ موصوفہ میں صرف ہو اور رنج و دربطرف ہو تو اس کمترین نے یہ چند رسالے کہنہ نکالکر حلیہ طبع سے آراستہ کرکے ہدیہ شائقین کئے ایک مسمی بہ الطاف القدس در بیان اصول تصوف فارسی دوسرا مسمی بہ سطعات مع جزء اللطیف در بیان طلسم الہی فارسی تیسرا مسمی مکتوبات مع فضیلت ابی عبد اللہ محمد اسمعیل بخاری فارسی چوتھا مسمی بہ سعادت کونین المعروف بہ فیوض الحرمین مترجم اُردو پانچوان مسمی در ثمین فی مبشرات النبی الامین چھٹا مسمی مجموعہ ارشاد و اوائل و تراجم البخاری و فیما یجب حفظہ للناظر ساتوان مسمی تاویل الاحادیث آٹھواں مسمی شرح حزب البحر فارسی نواں مسمی وصیت نامہ مترجم دسوان مسمی بہ مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب گیارہوان مسمی عجالہ نافعہ اصول حدیث فارسی ان رسالوں کے مضامین کے بیان کی یہ بیرحہ گنجائش نہیں کیونکہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں موافق اس مصرعہ کے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اور انشاء اللہ ساتھ مدد خدا وند تعالی کے جو کہ میرے پاس رسائل قلمی بہت موجود ہیں رفتہ رفتہ چھاپے جائینگے اور ایک کتب خانہ اور ایک مطبع احمدی واسطے اعانت مدرسہ موصوفہ کی جاری کیا ہے جن صاحبوں کو جس قسم کی کتاب عربی و فارسی اُردو و انگریزی و ناگری کی درکار ہو یا کوئی کتاب چھپوانی منظور ہو تو مدرسہ موصوفہ میں بنام اس عاجز کے خط و کتابت کریں پھر ارادہ کیا ہے کہ خوشخبری دوں اہل اسلام کو اور خصوصا انکو جو کہ فیضیاب ہیں اس خاندان سے کہ وہ مثل جوارح کے ہیں اسکی سعی میں مثل اُس کے جس سے جو کچھ ہو سکے زر سے یا ہاتھ سے یا لوسے زبان سے اس کار خیر میں مدد کریں بقولہ تعالی وتعاونوا علی البر والتقوی پس لکھیں میں نے یہ چند سطریں تاکہ اطلاع ہو جائے اس عاجز کے محبان خاندان کو اور شوق کریں اس کار خیر میں اور تاجران کتب سے ملتمس ہوں کہ یہ رسائل مذکورہ بالا واسطے اعانت مدرسہ مذکور کے چھاپی گئی ہیں بہ صحت و عمدگی رسالہ جو شائع کیا گیا ہے مدد و اعانت اس احقر کے قصد چھاپنے یا چھپوانے کا ہے یا جو رسالہ درکار ہو یا اور قسم کی کتابیں

المشتہر

فقط سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتابیں اور سب رسالے تصنیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و نیز ہر قسم کی کتابیں شہر دہلی مدرسہ کہنہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے بکفایت مل سکتی ہیں